ہ به خیرا یفقهه فی الدین

جلد

علم الفقہ

جو

مسائل فقہیہ دینیہ کی تعلیم کے لیے نہایت سلیس اور عام فہم

اردو زبان مین بے نظیر کتاب ہے

مرتبہ

خاکسار سراپا عجز و قصور محمد عبد الشکور غفر لہ اللہ الغفور

باہتمام

کارپردازان صحیفہ مبارکہ انجم ابقاہا اللہ و دادامہا و اعانہا آمین

عمدۃ المطابع لکھنؤ مین طبع ہوا

فہرست تصانیف حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم وسیرت [illegible] و دیگر علماء موجودہ

نمبر شمار	نام کتاب	مختصر کیفیت	قیمت
۱	تفسیر آیات مدح مہاجرین	دس آیات قرآنی کی تفسیر دن کا بے نظیر مجموعہ۔ ایک آیت خاص حضرت صدیق کی شان میں اور ایک تمام صحابہ کے متعلق اور آٹھ آیتیں خاص مہاجرین کے بے مثال فضائل میں ہیں۔	۲/
۲	مقدمہ تفسیر آیات خلافت	سلسلۂ تفسیر آیات کی خصوصیات۔ تفسیر بالرائے کا مطلب تفاسیر شیعہ کا نمونہ۔ مذہب شیعہ کے آغاز کا بیان۔	۴/
۳	تفسیر آیت استخلاف	سورۂ نور کی آیت وعد اللہ الذین آمنوا سے حضرات خلفاء ثلثہ کی حقیت کا ناقابل انکار ثبوت	۴/
۴	تفسیر آیت تمکین۔	ان مکناھم فی الارض کی تفسیر اور حضرت خلفاء راشدین کی خلافت کا بے نظیر اثبات	۱/
۵	تفسیر آیت دعوت اعراب	قل للمخلفین من الاعراب کی تفسیر اور تینون خلافتون کے برحق ہونے کا ثبوت	۱/
۶	تفسیر آیت مودۃ القربیٰ	قل لا اسئلکم کی صحیح تفسیر شیعون کے اس افترا کا مکمل جواب کہ پیغمبر معاذ اللہ اپنی تعلیم کی مزدوری طلب کرتے تھے اور محبت اہلبیت اجر رسالت ہے۔	۵/
۷	تفسیر آیت جمال رزین ... لایت	دو آیتون کی تفسیر ایک سے حضرات خلفاء ثلثہ کے برحق ہونے کا ثبوت دوسری سے خلافت بلافصل و قصۂ انگشتری کا ابطال۔	۱/
۸	تفسیر آیت مباہلہ	قل تعالوا ندع کی صحیح تفسیر شیعون کے ایک بڑے مغالطہ کا ازالہ۔	۱/
۹	تفسیر آیت میراث ارض	آیت ولقد کتبنا فی الزبور سے خلفائے راشدین کی خلافت کا ثبوت۔	۱/
۱۰	تفسیر آیت اولی الامر	آیت اطیعوا اللہ الخ کی تفسیر اور شیعون کے مغالطون کا شافی جواب	۲/
۱۱	تفسیر آیت اظہار دین	آیۂ لیظھرہ علی الدین کلہ سے مسئلہ خلافت اور مذہب اہل سنت کی حقیت کا ثبوت	۱/
۱۲	تفسیر آیت معیت	آیۂ محمد رسول اللہ والذین معہ کی تفسیر اور مسئلہ خلافت کا بے نظیر اثبات	۱/
۱۳	تفسیر آیت تطہیر	آیۂ انما یرید اللہ کی صحیح تفسیر اور شیعون کی فریب آمیز کلرروائیون کا مکمل جواب	۴/
۱۴	تفسیر آیات ملک طالوت	مسائل خلافت کا فیصلہ قرآن مجید سے۔	۳/
۱۵	مناظرہ بمبئی	جو سنہ ۱۳۳۵ھ میں شیعون کے قبلہ ملا باقر صاحب سے بمبئی میں ہوا اور خلفاء ثلثہ کی خلافت آیۂ استخلاف سے ثابت کیگئی۔	۳/
۱۶	[illegible] اصلاح	[illegible] اصلاح سے مناظرہ کیلئے شیعون کا پہلا سفر قابل دید خط کتابت اور ایڈیٹر اصلاح کی ہزیمت	۱/
۱۷	مباحثہ نکبربان	سنہ ۱۳۳۵ھ میں بمقام نکبربان ضلع ہوشیار پور قبلۂ شیعہ مولوی احمد علی فاضل امرتسری سے ہوا۔ حضرات خلفاء ثلثہ کے مومن کامل ہونے پر جلسہ میں دلائل مذہب شیعہ کے ہر رنگ کے دیکھنے کا آئینہ۔	۵/
۱۸	میمۂ رنگون	سنہ ۱۹۳۰ء میں خواجہ کمال الدین سے مناظرہ کیلئے رنگون کا سفر قابل دید خط کتابت مرزائیت کا مکمل رد۔	۸/
۱۹	تحفۂ ایمانی	سنہ ۱۹۲۵ء میں بمقام سادنت داری ملک کوکن حافظ روشن علی سے ہوا۔	۱/

بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا بیشک ایمان داروں پر نماز فرض ہے
قت وقت سے۔

(۲) قولہ تعالیٰ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى پابندی کرو نمازوں کی خصوصاً
درمیانی نماز (عصر) کی

(۳) إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ بیشک نیکیاں برائیوں کو معاف کرا دیتی ہیں نیکیوں
سے مراد اس آیت میں نماز ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیث سے جو آگے بیان ہوگی یہ مراد صاف
واضح ہے۔
در پر

(۴) إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ بیشک نماز برے اور خراب
ں سے انسان کو بچاتی ہے اور بیشک اللہ کے ذکر کا بڑا مرتبہ ہے اور بڑا اثر ہے۔

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے توحید اور رسالت کا اقرار
ز پڑھنا، زکوۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا۔ بشرط قدرت حج کرنا۔ (بخاری، مسلم)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اور کفر کے درمیان میں نماز حد فاصل ہے۔ (مسلم)
ل کرو کہ جب یہ حد فاصل نہ رہے تو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوگیا۔ (مشکوٰۃ)
وگ تارک نماز کو کافر نہیں کہتے اُن کے نزدیک اس حدیث میں کافر ہو جانے کا یہ مطلب ہے کہ
ب کفر کے ہوگیا اور محاورہ میں ایسا استعمال ہوتا رہتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی
۔ و مددگار ہو جائے اور اسکے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ہو تو اسکو کہتے ہیں کہ
ب موت اس کی قریب

بی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتا رہے گا قیامت میں اسکے ساتھ ایک نور
اور وہ نماز اسکے لئے باعث نجات ہوگی اور جو شخص نماز سے غفلت کریگا وہ قیامت میں
ن، فرعون، ہامان، ابی بن خلف جیسے دشمنان خدا کے ہمراہ ہوگا۔ (مسند امام احمد، دارمی، بیہقی)
ی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے جو شخص

انکو اچھی طرح وضو کرکے پابندی اوقات سے پڑھتا رہیگا اور اُنکے ارکان و آداب کی رعایت کرے گا اُسکے لیئے اللہ جل شانہ کا وعدہ ہی کہ بخشدے گا اور جو شخص ایسا نہ کریگا اُسکے لیئے اللہ تعالیٰ کا کچھ وعدہ نہیں چاہے بخشدے اور چاہے عذاب کرے۔ (مسند امام احمد موطا امام مالک ابوداؤد)

(۱۰) حضرت ابوالدرداءؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے جانی دوست (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ اے ابوالدرداء نماز نہ چھوڑنا اسلیئے کہ نماز چھوڑنے والے سے اسلام کا ذمہ بری ہی (ابن ماجہ) گویا وہ دائرۂ اسلام سے خارج سمجھا جاوے گا۔

(۱۱) ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم جاڑوں کے زمانے میں جب پت جھاڑ ہو رہا تھا باہر تشریف لائے اور ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر ہلائیں اُس سے بکثرت پتے گرنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوذر جب کوئی مسلمان خلوص دل سے نماز پڑھتا ہے تو اُسکے گناہ بھی اِسی طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے اِس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (مسند امام احمد)

(۱۲) ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام عبادتوں میں کون عبادت زیادہ پسند ہے ارشاد ہوا کہ نماز (بخاری و مسلم)

(۱۳) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ بتلاؤ اگر کسی کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اُس نہر میں نہاتا ہو پھر بھی اُسکے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائیگا، صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اُسکے بدن پر کچھ بھی میل نہ رہے گا ارشاد ہوا کہ یہی کیفیت نماز کی ہی جس طرح نہانے سے بدن کی کثافت دور ہو جاتی ہی اسی طرح نماز پڑھنے سے روح سے (گناہ کی) کثافت دور ہو جاتی ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

(۱۴) ایک مرتبہ ایک شخص نے نہایت رنج و ندامت کی حالت میں جو اُنکو ایک عورت کے ساتھ سوا جماع کے اور باقی ناجائز اُمور کے ارتکاب سے طاری تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ سے ایک خطا صادر ہو گئی ہی جو کچھ میرے لیئے سزا تجویز فرمایئے میں حاضر ہوں حضرت نے بھی نہ پوچھا کہ تم سے کیا گناہ ہوا ہے اتنے میں نماز کا وقت آگیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے تشریف لے گئے وہ شخص بھی نماز میں آپ کے ساتھ تھے بعد نماز سلام پھیر اُنھوں نے عرض کیا رسول اللہ میرے لیئے کیا حکم ہوتا ہی ارشاد ہوا کہ نماز پڑھنے سے تمہارا گناہ معاف ہو گیا ایک

روایت میں ہے کہ اُسی وقت یہ آیت بھی نازل ہوئی اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ اور اُس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ حکم خاص میرے لیئے ہی یا آپ کی تمام امت کیلئے ارشاد ہوا کہ سب کے لیئے۔ (بخاری۔ مسلم)

(۱۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک جتنے صغیرہ گناہ ہوتے ہیں سب معاف ہوجاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۱۶) عبداللہ بن شقیق ایک جلیل القدر تابعی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سوا نماز کے اور کسی عبادت کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے تھے۔ (ترمذی)

(۱۷) حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو اُنکے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہوجاتا لوگوں نے پوچھا کہ اے امیرالمومنین یہ کیا حالت آپ کی ہے ارشاد فرمایا کہ اب اُس امانت[۵] کے ادا کرنے کا وقت آگیا جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش فرمایا تھا اور وہ سب اُس امانت کے لینے سے ڈر گئے اور انکار کر دیا (احیاء العلوم)

(۱۸) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جسوقت نماز کے واسطے وضو فرماتے اُنکا رنگ زرد ہوجاتا۔ ایک مرتبہ انکے گھر والوں نے اُن سے پوچھا کہ وضو کے وقت آپ کی یہ کیا حالت ہوجاتی ہے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں (احیاء العلوم)

مقدمہ

ہم اس میں چند اصطلاحی الفاظ کے معنی بیان کرتے ہیں

(۱) **زوال**۔ آفتاب کا ڈھل جانا جسے ہماری عرف میں دوپہر ڈھلنا کہتے ہیں۔

(۲) **سایۂ اصلی**۔ وہ سایہ جو زوال کے وقت باقی رہتا ہے۔ یہ سایہ ہر شہر کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے کسی میں بڑا ہوتا ہے کسی میں چھوٹا کہیں بالکل نہیں ہوتا جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں زوال اور سایۂ اصلی کے پہچاننے کی سہل تدبیر یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین پر گاڑ دیں اور

---

[۵] یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی ہم نے پیش کی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پس انکار کر دیا ان سب نے اور ڈر گئے وہ اس امانت سے اور لے لیا اُس امانت کو انسان نے ۱۲

جہاں تک اُس کا سایہ پہونچے اُس مقام پر ایک نشان بنادیں پھر دیکھیں کہ وہ سایہ اُس نشان کے آگے بڑھتا ہے یا پیچھے ہٹتا ہے اگر آگے بڑھتا ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ابھی زوال نہیں ہوا اور اگر پیچھے ہٹے تو زوال ہو گیا اگر یکساں رہے نہ پیچھے ہٹے نہ آگے بڑھے تو ٹھیک دوپہر کا وقت ہے، اسکو استوا کہتے ہیں۔ (بحر الرائق)

(۳) **ایک مثل**۔ سایۂ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اسکے برابر ہو جائے۔

(۴) **دو مثل**۔ سایۂ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اُس سے دوگنا ہو جائے۔

(۵) **تثویب**۔ وہ اعلام جس سے پہلے کوئی اعلام ہو چکا ہو اور اسکی غرض اور اُس اعلام کی غرض ایک ہو مثلاً پہلے اعلام سے لوگوں کو نماز کیلئے بلانا مقصود ہو تو اس اعلام سے بھی یہی مقصود ہو۔

(۶) **اقامت**۔ جسکو ہمارے عرف میں تکبیر کہتے ہیں حاضرین کو جماعت قایم ہونے کی اطلاع کے لیے کہی جاتی ہے۔

(۷) **عورت**۔ جسم کا وہ حصہ جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے۔ مرد کیلئے خواہ آزاد ہو یا غلام ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت ہے گھٹنا عورت میں داخل ہے اور آزاد عورتوں کے سوا مُنھ اور ہاتھ اور دونوں قدم کے کُل جسم عورت ہے اور لونڈی کے لیے پیٹ اور پیٹھ سے گھٹنوں کے نیچے تک۔ سینے اور پشت کا وہ حصہ جو سینے کے مقابل ہے عورت نہیں مخنث اگر کسی کا غلام ہو تو اُس کا حکم مثل لونڈی کے ہے اور اگر آزاد ہو تو مثل آزاد عورتوں کے

(۸) **عورت غلیظہ**۔ خاص حصہ اور مشترک حصہ اور اُنثیین اور اُن کے قریب قریب کا جسم۔

(۹) **عورت خفیفہ**۔ خاص حصہ اور مشترک حصہ اور اُنکے متصل جسم کے سوا باقی وہ اعضا جن کے چھپانے کا حکم ہے۔

(۱۰) **مدرک**۔ وہ شخص جس کو شروع سے اخیر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اور اسکو **مقتدی** اور **موتم** بھی کہتے ہیں۔

(۱۱) **مسبوق**۔ وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آکر شریک ہوا ہو

(۱۲) **لاحق**۔ وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو اور بعد شریک ہونے کے اُسکی سب رکعتیں یا کچھ رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ سو گیا ہو یا اُسکو کوئی حدث ہو جائے

اصغر یا اکبر۔ (مراقی الفلاح۔ درمختار)

(۱۳) **مقیم**۔ وہ شخص جو اپنے وطن میں ہو خواہ وہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت یا ایسے مقام پر ہو جو اُسکے وطن سے تین دن کی مسافت سے کم فاصلہ پر ہو۔

(۱۴) **مسافر**۔ وہ شخص جو اپنے وطن اصلی یا وطن اقامت سے ایسے مقام کا ارادہ کرکے نکلے جو وطن سے تین دن کی مسافت پر ہو جب وہ اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے اُسپر مسافر کا اطلاق شروع ہو جائیگا۔ تین دن کی مسافت متوسط چال سے ہونا چاہیئے نہ بہت تیز اور نہ بہت سست جسکا اندازہ تیس کوس انگریزی میل کے حساب سے کیا جاتا ہے اس لئے کہ انسان متوسط چال سے ہر روز دس کوس چلتا ہے،

(۱۵) **وطن**۔ رہنے کی جگہ۔ وطن کی دو قسمیں ہیں۔ وطن اصلی وطن اقامت

(۱۶) **وطن اصلی**۔ وہ مقام جہاں ہمیشہ رہنے کے قصد سے انسان بود و باش کرے پھر اگر اتفاقاً اُس مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام میں اسی قصد سے سکونت اختیار کرے تو یہ دوسرا مقام وطن اصلی ہو جائیگا اور پہلا مقام وطن اصلی نہ رہے گا۔

(۱۷) **وطن اقامت**۔ وہ مقام جہاں انسان پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کے قصد سے قیام کرے خواہ رہنے کا اتفاق پندرہ دن سے کم ہو یا زیادہ۔

(۱۸) **عمل کثیر**[ع] وہ فعل جس کو نماز پڑھنے والا بہت سمجھے خواہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے یا ایک ہاتھ سے اور خواہ دیکھنے والا اُس فعل کے کرنے والے کو نماز میں سمجھے یا نہیں۔

(۱۹) **عمل قلیل**۔ وہ فعل جس کو نماز پڑھنے والا بہت نہ سمجھے۔

(۲۰) ادا۔ وہ نماز جو اپنے وقت پر پڑھی جائے۔

(۲۱) **قضا**۔ وہ نماز جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائے مثلاً ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھی جائے۔

ع۔ عمل کثیر کی ہمارے فقہا نے مختلف تعریفیں لکھی ہیں بعض نے یہ لکھا ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جس کے کرنے میں دونوں ہاتھوں کی ضرورت پڑے جیسے عمامے کا باندھنا اور بعض نے لکھا ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جس کے کرنے والے کو دیکھکر لوگ یہ سمجھیں کہ یہ نماز میں نہیں ہے۔ مگر صحیح اور امام صاحب کے اصول کے موافق یہی تعریف ہے جو لکھی گئی۔ (بحر الرائق)

نماز کے اوقات

چونکہ نماز اللہ تعالیٰ کی اُن نعمتوں کے ادائے شکر کیلئے ہے جو ہر وقت و ہر آن فائض ہوتی رہتی ہیں لہٰذا اس کا مقتضا یہ تھا کہ کسی وقت انسان اِس عبادت سے خالی نہ رہے مگر چونکہ اس میں تمام ضروری حوائج میں حرج ہوتا اسلئے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اِن پانچ وقتوں میں نماز فرض کی گئی۔ فجر ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء

فجر کا وقت۔ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور طلوعِ آفتاب تک رہتا ہے۔ (بحر۔ درمختار۔ مراقی الفلاح) سب سے پہلے اخیر شب میں ایک سپیدی بیچ آسمان پر ظاہر ہوتی ہے۔ مگر یہ سپیدی قایم نہیں رہتی بلکہ اسکے بعد ہی پھر اندھیرا ہو جاتا ہے اسکو صبح کاذب کہتے ہیں۔

اسکے تھوڑی دیر کے بعد ایک سپیدی آسمان کے کنارے چاروں طرف ظاہر ہوتی ہے اور وہ باقی رہتی ہے بلکہ وقتاً فوقتاً اسکی روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے اسکو صبح صادق کہتے ہیں اور اسی سے صبح کا وقت شروع ہوتا ہے مردوں کیلئے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اسقدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اُس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جائے در بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اُسمیں پڑھ سکیں اور عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو حالتِ حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔ (درمختار۔ مراقی الفلاح بحر)

ظہر کا وقت۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک ہر چیز کا سایہ سوا اصلی سایہ کے دو مثل نہ ہو جائے ظہر کا وقت[عـــہ] رہتا ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ ایک مثل کے اندر اندر ظہر کی نماز پڑھ لیجائے۔ (ایضاً)

عـــہ فجر کے وقت میں کسی کا اختلاف نہیں نہ ابتدا میں نہ انتہا میں سب کے نزدیک فجر کا وقت صبح صادق ہو شروع ہوتا ہے اور آفتاب نکلنے تک رہتا ہے۔

عـــہ ظہر کا اول وقت متفق علیہ ہے سب کے نزدیک ظہر کا وقت بعد آفتاب ڈھلنے کے شروع ہوتا ہے مگر آخر وقت میں اختلاف ہے صاحبین کے نزدیک ظہر کا اخیر وقت ایک مثل ہے اور امام ابو حنیفہؒ سے بھی ایک روایت اسی مضمون کی نقل کیجاتی ہے اور ایک روایت علامہ زیلعی نے یہ بھی نقل کی ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد چلا جاتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل کے بعد آتا ہے۔ اِس بنا پر ایک مثل سے دو مثل تک کسی نماز کا وقت نہیں مگر امام ابو حنیفہؒ کا مشہور مذہب جو فقہ کی کتب معتبرہ متون اور شروح میں اختیار کیا گیا ہے وہی ہے جو ہمنے لکھا مگر پھر بھی اِن اختلافات سے بچنے کیلئے بہتر ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھ لی جائے۔ (شامی۔ بحر)

جمعہ کی نماز کا وقت بھی یہی ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں کچھ تاخیر کر کے پڑھنا بہتر ہے خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں اور جاڑوں کے زمانہ میں جلد پڑھنا مستحب ہے (شامی بحر)

عصر کا وقت بعد دو مثل کے شروع ہوتا ہے اور آفتاب ڈوبنے تک رہتا ہے عصر کا مستحب وقت اُس وقت تک رہتا ہے جب تک آفتاب میں زردی نہ آئے اور اُسکی روشنی ایسی کم ہو جائے کہ نظر اُس پر ٹھہرنے لگے اُسکے بعد مکروہ ہے اور عصر کی نماز ہر زمانے میں خواہ گرمی ہو یا جاڑا دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے مگر نہ اسقدر دیر کہ آفتاب میں زردی آجائے اور اُسکی روشنی کم ہو جائے ہاں جس دن ابر ہو اُس دن عصر کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔ (در مختار)

مغرب کا وقت۔ آفتاب ڈوبنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک شفق کی سپیدی آسمان کے کناروں میں قایم ہے باقی رہتا ہے۔ (بحر۔ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) مغرب کی نماز وقت شروع ہوتے ہی پڑھنا مستحب ہے اور بعد ستاروں کے اچھی طرح نکل آنے کے مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں جس روز ابر ہو اُس دن اس قدر تاخیر کر کے نماز پڑھنا کہ جس میں وقت آجانے کا اچھی طرح یقین ہو جائے مستحب ہے۔ مغرب کا وقت بالکل فجر کا عکس ہے فجر کے وقت پہلے سپیدی ظاہر ہوتی ہے اُسکے بعد سرخی اور مغرب میں پہلے سرخی ظاہر ہوتی ہے پھر سپیدی

عہ عصر کے ابتدائی وقت میں اختلاف ہے صاحبین کے نزدیک بعد ایک مثل کے عصر کا وقت آجاتا ہے اور امام صاحب کے نزدیک بعد دو مثل کے اور عصر کے آخر وقت میں کسی کا اختلاف نہیں سب کے نزدیک عصر کا وقت غروب آفتاب تک رہتا ہے اور بعض نے عصر کے وقت کو آفتاب کے زرد ہو جانے تک بیان کیا ہے ۱۲

عہ آفتاب ڈوبنے کے بعد ایک سرخی آسمان کے کناروں میں ظاہر ہوتی ہے اُسکے بعد پھر ایک سپیدی نمودار ہوتی ہے۔ اس سپیدی اور اُس سرخی دونوں کو شفق کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مغرب کا وقت سپید شفق تک رہتا ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک سرخ شفق تک بعض فقہا نے صاحبین کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے اور اسی کو امام صاحب کا مذہب بھی بیان کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں امام صاحب کے نزدیک مغرب کا وقت سپید شفق تک رہتا ہے اور اکابر صحابہ سے مثل حضرت صدیق اور حضرت عائشہ اور انس اور معاذ بن جبل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہی منقول ہے۔ صرف ابن عمرؓ سے اور ایک روایت میں ابن عباس سے سرخ شفق کا قول نقل کیا گیا ہے لہذا محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ امام صاحب کے قول پر عمل کرنا چاہیئے ۱۲ (فتح القدیر۔ بحر الرائق۔ طحطاوی۔ حاشیہ مراقی الفلاح۔ شامی)

عشا کا وقت شفق کی سپیدی زائل ہو جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک صبح صادق نہ نکلے باقی رہتا ہے۔ (بحر۔ فتح القدیر)

عشا کی نماز بعد تہائی رات گذر جانے کے اور قبل نصف شب کے مستحب اور بعد نصف شب کے مکروہ ہے۔ (شامی)

جس دن ابر ہو اُس دن عشا کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

وتر کا وقت بعد نماز عشا کے ہے جو شخص آخر شب میں اُٹھتا ہو اُسکو مستحب ہے کہ وتر آخر شب میں پڑھے اور اگر اُٹھنے میں شک ہو تو پھر عشا کی نماز کے بعد ہی پڑھ لینا چاہیئے (مراقی الفلاح درمختار)

عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال آفتاب تک رہتا ہے۔ آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہرے اسکی تعیین کیلئے فقہا نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے۔ عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے (مراقی الفلاح۔ شامی)

اوقات مکروہہ۔ اٹھارہ ہیں۔

(۱) آفتاب نکلتے وقت۔ جبتک آفتاب کی زردی نہ زائل ہو جائے اور اسقدر روشنی اُسمیں نہ آجائے کہ نظر نہ ٹھہر سکے اُسکا شمار نکلنے میں ہوگا اور یہ کیفیت آفتاب میں بعد ایک نیزہ بلند ہونیکے آتی ہے۔

(۲) ٹھیک دوپہر کے وقت۔ جب تک آفتاب ڈھل نہ جائے۔

(۳) آفتاب میں سرخی آجانے کے بعد غروب آفتاب تک۔

(۴) نماز فجر پڑھ چکنے کے بعد آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے تک۔

(۵) نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک۔

(۶) فجر کے وقت سوا اُس کی سنت کے۔

(۷) مغرب کے وقت مغرب کی نماز سے پہلے۔

ع۵ عشا کے ابتدائی وقت میں اختلاف ہے۔ جن لوگوں کے نزدیک مغرب کا وقت سرخ شفق تک رہتا ہے اُن کے نزدیک عشا کا وقت سرخ شفق کے بعد آجاتا ہے اور امام صاحب کے نزدیک چونکہ مغرب کا وقت سپید شفق تک رہتا ہے اسلئے اُن کے نزدیک عشا کا وقت بعد سپید شفق کے آتا ہے ۱۲

(۸) جب امام خطبہ کے لیئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا نکاح کا یا حج وغیرہ کا۔

(۹) جب فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو، ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے ملجائیگی تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں۔

(۱۰) نماز عیدین کے قبل۔ خواہ گھر میں یا عید گاہ میں۔

(۱۱) نماز عیدین کے بعد عید گاہ میں۔

(۱۲) عرفہ میں عصر اور ظہر کی نماز کے درمیان میں اور اون کے بعد۔

(۱۳) مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نماز کے درمیان میں اور اُن کے بعد۔

(۱۴) نماز کا وقت تنگ ہو جانے کے بعد سوا فرض وقت کے اور کسی نماز کا پڑھنا خواہ وہ قضائے واجب الترتیب کیوں نہ ہو۔

(۱۵) پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت،

(۱۶) کھانا آجانے کے بعد اگر اُسکی طبیعت کھانا کھانے کو چاہتی ہو اور خیال ہو کہ اگر نماز پڑھیگا تو اُس میں جی نہ لگے گا اور یہی حکم ہے تمام اُن چیزوں کا جنکو چھوڑ کر نماز پڑھنے میں جی نہ لگنے کا خوف ہو ہاں اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو پھر پہلے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں۔ (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

(۱۷) آدھی رات کے بعد عشا کی نماز پڑھنا۔

(۱۸) ستاروں کے بکثرت نکل آنے کے بعد مغرب کی نماز پڑھنا۔

ان تمام اوقات میں نماز مکروہ ہے صرف اس قدر تفصیل ہے کہ پہلے دوسرے تیسرے پندرھویں سولھویں وقت میں سب نمازیں مکروہ ہیں فرض ہوں یا واجب یا نفل اور سجدہ تلاوت کا ہو یا سہو کا اور پہلے تین وقتوں میں کوئی نماز شروع کیجائے تو اُس کا شروع کرنا بھی صحیح نہیں اور اگر نماز پڑھتے پڑھتے اُن میں سے کوئی وقت آجائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے، مگر ہاں چھ چیزوں کا شروع کرنا اُن تین وقتوں میں بھی صحیح ہے،

(۱) جنازے کی نماز۔ بشرطیکہ جنازہ اُنھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت آیا ہو،

(۲) سجدۂ تلاوت۔ بشرطیکہ سجدہ کی آیت اُنھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت پڑھی گئی ہو۔

(۳) اُسی دن کی عصر (۴) نفل نماز (۵) وہ نماز جسکے ادا کرنے کی نذر انھیں تین وقتوں سے کسی وقت میں کی گئی ہو (۶) اُس نماز کی قضا جو انھیں وقتوں میں شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو۔ جنازے کی نماز کا شروع کرنا بغیر کراہت کے صحیح بلکہ افضل ہے اور سجدۂ تلاوت کا شروع کرنا کراہت تنزیہیہ کے ساتھ صحیح ہے۔ باقی تین کا شروع کرنا کراہت تحریمیہ کے ساتھ صحیح ہے مگر اُسکا باطل کر کے اچھے وقت میں ادا کرنا واجب ہے،

دُو وقتوں میں صرف فرض نمازوں کا ادا کرنا مکروہ ہے،

باقی اوقات میں صرف نوافل کا ادا کرنا مکروہ ہے فرض اور واجب کا ادا کرنا مکروہ نہیں۔

دو وقت کی نمازوں کا ایک ہی وقت پڑھنا جائز نہیں عــہ مگر دو مقاموں میں (۱) عرفہ میں عصر اور ظہر کی نماز کا ظہر کے وقت میں (۲) مزدلفہ میں مغرب ور عشا کی نماز کا عشار کے وقت میں (شامی)

نماز کے اوقات کا بیان ہو چکا اب ہم اذان کا بیان شروع کرتے ہیں اسلیئے کہ اذان بھی ایک عمدہ ذریعۂ وقت معلوم ہونے کا ہے اور اُسی کے ساتھ اقامت کا بھی ذکر کرینگے۔

اذان اور اقامت کا بیان

اذان کی ابتدا مدینۂ منورہ میں ؁ ہجری سے ہوئی اس سے پہلے نماز بے اذان کے پڑھی جاتی تھی۔ چونکہ اُسوقت تک مسلمانوں کی تعداد کچھ ایسی کثیر نہ تھی اسلیئے اُنکا جماعت کے لیئے جمع ہو جانا بغیر کسی اطلاع کے دشوار نہ تھا، جب مسلمانوں کی تعداد یوماً فیوماً ترقی کرنے لگی اور مختلف حرفہ اور پیشہ کے لوگ جوق جوق دین الٰہی میں داخل ہونے لگے تو ضرورت اس امر کی پیش آئی کہ نماز کا وقت آنے اور جماعت قایم ہونے اطلاع اُن کو دیجائے جس سے وہ اپنے اپنے قریب

عــہ یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفر میں اور بارش میں بھی دو نمازوں کا ایک وقت میں پڑھ لینا جائز ہے اور ظاہر احادیث سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لہذا اگر کسی ضرورت سے کوئی حنفی بھی ایسا کرے تو جائز ہے مگر اسکے ساتھ وہ اُمور بھی اُس کو کرنا ہوں گے جو امام شافعی کے نزدیک جمع کے وقت ضروری ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔ (درمختار)

بعید مقامات سے جماعت کے لئے مسجد میں آسکیں لہٰذا یہ طریقہ اذان کا اس غرض کے پورا کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ع اذان اسی اُمت کے لئے خاص ہے اگلی امتوں میں نہ تھی، فالحمد للہ علیٰ ذالک

اذان اللہ تعالیٰ کے اذکار میں ایک بہت بڑے رتبہ کا ذکر ہے اس میں توحید اور رسالت کی شہادت اعلان کے ساتھ ہوتی ہے اس سے اسلام کی شان اور شوکت ظاہر ہوتی ہے اس کی فضیلت اور اس کا ثواب احادیث میں بہت مذکور ہے کچھ یہاں بھی ذکر کیا جاتا ہے

(۱) اذان کی آواز جہاں تک پہونچتی ہے اور جو لوگ اسکو سنتے ہیں جن ہوں یا انسان وہ سب قیامت کے دن اذان دینے والے کے ایمان کی گواہی دینگے۔ (بخاری۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

ع مختصر قصہ اذان کی مشروعیت کا یہ ہے کہ جب صحابہ کو اطلاع اوقاتِ نماز اور قیام جماعت کی ضرورت معلوم ہوئی تو انھوں نے آپس میں مشورہ کیا، بعضوں نے یہ رائے دی کہ یہود کی طرح سنکھ بجایا جائے، بعضوں کی رائے ہوئی کہ آگ جلادی جایا کرے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا حضرت فاروقؓ نے یہ رائے دی کہ نماز کے وقت اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہدیا جایا کرے اسکے بعد عبد اللہ بن زید اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ نے یہ طریقہ اذان کا جو آگے بیان کیا جائے گا ان کو تعلیم کیا کہ اسی طریقہ سے نماز کے اوقات اور جماعت کی اطلاع مسلمانوں کو کی جایا کرے۔ بعض روایات میں ہے کہ عبد اللہ ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں جاگا نیند ی میں تھا بالکل سوتا نہ تھا اور بعض میں ہے کہ فرمایا اگر بدگمانی کا خوف نہ ہوتا تو میں کہتا کہ بالکل سوتا ہی نہ تھا اسی لحاظ سے بعض علما نے اس واقعہ کو حال اور کشف پر محمول کیا ہے جو ارباب باطن کو حالتِ بیداری میں ہوتا ہے۔ المختصر صبح کو عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ حضور نبوی صلعم میں عرض کیا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک یہ سچ ہے اور حضرت بلال کو ارشاد ہوا کہ اسی طرح اذان دیا کرو پھر حضرت فاروقؓ نے بھی آکر اپنے خواب کو بیان کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس سے پہلے حضرتؐ پر وحی بھی نازل ہو چکی تھی، چنانچہ عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں اور ابو داؤد نے مراسیل میں یہ روایت لکھی ہے۔ بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ شب معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریلؑ نے اذان کی تعلیم فرمائی تھی مگر یہ احادیث صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت اس میں وہ شب معراج مقصود نہیں جو مکے میں ہوئی تھی اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی معراج بارہا ہوئی ہے، لہٰذا اس سے مقصود وہی رات ہوگی جس رات کو یہ خواب دیکھا گیا۔ شیخ ابن حجر نے بھی فتح الباری میں ایسا ہی لکھا ہے واللہ اعلم ۱۲

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا اور شہدا کے بعد اذان دینے والے جنت میں داخل ہوں گے۔ بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ مؤذن کا مرتبہ شہید کے برابر ہے۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سات برس تک برابر اذان دے اور اُس سے اُسکا مقصود محض ثواب ہو تو اُسکے لئے دوزخ سے آزادی لکھدی جاتی ہے۔ (ابوداؤد - ترمذی)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان کہنے میں کسقدر ثواب ہے اور پھر اُنکو یہ منصب بغیر قرعہ ڈالے نہ ملے تو بے شک وہ اسکے لئے قرعہ ڈالیں۔ حاصل یہ کہ اس منصب کے لئے سخت کوشش کریں۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی)

صحابہ کے زمانے میں ایسا ہوا ہے کہ اذان کے لئے لوگوں میں اختلاف ہوا۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ یہ مبارک منصب مجھے ملے یہاں تک کہ نوبت قرعہ ڈالنے کی آئی۔ (تاریخ بخاری)

(۵) قیامت کے دن مؤذنوں کو بھی شفاعت کی اجازت دیجائیگی کہ وہ اپنے اعزا واحباب یا جسکے لئے چاہیں خداوند عالم سے سفارش کریں۔

(۶) اذاں دیتے وقت شیطان پر بہت خوف اور ہیبت طاری ہوتی ہے اور بہت بیحواسی سے بھاگتا ہے جہانتک اذاں کی آواز جاتی ہے وہاں تک نہیں ٹھہرتا۔ (بخاری۔ مسلم)

(۷) قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں بلند ہونگی۔ یعنی وہ نہایت معزز اور لوگوں میں ممتاز ہونگے اور قیامت کے خوف اور مصیبت سے محفوظ رہیں گے۔

(۸) جس مقام پر اذاں دیجاتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے عذاب اور بلاؤں سے وہ مقام محفوظ رہتا ہے،

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذنوں کیلئے دعائے مغفرت فرمائی ہے۔ اور اقامت کی فضیلت اور تاکید اذاں سے بھی زیادہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

اس مقام پر یہ سوال ہوتا ہے کہ باوجود اسقدر فضائل کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے اس منصب کو کیوں اختیار نہیں فرمایا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ حضرات اس سے بھی زیادہ مفید اور اہم کاموں میں مشغول رہتے تھے اور اگر اس منصب کو اپنے ذمہ لیتے تو ان کاموں میں حرج ہوتا اسلئے وہ اس منصب کو اختیار کرنے سے مجبور رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

اذان دینے کی حدیث ترمذی میں ہے اگرچہ اُس سے قطعی ثبوت نہیں ہوتا۔ اور بچوں کے کان میں اذان دینا تو قطعاً آپ سے ثابت ہی،

اذان کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) اگر کسی ادا نماز کے لیئے اذان دیجائے تو اُسکے لیئے اُس نماز کے وقت کا ہونا اگر وقت آنے سے پہلے اذان دیجائے تو صحیح نہ ہوگی بعد وقت آنے کے پھر اُسکا اعادہ کرنا ہوگا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا اور کسی وقت کی۔ (مراقی الفلاح۔ درمختار وغیرہ)

(۲) اذان اور اقامت عربی زبان میں خاص اُنھیں الفاظ سے ہونا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں کسی اور الفاظ سے اذان یا اقامت کہی جائے تو صحیح نہوگی اگرچہ لوگ اسکو سنکر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصود اُس سے حاصل ہو جائے۔ (ایضاً)

(۳) موذن کا مرد ہونا۔ عورت کی اذان درست نہیں۔ اگر کوئی عورت اذان دے تو اُس کا اعادہ کرنا چاہیے۔ اور اگر بغیر اعادہ کیئے ہوئے نماز پڑھ لی جائیگی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔ (بحرالرائق۔ مراقی الفلاح۔ طحطاوی وغیرہ)

(۴) مؤذن کا صاحب عقل ہونا۔ اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون یا مست اذان دے تو نہ ہوگی (ایضاً)

اذان اور اقامت کا مسنون طریقہ

اذان کا مسنون طریقہ یہ ہی کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہو کر کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رُو کھڑا ہو اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے نہ اسقدر کہ جس سے تکلیف ہو ان کلمات کو کہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ عہ چار مرتبہ۔ پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عہ دو مرتبہ۔ پھر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ عہ دو مرتبہ

اذان کے الفاظ

عہ اللہ بہت بڑا ہی یعنی اُسکا مرتبہ بہت بلند ہی ۱۲ عہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے جبتک انسان کو کسی امر کا پورا یقین نہیں ہوتا اُسوقت تک اُس کی گواہی نہیں دیتا اسی لیئے یہاں اِس عنوان سے پورے یقین کا اظہار مقصود ہے ۱۲ عہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں ۱۲

پھر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ دو مرتبہ۔ پھر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح دو مرتبہ۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک مرتبہ۔ اور حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت اپنے منھ کو داہنی طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف منھ پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور فجر کی اذان میں بعد حی علی الفلاح اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی دو مرتبہ کہے پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے اور فجر کی اذان میں سترہ۔ اور اذان کے الفاظ کو گا کر نہ ادا کرے نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے۔ اور دو مرتبہ اللہ اکبر کہکر اسقدر سکوت کرے کہ سُننے والا اُس کا جواب دے سکے اور اللہ اکبر کے سوا دوسرے الفاظ میں ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے (شامی)

اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے فرق صرف اسقدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے اور اقامت مسجد کے اندر۔ اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے۔ اقامت میں الصلوٰۃ خیر من النوم نہیں بلکہ بجائے اسکے ہر وقت قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو مرتبہ۔ اور اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخ کا بند کرنا بھی نہیں اسلئے کہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کے لیئے بند کیئے جاتے ہیں اور وہ یہاں مقصود نہیں۔ اور اقامت میں حَیَّ علی الصلوٰۃ حَیَّ علی الفلاح کہتے وقت داہنی بائیں جانب کا منھ پھیرنا بھی نہیں ہے۔

اذان و اقامت کے احکام

(۱) سوا نماز جمعہ کے اور سب فرض عین نمازوں کے لیئے ایک بار اذان کہنا مردوں پر سنت موکدہ ہے مسافر ہو یا مقیم جماعت کی نماز ہو یا تنہا۔ ادا نماز ہو یا قضا۔ اور نماز جمعہ کیلئے

ع آؤ نماز کے واسطے ۱۲ ع آؤ ایک فائدہ کے لیئے۔ یعنی نماز کے لیئے نماز عین فائدہ ہی فائدہ ہے ۱۲ ع نماز بہتر ہے سونے سے۔ چونکہ یہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور اسوقت آدمی کو اپنے خواب شیریں کا چھوڑنا ناگوار ہوتا ہے اسلیئے اسکو اس امر کی اطلاع دیجاتی ہے کہ تمہارے اس خواب شیریں سے نماز بہتر ہے ۱۲ ع بے تنک نماز تیار ہو گئی ۱۲

عہ دو بار اذان کہنا۔

اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو جس میں عام لوگ مبتلا ہوں تو اُس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے اور اگر کسی خاص سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ طور پر آہستہ دیجائے تاکہ لوگوں کو اذان سنکر نماز قضا ہونے کا علم نہ ہو اس لئے کہ نماز کا قضا ہو جانا غفلت اور سستی پر دلالت کرتا ہے اور دین کے کاموں میں غفلت اور سستی گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہے اور باقی نمازوں کے لئے صرف اقامت - ہاں مستحب عہ یہ ہے کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے (شامی)

(۲) مسافر کے لئے اگر اس کے تمام ساتھی موجود ہوں تو اذان مستحب ہے سنت موکدہ نہیں۔

(۳) جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اُس کے لئے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں بشرطیکہ محلے کی مسجد یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو اس لئے کہ محلے کی اذان اور اقامت تمام محلے والوں کو کافی ہے (بحر الرائق در مختار وغیرہ)

(۴) جس مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اُس میں اگر نماز پڑھی جائے تو اذان اور اقامت کا کہنا مکروہ ہے ہاں اگر اُس مسجد میں کوئی موذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے (در مختار)

(۵) اگر کوئی شخص ایسے مقام پر ہو جہاں جمعہ کی نماز کے شرائط پائے جاتے ہوں اور جمعہ بھی ہوتا ہو ظہر کی نماز پڑھے تو اُس کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ وہ ظہر کی نماز کسی عذر سے پڑھتا ہو یا بلا عذر اور خواہ قبل نماز جمعہ کے ختم ہونے کے پڑھے یا بعد ختم ہونے کے (بحر الرائق در مختار)

عہ خندق کی لڑائی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر عصر مغرب کی نماز قضا ہو گئی تھی عشا کے وقت آپ نے سب کی قضا پڑھی بعض روایات میں ہے کہ صرف ظہر کے واسطے اذان کہی گئی اور باقی کے واسطے صرف اقامت اور بعض روایات میں ہے کہ اذان بھی ہر ایک کے لئے علیحدہ کہی گئی ۱۲ (شامی)

عہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کے لئے بھی مثل اور نمازوں کے ایک ہی اذان تھی اور یہ اذان جب امام خطبہ پڑھنے کے لئے ممبر پر بیٹھتا تھا تو اُس وقت کہی جاتی تھی جب حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اُنھوں نے ایک اذان جمعہ کی نماز کے لئے اور بڑھائی ۱۲

(۶) عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے[ع۱] خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔

(۷) لڑکوں اور غلاموں کے لئے اذان اور اقامت دونوں مکروہ ہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھیں (درمختار بحرالرائق)

(۸) فرض عین نمازوں کے سوا اور کسی نماز کے لئے اذان و اقامت مسنون نہیں خواہ فرض کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین یا نفل ہو جیسے اور نمازیں (بحرالرائق درمختار)

(۹) جب بچہ پیدا ہو تو اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے اور اسی طرح اس شخص کے کان میں کہنا جو کسی رنج میں مبتلا ہو یا اس کو مرگی کا مرض ہو یا غصہ کی حالت میں ہو اور جس کی عادتیں خراب ہوگئی ہوں خواہ انسان ہو یا جانور اور لڑائی کے وقت اور جلے ہوے کے کان میں اور اسی طرح اس مسافر کو جو راہ بھول گیا ہو اور کوئی راہ بتانے والا نہ ہو اور اسی طرح اگر کہیں جن وغیرہ کا ظہور رہتا ہو جو کسی کو تکلیف دیتے ہوں۔

(۱۰) جو شخص اذان سُنے مرد ہو یا عورت طاہر ہو یا جنب اُس پر اذان کا دینا واجب ہے[ع۲] یعنے جو لفظ موذن کی زبان سے سُنے وہی خود بھی کہے مگر حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں

ع۱ اس مسئلہ میں علماء مختلف ہیں بعض کا قول ہے کہ اگر عورتیں تنہا نماز پڑھیں تو اُن کے لئے اقامت مکروہ نہیں اذان اس وقت بھی مکروہ ہے مگر صحیح یہ ہے کہ ہر حال میں دونوں مکروہ ہیں (مراقی الفلاح طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح - درمختار بحرالرائق شامی)

ع۲ اس میں اختلاف ہے کہ اذان کا جواب دینا مسنون ہے یا واجب اور زبان سے جواب دینا واجب ہے یعنی جو لفظ موذن سے سنا جائے وہی لفظ خود بھی کہا جائے یا قدم سے جواب دینا واجب ہے۔ یعنی اذان سنکر نماز کے لئے مسجد میں جانا چاہئے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ اذان کا جواب زبان سے دینا واجب ہے۔ صاحب خلاصہ و محیط و قاضی خاں و نہر الفائق و بحرالرائق و درمختار وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جیسا موذن سے سنو ویسا ہی تم بھی کہو ۱۲

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ[ع] بھی کہے اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ[س]

اور بعد اذان کے درود شریف پڑھکر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ[لل]

(۱۱) اذان سُننے والے کو مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ اشہدان محمدا رسول اللہ سُنے تو یہ بھی کہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ[ص] اور جب دوسری مرتبہ سُنے تو اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کے ناخونوں کو آنکھ پر رکھکر کہے قُرَّةُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ[ے] (جامع الرموز کنز العباد)

(۱۲) اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ اگر چلنے کی حالت میں اذان سُنے تو کھڑا ہو جائے اور اذان سننے کی حالت میں سوا جواب دینے کے اور کسی کام میں مشغول نہ ہو یہاں تک کہ سلام یا سلام کا

[ع] نہیں طاقت اور قوت مگر خدا کی مدد سے۔ جب موذن حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح کہتا ہے تو وہ نماز کے لئے لوگوں کو بلاتا ہے لہذا اس کے جواب میں یہ امر ظاہر کیا گیا کہ نماز کے لئے آنے کی طاقت اور قوت خدا ہی کی مدد سے ہوتی ہے لہذا خدا کی مدد ہوتی ہے تو ہم حاضر ہوتے ہیں ۱۲

[ع] چونکہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو موذن سے سُنا جائے وہی کہا جائے اور بعض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا جائے اسلئے بعض علما نے یہ لکھا ہے کہ وہ بھی کہا جائے جو موذن سے سُنا گیا ہے اور لاحول ولاقوۃ بھی کہا جائے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے ۱۲

[س] تو نے سچ کہا اور اچھی بات کہی۔

[لل] اے اللہ اے مالک اس کامل دعا (اذان) اور اس قائم ہونیوالی نماز کے ہمارے عنایت فرما سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ (ایک مقام ہے جنت میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سوا کسی کو نہ ملیگا یا وسیلہ سے شفاعت کی اجازت مراد ہو) اور بزرگی اور پہونچا ان کو مقام محمود (جہاں سب انبیا خدا کی تعریف کرینگے اور آنحضرت کو شفاعت کی اجازت ملیگی) میں جسکا تو نے اُنسے وعدہ فرمایا ہے بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ بعضے لوگ والفضیلۃ کے بعد والدرجۃ الرفیعۃ بھی کہتے ہیں حالانکہ محض بے اصل ہے ۱۲

[ص] رحمت نازل فرمائے اللہ تعالیٰ آپ پر اے خدا کے پیغمبر ۱۲ [ے] میری آنکھوں کی ٹھنڈک آپ ہی سے ہے اے رسول اللہ یا اللہ مجھے فائدہ مند کر سمع اور بصر

جواب بھی نہ دے اور اگر قرآن مجید پڑھتا ہو تو اسکا پڑھنا بھی موقوف کردے۔

(۱۳) جمعہ کی پہلی اذان سن کر تمام کاموں کو چھوڑکر جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد جانا واجب ہے خرید وفروخت یا اور کسی کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔

(۱۴) جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینا واجب نہیں لیکن اگر جواب دے تو مکروہ بھی نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(۱۵) اقامت کا جواب دینا مستحب ہے واجب نہیں اور قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہے (فتح القدیر بحرالرائق)

(۱۶) آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہیئے (۱) نماز کی حالت میں (۲) خطبہ سننے کی حالت میں خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا اور کسی چیز کا (۳ و ۴) حیض ونفاس میں (۵) علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی حالت میں (۶) جماع کی حالت میں (۷) پیشاب پاخانہ کی حالت میں (۸) کھانا کھانے کی حالت میں۔ ہاں بعد ان چیزوں سے فراغت کے اگر اذان ہوئے زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو تو جواب دینا چاہیئے ورنہ نہیں (بحرالرائق)

اذان اور اقامت کے سُنَن اور مستحبات

اذان اور اقامت کے سُنَن دو قسم کے ہیں بعض موذن کے متعلق ہیں بعض اذان اور اقامت کے لہٰذا ہم پہلے موذن کی سُنتوں کا ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اذان کی سنتیں بیان کریں گے۔

(۱) موذن کا مرد ہونا عورت کی اذان واقامت مکروہ تحریمی ہے اگر عورت اذان کہے تو اس کا اعادہ کرلینا چاہیئے اقامت کا اعادہ نہیں اس لئے کہ تکرار اقامت مشروع نہیں بخلاف

ع۵ قرآن مجید میں ہے وَاِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ جب نماز جمعہ کی اذان دیجائے تو اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کے لئے دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یعنی دنیا کے تمام کاموں کو چھوڑکر نہایت اہتمام سے نماز کے لئے جاؤ۔ اور باتفاق محققین اس اذان سے پہلی اذان مراد ہے (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) ع۵ قائم رکھے اس کو خدا اور ہمیشہ رکھے ۱۲

تکرار اذان کے (درمختار)

(۲) موذن کا عاقل ہونا مجنون اور مست اور ناسمجھ بچے کی اذان اور اقامت مکروہ ہے اور ان کی اذانوں کا اعادہ کر لینا چاہیئے نہ اقامت کا (درمختار)

(۳) موذن کا مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا۔ اگر جاہل آدمی اذان دے تو اس کو موذنوں کی برابر ثواب نہ ملیگا (بحرالرائق)

(۴) موذن کا پرہیزگار اور دیندار ہونا اور لوگوں کے حال سے خبردار رہنا جو لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں اُن کو تنبیہ کرنا۔

(۵) موذن کا بلند آواز ہونا۔

(۶) اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علٰحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ ہے۔ہاں جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد کے اندر ممبر کے سامنے کہنا مکروہ نہیں بلکہ تمام بلاد اسلام میں معمول ہے (مراقی الفلاح)ع

(۷) اذان کا کھڑے ہو کر کہنا۔اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کرنا چاہیئے ہاں اگر سوار ہو یا اذان صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۸) اذان کا بلند آواز سے کہنا۔ہاں اگر صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو اختیار ہے مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہوگا۔

(۹) اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کر لینا مستحب ہے۔

(۱۰) اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سنت ہے یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اُس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان کے

ع نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں یہ اذان بھی مسجد کے اندر نہ ہوتی تھی مگر عبدالملک نے اپنے زمانہ میں اسکو مسجد کے اندر داخل کر لیا اور اس زمانہ میں بڑے بڑے جلیل الشان تابعی موجود تھے سب نے سکوت کیا اس لئے یہ فعل مکروہ نہ رہا اور تمام بلاد اسلام میں رائج ہوگیا اور کسی نے آج تک اُسکا انکار نہیں کیا ۱۲ منہ

الفاظ بغیر اس قدر ٹھہرے ہوئے کہدے تو اس کا اعادہ مستحب ہے اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے تو اس کا اعادہ مستحب نہیں (درمختار ردمختار)

(۱۱) اذان میں حی علی الصلوۃ کہتے وقت داہنی طرف منھ کو پھیرنا اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف منھ کو پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا اور کسی چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے۔

(۱۲) اذان اور اقامت کا قبلہ رو ہو کر کہنا بشرطیکہ سوار نہ ہو بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان و اقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے (درمختار)

(۱۳) اذان کہتے وقت حدث اکبر سے پاک ہونا سنت ہے اور دونوں حدثوں سے پاک ہونا مستحب ہے اور اقامت کہتے وقت دونوں حدثوں سے پاک ہونا سنت ہے اگر حدث اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے اسی طرح اگر کوئی حدث اکبر یا اصغر کی حالت میں اقامت کہے تو مکروہ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں۔

(۱۴) اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص موخر لفظ کو پہلے کہہ جائے مثلاً اشہدان لا الہ الا اللہ سے پہلے اشہدان محمد ارسول اللہ کہہ جائے یا حی علی الصلوۃ سے پہلے حی علی الفلاح کہہ جائے تو اس صورت میں صرف اسی موخر الذکر لفظ کا اعادہ ضروری ہے جس کو اس نے مقدم کہہ دیا ہے پہلی صورت میں اشہدان لا الہ الا اللہ کہکر اشہدان محمدا رسول اللہ پھر کہے اور دوسری صورت میں حی علی الصلوۃ کہکر حی الفلاح پھر کہے پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں (بحر الرائق درمختار شامی)

(۱۵) اذان اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اثنائے اذان واقامت میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا اعادہ کرے نہ اقامت کا (درمختار شامی)

متفرق مسائل

(۱) اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور بعد اذان ختم ہونے کے

خیال آئے یا دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو تو جواب دیدے ورنہ نہیں ۔

(۲) اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گزر جاے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہیئے ہاں اگر کچھ تھوڑی سی دیر ہو جاے تو کچھ ضرورت نہیں اگر اقامت ہو جاے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور اُن کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل نہ سمجھا جایگا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائیگا اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جاے تو نماز کی قسم سے نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت میں اقامت کا اعادہ کر لینا چاہیئے ۔ (در مختار)

(۳) اگر موذن اذان دینے کی حالت میں مرتد ہو جائے (معاذ اللہ منہ) یا بیہوش ہو جاے یا اُسکی آواز بند ہو جاے یا بھول جاے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو یا اُس کو حدث ہو جاے اور وہ اُس کے دُور کرنے کے لئے چلا جاے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنت موکدہ ہے ۔ (در مختار شامی)

(۴) اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدث ہو جاے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت پوری کر کے اس حدث کے دور کرنے کو جائے ۔

(۵) ایک موذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے (در مختار)

(۶) بہتر یہ ہے کہ اذان کہنے کا منصب بھی امام ہی کے سپرد کیا جائے (در مختار)

(۷) جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے ۔ ہاں اگر وہ اذان دے کر کہیں چلا جاے یا کسی دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہے ۔

(۸) کئی موذنوں کا ایک ساتھ[۱] اذان کہنا جائز ہے (شامی)

(۹) سوا مغرب کے اور وقتوں میں اذان اور اقامت کے درمیان میں تثویب بدعت حسنہ ہے اور تثویب اذان کے اس قدر دیر کے بعد دیجاے کہ جس میں بیس آیتوں کی تلاوت ہو سکے

---

[۱] اس کو عرف میں اذان جوق کہتے ہیں یہ بدعت حسنہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے زمانے میں نہ تھی (شامی)

پھر اس کے بعد اسی قدر توقف سے اقامت کہی جائے تثویب بھی مثل اذان کے کھڑے ہو کے کہی جائے تثویب کا عربی زبان میں ہونا کچھ ضروری نہیں۔ اگر کوئی شخص یوں کہدے کہ جماعت تیار ہے یا نماز ہوتی ہے یا اور کوئی لفظ تب بھی درست ہے یا اگر صرف کھانسنے سے لوگ سمجھ جائیں تو یہ بھی تثویب ہے حاصل یہ کہ جیسا جہاں دستور ہو اسی کے موافق وہاں تثویب کی جائے۔

(۱۰) اقامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر انگوٹھوں کو چومنا بدعت سیئہ ہے کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے اور اذان میں بھی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔

ع ۵ یہ قول متاخرین فقہا کا ہے متقدمین کے تثویب میں دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ سوا فجر کے اور کسی وقت تثویب جائز نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ میں بھی سوا فجر کے اور کسی وقت تثویب نہ تھی۔ دوسرا قول قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ قاضیوں اور حاکموں کے لئے فجر کے سوا اور اقامت میں بھی تثویب جائز ہے اس لئے کہ وہ لوگ دینی کاموں میں مشغول رہتے ہیں لہذا اُن کو تثویب کی ضرورت ہے اور حضرت بلال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جماعت تیار ہونے کی اطلاع دیا کرتے تھے اب چونکہ دین کے امور میں سستی زیادہ بڑھ گئی اس لئے متاخرین نے ہر عام وخاص کے لئے سوا فجر کے اور اقامت میں بھی تثویب کی اجازت دیدی ہمارے زمانے میں بعض جاہلوں کا دستور ہے کہ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ سُنَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اس غرض سے کہتے ہیں کہ لوگ سنتیں وغیرہ پڑھکر فراغت کرلیں حالانکہ یہ تثویب میں داخل ہی نہیں اس لئے کہ اس کی غرض وہ نہیں ہے جو پہلی اذان کی ہے پہلی اذان کی غرض لوگوں کا مسجد میں حاضر ہونا ہے اور اس کی غرض سنت پڑھنا اور تثویب میں یہ امر ضروری ہے کہ اس کی غرض اور اس سے پہلے جو اعلام ہوا ہو اس کی غرض ایک ہو لہذا یہ بدعت سیئہ ہے اس کو ترک کرنا چاہئے واللہ اعلم ۱۲

ع ۵ بعض احادیث اس مضمون کی وارد ہوئی ہیں کہ اذان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی سنکر انگوٹھوں کو چومنا چاہئے مگر کوئی حدیث ان میں جلیل القدر محدثین کے نزدیک صحت کو نہیں پہونچی سب ضعیف ہیں۔ ان ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے بشرطیکہ اس عمل کے سنت ہونے کا خیال نہ کیا جائے اور اس کو کوئی ضروری چیز نہ سمجھے ہمارے زمانہ میں افراط وتفریط کی حد ہو گئی ہے۔ اذان میں انگوٹھے چومنے کا اس قدر رواج ہے کہ بعض لوگ اس کو سنت سمجھتے ہیں اطراف دکن میں بعضوں کو اس کے وجوب کا خیال ہے اگر کوئی نہ کرے تو اس پر لعنت ملامت کی جاتی ہے لہذا ایسی حالت میں اس کا ترک کرنا بہتر ہے واللہ اعلم ۱۲

(۱۱) موذن کو چاہیے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے وہیں ختم کرے۔
(۱۲) اذان اور اقامت کے لیے نیت شرط نہیں۔ ہاں ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہو کہ دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کے لیے کہتا ہوں اور کچھ مقصود نہیں۔ اذان اور اقامت کا بیان ہو چکا اب نماز کے مسائل لکھے جاتے ہیں

نماز کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) اسلام۔ کافر پر نماز واجب نہیں بعض محققین کا قول ہو کہ کافر پر بھی نماز واجب ہوتی ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ آخرت میں اسکو عبادات کے ترک پر بھی عذاب کیا جائیگا (طحطاوی برمراقی الفلاح)
(۲) بلوغ۔ نابالغ پر نماز واجب نہیں۔
(۳) عقل۔ بے عقل پر نماز واجب نہیں خواہ وہ بے عقلی جنون کے سبب سے ہو یا بیہوشی کے سبب سے مگر شرعاً اسی جنون اور بیہوشی کا اعتبار ہو جو پانچ نمازوں کے وقت تک رہے اگر اس سے کم ہو تو پھر اُسپر نماز واجب ہے یہانتک کہ بعد بیہوشی کے قضا پڑھنی پڑیگی اور جو بیہوشی نشہ کے سبب سے ہو تو اسکو نماز معاف نہیں۔
(۴) عورتوں کو حیض و نفاس سے پاک ہونا حیض و نفاس کیحالت میں عورتوں پر نماز فرض نہیں
(۵) بعد اسلام یا بلوغ یا بعد جنون اور بیہوشی کے اور اسی طرح بعد حیض و نفاس کے نماز کا وقت ملنا اگرچہ وہ اسی قدر ہو کہ اس میں صرف تحریمہ کی گنجایش ہو۔ اگر کسی کو اس سے بھی کم وقت ملے تو اُسپر اسوقت کی نماز فرض نہیں۔

نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں

چونکہ نماز کا اہتمام سب عبادتوں سے زیادہ ہو اس وجہ سے اسکے شرائط بھی بہت ہیں یہانتک کہ مراقی الفلاح میں لکھا ہو کہ اسکے شرائط کا حصر نہیں ہوا مگر ہم اس مقام پر صرف اُن مشہور شرطوں کو بیان کرتے ہیں جن کی ضرورت ہر نماز میں پڑتی ہو بعض شرائط جو کسی خاص نماز سے تعلق رکھتے ہیں جیسے جمعہ کی نماز کے شرائط انکا ذکر اُسی مقام پر کیا جائیگا جہاں ان نمازوں کا بیان ہوگا

پہلی شرط

طہارت۔ نماز پڑھنے والے کے جسم کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ ہاں اگر بقدر معافی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر افضل یہ ہے کہ اس سے بھی پاک ہو اسیطرح نجاست حکمیہ کی دونوں قسموں (حدث اکبر و اصغر) سے بھی پاک ہونا چاہیے نجاست حقیقیہ اور حکمیہ اور انسے پاکی کے طریقے جلد اول میں بیان ہو چکے ہیں۔ نماز پڑھنے والے کے لباس کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے اور اسیطرح اس چیز کو جو اسکے جسم سے ایسا تعلق رکھتی ہو کہ ان حرکتوں سے جو نماز میں ہوتی ہیں مثل رکوع سجدہ وغیرہ کے اس چیز کو بھی حرکت ہو **مثال**۔ کسی چادر کا پاک حصہ نماز پڑھنے والے کے جسم پر ہو اور نجس حصہ زمین پر ہو مگر اٹھنے بیٹھنے سے اسکو جنبش ہوتی ہو۔ (مراقی الفلاح۔ درمختار) اگر کوئی چادر اسقدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اور اسیطرح اس چیز کو بھی پاک ہونا چاہیے جسکو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہوئے ہو بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو (درمختار وغیرہ)

مثال۔ نماز پڑھنے والا کسی بچہ کو اٹھائے ہوئے ہو اور اس بچہ کا جسم یا کپڑا نجس ہو اور وہ بچہ خود اپنی قوت سے رکا ہوا نہ ہو۔ اگر خود اپنی طاقت سے رکا ہوا بیٹھا ہو تو کچھ حرج نہیں اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کبوتر وغیرہ آکر بیٹھ جائے اور اسکا جسم نجس ہو تو کچھ حرج نہیں اسلیے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے پس یہ نجاست اسی کی طرف منسوب ہوگی اور نماز پڑھنے والے سے اسکو کچھ تعلق نہیں سمجھا جائیگا۔ (بحرالرائق۔ مراقی الفلاح وغیرہ) اسیطرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی چیز ہو جسکی نجاست اپنی جائے پیدایش میں ہو اور خارج میں اسکا کچھ اثر نہو تو کچھ حرج نہیں (درمختار شامی)

مثال نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جاے اور اسکے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اسلیے کہ اسکا لعاب اسکے جسم کے اندر ہے اور وہی اسکے پیدا ہونے کی جگہ ہے پس مثل اس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ میں رہتی ہے جس سے طہارت کا حکم نہیں اسیطرح اگر کوئی ایسا انڈا جسکی زردی خون ہو گئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تب بھی کچھ حرج نہیں اسلیے کہ اسکا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے خارج میں اسکا کچھ اثر نہیں بخلاف اس کے

اگر کسی شیشی میں پیشاب بھرا ہو اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ منہ اسکا بند ہو اسلیے کہ اسکا پیشاب ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پیشاب پیدا ہوتا ہے۔ (بحر الرائق شامی وغیرہ)

نماز پڑھنے کی جگہ۔ نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے ہاں اگر نجاست بقدر معافی ہو تو کچھ حرج نہیں۔ نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہوں اور سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اسکے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو (درمختار

(مراقی الفلاح وغیرہ)

اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اٹھائے رہے تب بھی کافی ہے۔ (درمختار)

اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اسکا اسیقدر پاک ہونا ضروری ہے پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا۔ (بحر الرائق شامی)

اگر کسی نجس مقام پر کوئی کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اسکے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے (بحر الرائق شامی)

اگر کسی کپڑے کا استر نجس ہو تو اسپر نماز درست نہیں (شرح وقایہ۔ بحر الرائق)

اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھ حرج نہیں۔ (بحر الرائق)

اگر کسی شخص کو کوئی پاک جگہ نماز کے لیے نہ ملے مگر یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت مل جائے گی تو اسکو اخیر وقت تک انتظار کر کے نماز پڑھنا مستحب ہے اور اگر بغیر انتظار کے اسی نجس مقام میں نماز پڑھ لی جائے تب بھی کچھ حرج نہیں۔

دوسری شرط

ستر عورت۔ یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اس حصۂ جسم کو چھپانا فرض ہے جسکا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے خواہ تنہا نماز پڑھے یا کسی کے سامنے۔

اگر کوئی شخص کسی تنہا مکان میں نماز پڑھتا ہو یا کسی اندھیرے مقام میں اسپر بھی ستر عورت فرض ہے اگرچہ کسی غیر شخص کے دیکھنے کا خوف نہیں۔ ہاں اپنی نظر سے چھپانا فرض نہیں اگر کسی کی نظر اپنے جسم پر نماز پڑھنے کی حالت میں پڑ جائے تو کچھ حرج نہیں۔ (بحر الرائق۔ درمختار۔ مراقی الفلاح)

اگر کوئی لونڈی صرف اسیقدر اپنے جسم کو چھپائے ہوئے نماز پڑھ رہی ہو جسکا چھپانا اُسپر فرض ہے اور نماز پڑھنے ہی کی حالت میں آزاد کردیجائے تو اب اسپر تمام اس پورے جسم کا چھپانا فرض ہوگا جسکا چھپانا آزاد عورتوں پر فرض ہوتا ہے پس اگر وہ قبل ادا کرنے ایک رُکن کے بغیر عمل کثیر سے اپنے تمام جسم کو چھپائے تو اسکی نماز ہوجائیگی ورنہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

اگر نماز کی حالت میں کسی ایسے جسم کا چوتھا حصّہ کھل جائے جسکا چھپانا فرض ہے خواہ وہ عورت غلیظہ ہو یا خفیفہ اور اتنی دیر تک کھلا رہے جسمیں ایک رکن ادا ہوسکتا ہے تو اسکی نماز باطل ہوجائیگی اور اگر نماز پڑھنے کے پہلے سے کھلا ہو تو اس نماز کا شروع کرنا صحیح نہوگا۔ (درمختار شامی وغیرہ)

اگر ایک ہی عضو کئی جگہ سے کھلا ہو تو سب کھلے مقامات ملاکر اگر اس عضو کی چوتھائی کے برابر ہوجائیں تو اسکی نماز فاسد ہوجائیگی۔ مثال کسی شخص کی ران ایک جگہ سے بقدر آٹھویں حصہ کے کھلی ہو اور دوسری جگہ بھی بقدر آٹھویں حصّہ کے تو دونوں ملکر بقدر چوتھائی حصّہ کے ہوجائیں گے اور نماز فاسد ہوجائیگی۔ اور اگر کئی عضو کھلے ہوں اور ہر ایک چوتھائی حصّہ سے کم ہو تو اگر سب کھلے ہوئے مقامات ملکر ان کھلے ہوئے اعضا میں چھوٹے عضو کی چوتھائی کے برابر ہوجائیں تب بھی نماز فاسد ہوجائیگی۔ (درمختار وغیرہ) مثال کسی عورت کا سینہ تھوڑا کھلا ہو اور ایک کان بھی کھلا ہو تو اگر دونوں کھلے ہوئے مقام کان کی چوتھائی کے برابر ہوجائیں تب بھی نماز فاسد ہوجائیگی۔

اگر نماز پڑھنے کی حالت میں کوئی شخص قصداً اپنی عورت غلیظہ یا خفیفہ کے چوتھے حصے کو کھولدے تو اسکی نماز فوراً فاسد ہوجائیگی خواہ بقدر ادا کرنے ایک رکن کے کھلا رہے یا اس سے کم۔ (شامی)

اگر کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا نہ ہو جس سے وہ اپنے اعضا کو چھپائے یا ایسا باریک کپڑا ہو جس سے بدن نظر آتا ہو تو اسکو چاہیے کہ کسی درخت کے پتے یا مٹی وغیرہ سے اپنے اعضا کو چھپائے اور اگر یہ کوئی صورت ممکن نہو تو پھر اسیطرح نماز پڑھ لے۔ اگر کسیکو یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت نماز تک اسکو کپڑا ملجائیگا تو اسکو مستحب ہے کہ اخیر وقت تک انتظار کرکے نماز پڑھے۔ اگر کسی دوسرے شخص کے پاس کپڑا ہو اور یہ امید ہو کہ اگر اس سے مانگا جائے گا تو دیدیگا خواہ بطور رعایت کے یا ہبہ کے تو اس سے طلب کرنا واجب ہے اگر کسی کے پاس کوئی نجس کپڑا ہو تو نماز میں اس سے ستر جائز نہیں بلکہ برہنہ نماز پڑھنا چاہیے

اگر کسی کے پاس کوئی کپڑا ہو جس کا چوتھائی سے کم حصہ پاک ہو تو اس سے ستر کر کے نماز پڑھنا مستحب ہے اگر بغیر اس سے ستر کیے ہوئے نماز پڑھے تب بھی جائز ہے اور اگر کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا ہو جو چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ پاک ہو تو اس سے ستر کر کے نماز پڑھنا چاہیے بغیر اس سے ستر کیے ہوئے نماز نہ ہو گی۔ (در مختار)

یہ سب صورتیں اسی وقت ہیں جب اس کپڑے کے طاہر کرنے کی کوئی صورت ممکن نہ ہو مثلاً پانی نہ ملتا ہو یا پینے وغیرہ کے لیے رکھا ہو اور اگر طاہر کرنے سے معذوری بوجہ آدمیوں کے ہو گی تو جب عذر جاتا رہے گا ان نمازوں کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

اگر کسی عورت کے پاس اسقدر کپڑا ہو جس سے وہ اپنے بدن کو اور سر کے چوتھائی حصہ کو چھپا سکتی ہو تو اسکو سر کے چوتھائی حصہ کا چھپانا فرض ہے۔ اور اگر اسقدر ہو کہ سر کے چوتھائی حصہ سے کم چھپ سکے تو پھر سر کا چھپانا فرض نہیں ہاں افضل یہ ہے کہ جس قدر چھپ سکے اسی قدر چھپائے۔ (در مختار وغیرہ) اگر کسی کے پاس اسقدر کپڑا ہو کہ اس سے جسم کا بعض حصہ چھپ سکتا ہو تو عورت غلیظہ کو چھپانا چاہیے اور اگر اسقدر ہو کہ عورت غلیظہ بھی پوری نہ چھپ سکے تو خاص حصہ کا چھپانا بہ نسبت مشترک حصہ کے بہتر ہے۔ (در مختار وغیرہ)

ان سب صورتوں میں اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیوں کے ہو تو جب معذوری جاتی رہیگی نماز کا اعادہ کرنا پڑیگا مثال کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اسکے کپڑے اتار لیے ہوں یا کسی دشمن نے اسکے کپڑے اتار لیے ہوں یا کوئی دشمن کہتا ہو کہ اگر تو کپڑے پہنے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ چاہے اس سے اپنے جسم کو چھپا لے چاہے اُسے بچھا کر نماز پڑھے تو اسکو چاہیے کہ اپنے جسم کو چھپا لے اور نماز اسی نجس مقام پر پڑھے۔

تیسری شرط

استقبال قبلہ۔ یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اپنا سینہ کعبہ مکرمہ کی طرف کرنا خواہ حقیقۃً یا حکماً

کعبہ کی طرف[ع] منہ کرنا شرط نہیں ہاں مسنون البتہ ہے لہذا اگر کوئی کعبہ سے منہ پھیر کر نماز پڑھے تو ہو جائے گی مگر خلاف سنت کیوجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔ جن لوگوں کو کعبہ مکرمہ نظر آتا ہو مثل اُن لوگوں کے جو مکہ معظمہ میں رہتے ہیں اور انکے اور بیت اللہ کے درمیان میں کوئی حاجب نہ ہو انپر فرض ہے کہ خاص کعبہ کی طرف سینہ کر کے نماز پڑھیں اسیطرح کہ اگر انکے سینہ سے سیدھا خط نکالا جائے تو کعبہ سے جاکر ملجائے۔ جن لوگوں کو کعبہ مکرمہ نظر نہ آتا ہو جیسے ہم لوگ انپر یہ فرض ہے کہ اس طرف سینہ کر کے نماز پڑھیں جس طرف کعبہ ہو بالکل سیدھے پر کھڑا ہونا فرض نہیں۔ جو شخص قبلہ کی طرف نماز پڑھنے سے عاجز ہو خواہ کسی مرض کی وجہ سے یا مال کے خوف سے یا کسی دشمن کے خوف سے یا اور کسی وجہ سے تو اسکو استقبال قبلہ کی ضرورت نہیں بلکہ جس طرف وہ نماز پڑھ سکتا ہو پڑھ لے۔ اگر کسی کو یہ نہ معلوم ہو کہ کعبہ مکرمہ کس طرف ہے اور نہ کوئی ایسا معتبر مسلمان ہو جس سے پوچھ لے تو اسکے لیے یہ شرط ہے کہ اپنے گمان غالب پر عمل کرے اسکو غالب گمان سے جس طرف کعبہ معلوم ہو اسی طرف نماز پڑھ لے اگر نماز پڑھتے میں اسکا گمان بدلجائے تو اسکو چاہیے کہ اسی طرف پھر جائے اور ایسی حالت میں اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد اسکو اپنے گمان غالب کی غلطی معلوم ہو جائے تو اُس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر کوئی ایسی حالت میں بغیر غالب گمان کے نماز پڑھ لے تو اسکی نماز ادا نہ ہوگی اگرچہ اس نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی ہو۔

اگر قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدی سب کو اپنے گمان غالب پر عمل کرنا چاہیے لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہوگا تو اسکی نماز اس امام کے پیچھے نہوگی اسلیے کہ امام اسکے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھکر اسکی اقتدا جائز نہیں۔

ع ابتداے اسلام میں نماز بیت المقدس کیطرف پڑھی جاتی تھی جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے نماز اسی طرف پڑھا کیے۔ ہجرت کے سترہ مہینے کے بعد مدینہ منورہ میں کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کیطرف نماز پڑھنے کا بہت شوق تھا اور انتظار میں رہتے تھے کہ کب حکم نازل ہو۔ اور وجہ اسکی یہ تھی کہ کعبہ ہی سے آپ کو معراج ہوئی تھی اور حضرت ابراہیمؑ کا یہی قبلہ تھا اور قیامت میں عرش معلی کی تجلی بھی وہیں ہوگی اور بھی بہت سی فضیلتیں کعبہ میں تھیں جو بیت المقدس میں نہ تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی سلمہ کی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے دو رکعت پڑھ چکے تھے کہ کعبہ کیطرف پھرنے کا حکم کیا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اسی طرف پھر گئے ۱۲

چوتھی شرط

نیت ـ یعنی دل میں نماز پڑھنے کا قصد کرنا ـ زبان سے بھی کہنا بہتر ہے ـ

اگر فرض نماز پڑھتا ہو تو نیت میں اُس فرض کی تعیین بھی ضروری ہو مثلاً اگر ظہر کی نماز پڑھتا ہو تو دل میں یہ قصد کرنا کہ میں ظہر کی نماز پڑھتا ہوں اور اگر عصر کی نماز پڑھے تو یہ کہ میں عصر کی نماز پڑھتا ہون اس امر کی نیت ضروری نہیں کہ یہ ظہر یا عصر اسوقت یا آج کی ہو ـ ہاں اگر قضا پڑھتا ہو تو اس میں دن کی تخصیص بھی ضروری ہو ـ مثلاً یوں کہو کہ فلاں دن کی ظہر کی نماز پڑھتا ہوں ـ اور اگر اس کے ذمہ صرف ایک ہی ظہر کی یا عصر کی قضا ہو تو پھر اسکی ضرورت نہیں ـ

اسی طرح اگر واجب نماز پڑھتا ہو تو اسکی تخصیص بھی ضروری ہے کہ یہ کون واجب ہے وتر یا عیدین کی نماز ہو یا نذر کی نماز اور اگر کئی نذروں کی نماز اسکے ذمہ ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ ان میں سے کسی ایک کی تعیین کرے اور اسی طرح سجدۂ تلاوت اور شکر میں نیت تلاوت یا شکر کی شرط ہے ـ

رکعتوں کی تعداد کی نیت شرط نہیں خواہ فرض نماز ہو یا واجب مثلاً یہ نیت کہ میں دو رکعت نماز فرض پڑھتا ہوں یا چار رکعت فرض ظہر ـ (در مختار)

ہاں افضل یہ ہے کہ اسکی بھی نیت کرلے ـ (خانیہ شامی)

اگر کوئی شخص کسی وقت کی نماز اس نیت سے پڑھے کہ میں اسوقت جو نماز فرض ہے وہ پڑھتا ہوں ـ اور اُس نماز کا وقت موجود ہو یا نہ ہو مگر نہ ہونیکا علم نہ ہو تو یہ نیت کافی ہوجائیگی اور اگر اسکا وقت نہ ہو اور وقت نہ ہونے کا اسکو علم بھی ہو تو پھر نماز نہ ہو گی مگر جمعہ کی نماز اس نیت سے نہ ہوگی اگرچہ وقت موجود ہو اسلیے کہ جمعہ کی نماز ظہر کے عوض میں پڑھی جاتی ہو اصل میں ظہر کی نماز فرض ہے ـ

اگر کوئی اس نیت سے نماز پڑھے کہ میں آج کے دن جو نماز فرض ہو وہ پڑھتا ہوں تو یہ نیت صحیح نہیں اسکی نماز نہ ہوگی ـ

اگر کوئی شخص مثلاً ظہر کی نماز اس نیت سے پڑھے کہ مین آج کے دن کی ظہر پڑھتا ہوں تو نیت صحیح ہوجائیگی اور ظہر کا وقت ہو یا نہ ہو اسکی نماز ہوجائیگی اسلیے ادا نماز قضا کی نیت سے اور قضا

ادا کی نیت سے صحیح ہو جاتی ہے۔

مقتدی کو اپنے امام کی اقتدا کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔

امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے امامت کی نیت کرنا شرط نہیں ہاں اگر کوئی عورت اسکے پیچھے نماز پڑھنا چاہیے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ اور جمعہ اور عیدین کی نہ ہو تو اسکی اقتدا صحیح ہونے کے لیے اسکی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز جنازے یا جمعے یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں۔

مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمرو بلکہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں ہاں اگر تعیین کریگا اور پھر اسکے خلاف ظاہر ہوگا تو اسکی نماز نہ ہوگی۔ مثال۔ کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔ حالانکہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ خالد ہے تو اسکی نماز نہ ہوگی۔

جنازے کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہیے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دعا کے لیے پڑھتا ہوں۔ اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اسکو نیت کر لینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اسکی میں بھی پڑھتا ہوں۔ صحیح یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نماز کی نیت کر لینا کافی ہے اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نماز سنت ہے یا مستحب اور سنت فجر کی وقت کی ہے یا ظہر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد ہے یا تراویح یا کسوف یا خسوف مگر نیت[1] کرلے تو بہتر ہے۔

اگر نیت زبان سے[2] بھی کہی جائے تو ایسی عبارت ہونا چاہیے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ نیت ہو چکی نہ یہ کہ اب نیت کریگا نیت کی عبارت خواہ عربی زبان میں ہو یا اور کسی زبان میں۔ صرف زبان سے

[1] ہر ایک کی نیت ہم اس مقام پر ذکر کرینگے جہاں ان نمازوں کا بیان آئے گا۔

[2] زبان سے نیت کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں اور لغت میں بھی نیت دلی قصد و ارادے کو کہتے ہیں زبان سے کہنے کو نیت نہیں کہتے۔ اسی خیال سے بعض علما زبان سے نیت کی عبارت کہنے کو بدعت کہتے ہیں مگر ہمارے فقہا نے اسلیے اسکو جائز بلکہ مستحب کہا ہے کہ عوام کو دلی ارادے کی تمیز نہیں ہوتی اور کبھی آدمی متفکر ہوتا ہے تو اسکا دلی ارادہ بغیر زبان سے کچھ کہے ہوئے مستقل نہیں ہوتا۔ (درمختار شامی)

اگر نیت کی عبارت کہہ بجائے تو درست نہیں[ع] اور اگر صرف دل سے ارادہ کرلیا جائے تو درست ہے بلکہ اصل نیت یہی ہے۔

کسی نماز میں استقبال قبلہ کی نیت شرط نہیں فرض نماز ہو یا واجب سنت ہو یا مستحب۔ (درمختار)

نیت کو تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا چاہیے اور اگر تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کرلے تب بھی درست ہے بشرطیکہ نیت اور تحریمہ کے درمیان میں کوئی ایسی چیز فاصل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو مثل کھانے پینے بات چیت وغیرہ کے اور اسی شرط سے اگر وقت آنے سے پہلے نیت کرلے تب بھی درست ہے بعد تحریمہ کے نیت کرنا صحیح نہیں اور اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔

پانچویں شرط

تکبیر تحریمہ۔ یعنی نماز شروع کرتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا یا اسکے ہم معنی اور کوئی لفظ کہنا چونکہ اس تکبیر کے بعد نماز کی حالت شروع ہوجاتی ہے اور کھانا پینا چلنا پھرنا اور بات چیت کرنا اور اکثر وہ چیزیں جو خارج نماز میں جائز تھیں حرام ہوجاتی ہیں اسکو تحریمہ کہتے ہیں۔

تحریمہ کے صحیح ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں جو یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) تحریمہ کا نیت کے ساتھ ملا ہوا ہونا خواہ حقیقۃً ملی ہوئی ہو یعنی ایک ہی وقت میں نیت اور تحریمہ دونوں ہوں یا حکماً ملی ہوئی ہو یعنی نیت اور تحریمہ کے درمیاں کوئی ایسی چیز فاصل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو مثل کھانے پینے بات چیت وغیرہ کے اور نیت کرنے کے بعد نماز کے لیے چلنا پھرنا وضو کرنا منافی نہ سمجھا جائے گا اور اسکے فاصل ہونے سے تحریمہ کی صحت میں کچھ خلل نہ آئے گا مگر افضل یہی ہے کہ حقیقۃً ملا وے۔ (مراقی الفلاح)

(۲) جن نمازوں میں کھڑا ہونا فرض ہے ان کی تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے اور باقی نمازوں کی جس طرح چاہے مگر اس امر کا لحاظ ہر نماز میں ضروری ہے کہ تکبیر تحریمہ رکوع کی حالت میں یا قریب رکوع کے

ع بعض فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نہایت درجہ متفکر اور رنجیدہ ہو کہ اسکو دل سے کسی کام کا ارادہ کرنا ممکن نہو تو اسکے لیے صرف زبان سے کہہ دینا جائز ہے مگر محققین کی یہ رائے ہے کہ صرف زبان سے کہنا کسی وقت کافی نہیں بلکہ ایسے شخص کو جسکی یہ حالت ہو کہ دل سے کسی کام کا ارادہ نہ کرسکتا ہو مجنون کے حکم میں داخل کرکے نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا جائیگا (شامی)

جھک کر نہ کہی جائے اگر کوئی شخص جھک کر تکبیر تحریمہ کہے تو اگر اسکا جھکنا رکوع کے قریب نہ ہو تو تحریمہ صحیح ہوجائیگی اور اگر رکوع کے قریب ہو تو صحیح نہ ہوگی۔ (مراقی الفلاح)

بعض ناواقف جب مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں انکی نماز نہیں ہوتی اسلیے کہ تکبیر تحریمہ نماز کی صحت کی شرط ہے جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہوسکتی ہے۔

(۳) تحریمہ کا نیت سے پہلے نہ ہونا۔ اگر تکبیر تحریمہ پہلے کہہ لی جائے اور نیت اسکے بعد کی جائے تو تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔ (مراقی الفلاح)

(۴) تکبیر تحریمہ کا اتنی آواز سے کہنا کہ خود سُن لے بشرطیکہ بہرا نہ ہو (ء)

گونگے کو تکبیر تحریمہ کے لیے زبان ہلانا ضروری نہیں بلکہ اسکو تکبیر تحریمہ معاف ہے۔ (ء)

(۵) تکبیر تحریمہ کا ایسی عبارت میں ادا کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی سمجھی جاتی ہو کسی اور قسم کا مضمون مثل دعا وغیرہ کے اُس سے نہ ظاہر ہوتا ہو۔ پس اگر بجائے اللہ اکبر[ع] کے اللہ اعظم[ع] یا اللہ اعلیٰ[ع] کہے تو اسکی تحریمہ صحیح ہوجائیگی بخلاف اسکے اگر کوئی شخص اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ[لی] کہے تو تحریمہ صحیح نہوگی اسلیے کہ اس سے دعا کا مضمون بھی سمجھا جاتا ہے۔ (درمختار مراقی الفلاح وغیرہ)

(۶) اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے ہمزہ یا بے کو نہ بڑھانا۔ اگر کوئی شخص آللّٰہُ اَکْبَرُ یا اَللّٰہُ اَکْبَارُ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔ (ایضاً)

(۷) اللہ میں لام کے بعد الف کہنا۔ اگر کوئی شخص نہ کہے تو اسکی تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔

(۸) تکبیر تحریمہ کا بسم اللہ وغیرہ سے نہ ادا کرنا۔ اگر کوئی بجائے تکبیر تحریمہ کے بسم اللہ الرحمن الرحیم وغیرہ کہے تو اسکی تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔ (درمختار مراقی الفلاح وغیرہ)

(۹) تکبیر تحریمہ کا قبلہ رُو ہوکر کہنا۔ (بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔

ع اللہ بہت بزرگ ہے ۱۲۔

ع اللہ کا مرتبہ بہت بڑا ہے ۱۲۔

ع اللہ کا مرتبہ بہت بلند ہے ۱۲

لی اے اللہ مجھے بخش دے ۱۲۔

فرض نمازوں کا بیان

باوجودیکہ فرض نمازوں کا پڑھنا ایک حق واجب کا ذمہ سے اتارنا ہی اور حق واجب کے ادا کرنے میں نہ کسی انعام کا استحقاق ہوتا ہی نہ کوئی کمال مگر اللہ جل شانہ کی عنایت نے جو اس امت پر حد سے زیادہ ہی ان فرائض کے ادا کرنے میں بھی بیحد ثواب مقرر فرمایا ہی پانچ نمازوں کے پڑھنے سے پچاس نمازوں کا ثواب ملتا ہی۔

کسی سائل کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عبادات سے افضل نماز کو فرمایا سائل نے پوچھا کہ نماز کے بعد حضرت نے فرمایا کہ وہ جہاد جو خالص اللہ تعالی کے لیے ہو۔ اس قسم کے مضامین مختلف احادیث میں وارد ہوے ہیں۔

اس حدیث سے علماء نے استدلال کیا ہی کہ نماز کا رتبہ جہاد سے بھی زیادہ ہی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ ایک اعرابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس سے میں بہشت بریں کا مستحق ہوجاؤں اور عذاب دوزخ سے نجات پاؤں حضرت نے فرمایا کہ پانچ وقت کی نماز پڑھا کر اور رمضان کے روزے رکھا کر اعرابی یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور فرط خوشی میں کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں اب اس سے زیادہ کوئی عبادت نہ کرونگا جب وہ چلا گیا تو حضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تمکو جنتی کے دیکھنے کا شوق ہو تو اسے دیکھ لو۔

ایک صحیح حدیث میں ہی کہ سب اعمال سے پہلے قیامت میں نماز کا سوال ہوگا جسکو اس سوال میں کامیابی ہوئی بیشک وہ نجات پاجائیگا اور جسکو اسمیں ناکامی ہوئی وہ نقصان اٹھائے گا۔ (ترمذی)

فجر کے وقت دو رکعت نماز فرض ہی اور **ظہر۔ عصر۔ عشا** کے وقت چار چار رکعتیں **جمعے** کے دن بجاے ظہر کے دو رکعت نماز جمعہ۔ **مغرب** کے وقت تین رکعت۔

پڑھنے کا طریقہ یہ ہی کہ تمام شرائط کی پابندی کے ساتھ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو چادر یا آستین وغیرہ سے باہر نکال کر کانوں تک اٹھائے اسطرح کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو سے مل جائیں اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں انگلیاں نہ بہت کشادہ ہوں نہ ملی ہوئی اسی حالت میں جس نماز کو پڑھنا چاہے اسکی نیت دل میں کرے اور زبان سے بھی دلی ارادہ کو ظاہر کرے۔

فجر کی نیت یوں[عہ] کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْفَجْرِ میں نے ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز فرض فجر کے وقت میں پڑھوں۔

ظہر کی نیت یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الظُّهْرِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز فرض ظہر کے وقت میں پڑھوں۔

عصر کی نیت یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْعَصْرِ میں نے یہ نیت کی کہ چار رکعت نماز فرض عصر کے وقت میں پڑھوں۔

مغرب کی نیت یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ ثَلٰثَ رَکَعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْمَغْرِبِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ تین رکعت نماز فرض مغرب کے وقت میں پڑھوں۔

عشا کی نیت یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْعِشَاءِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز فرض عشائ کے وقت میں پڑھوں۔

اس نیت کے ساتھ ہی اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہکر فوراً دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو اور بائیں کلائی داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے پکڑ لے اور باقی تین انگلیاں داہنی کلائی پر بچھا لے پھر فوراً یہ دعا[عہ] پڑھے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو اس دعا کو پڑھکر سکوت کرے اور اگر امام قرأت شروع کر چکا ہو تو اس دعا کو بھی نہ پڑھے بلکہ اللہ اکبر کے بعد ہی سکوت کرلے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہو یا امام ہو تو اسکے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے جب سورۂ فاتحہ ختم ہو جائے تو منفرد اور امام آہستہ سے آمین کہیں اگر کسی ایسے وقت کی نماز ہو جس میں بلند آواز سے قرأت کیجاتی ہو تو سب مقتدی بھی آہستہ سے آمین کہیں آمین کی الف کو بڑھا کر کہنا چاہیے اسکے بعد کوئی سورت قرآن مجید کی پڑھے اگر سفر کیحالت ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو اختیار ہے جو سورت چاہے پڑھے اور اگر سفر اور ضرورت کیحالت نہو تو

عہ چونکہ نیت عربی زبان میں کہنا کچھ ضرور نہیں اسلیے ہمنے عربی اور اردو دونوں زبانوں میں نیت کی عبارت لکھدی ہے ۱۲

عہ ترجمہ پاکی بیان کرتا ہوں تیری اے اللہ اور تیری تعریف کرتا ہوں اور بزرگ ہے تیرا اسم اور بڑا ہے تیرا مرتبہ اور نہیں ہے کوئی خدا تیرے سوا ۱۲

فجر[ع] اور ظہر کی نماز میں سورۂ حجرات اور سورۂ بروج اور انکے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورت کو چاہے پڑھے فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہیے باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئیں ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ عصر اور عشا کی نماز میں وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ اور لَمْ يَكُنْ اور انکے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہیے مغرب کی نماز میں اذا زلزلت سے آخر تک۔

بعد سورت پڑھ چکنے کے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہوا رکوع میں جائے تکبیر اور رکوع کی ابتدا ساتھ ہی ہو اور رکوع میں اچھی طرح پہونچ جانے کے ساتھ ہی تکبیر ختم ہو جائے رکوع اس طرح کیا جائے کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ہوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ ہوں اور سر اور سرین برابر ہوں ایسا نہ ہو کہ سر جھکا ہوا ہو اور پیٹھ اٹھی ہوئی ہو پیر کی پنڈلیاں سیدھی ہوں خمدار نہ ہوں رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ[عسہ] کہنا چاہیے پھر رکوع سے اٹھکر سیدھا کھڑا ہو جائے اور امام صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ[سہ] کہے اور مقتدی صرف رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ[للعہ] اور منفرد دونوں کہے پھر تکبیر کہتا ہوا اور دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے تکبیر اور سجدہ کی ابتدا ساتھ ہی ہو اور سجدہ میں پہونچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے سجدہ میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہیے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو منہ اور دونوں ہاتھونکے درمیان میں ہونا چاہیے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونا چاہیے اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوں اور انگلیوں کا

ع فجر کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سورۂ وا بطور طرح پڑھتے (صحیح بخاری) کبھی اذا الشمس کورت کبھی سورۂ طارق (مسلم) کبھی سورۂ یسین کبھی سورۂ واقعہ یعنی ان سورتوں کو دونوں رکعتوں میں پڑھتے تھے اور سفر کی حالت میں فجر کی نماز میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بھی آپنے پڑھی (مراقی الفلاح) ظہر کی نماز میں الم تنزیل سجدہ عصر کی نماز میں والسماء ذات البروج اور والسماء والطارق (ابو داؤد) اور عشا کی نماز میں والشمس (نسائی) مغرب کی نماز میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد میں۔ ان کے علاوہ اور بھی سورتیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں اگر اتباع سنت کے خیال سے وہ سورتیں نمازوں میں پڑھی جائیں تو زیادہ ثواب ہے ۱۲

عسہ پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے بلند مرتبہ پروردگار کی ۱۲

سہ قبول کر لی اللہ نے تعریف اُس شخص کی جس نے اللہ کی تعریف کی ۱۲

للعہ اے پروردگار سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں ۱۲-

رخ قبلہ کی طرف اور پیٹ زانو سے علٰحدہ اور بازو بغل سے جدا ہوں پیٹ زمین سے
اسقدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا سا بچہ درمیان سے نکل سکے۔ سجدہ میں کم سے کم
تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی[ع۱] کہے پھر سجدہ سے اٹھکر اچھی طرح بیٹھ جائے اس طرح کہ
داہنا پیر اسی طرح کھڑا رہے اور بائیں پیر کو زمین پر بچھا کر اسی پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ
زانو پر رکھے اس طرح کہ انگلیاں پھیلی ہوں رُخ انکا قبلہ کی طرف ہو نہ بہت کشادہ ہوں
نہ بالکل ملی ہوئی سرے اُنکے گھٹنوں کے قریب ہوں اور اس حالت میں کوئی دعا نہ پڑھے
سجدہ سے اُٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ۔ اطمینان سے بیٹھ چکنے کے بعد
دوسرا سجدہ اسیطرح کرے جیسے پہلا سجدہ کیا تھا دوسرا سجدہ کر چکنے کے بعد تکبیر کہتا ہوا فوراً کھڑا
ہو جائے کھڑے ہوتے وقت پہلے ہاتھ اٹھائے پھر ناک پھر پیشانی پھر گھٹنے اور ہاتھوں کو گھٹنوں
پر رکھکر کھڑا ہو ہاتھوں کو زمین سے سہارا دیکر نہ کھڑا ہو اس دوسری رکعت میں صرف بسم اللہ کہکر
سورۂ فاتحہ پڑھی جائے اور اسیطرح کوئی دوسری سورت ملاکر اسیطرح رکوع قومہ دونوں سجدے کیے
جائیں دوسرے سجدہ کے بعد اسیطرح بیٹھکر جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھا تھا یہ پڑھے
اَلتَّحِیَّاتُ[ع۲] لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ لَا اِلٰہَ کہتے وقت انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بناکر اور چھوٹی انگلی اور
اسکے پاس کی انگلی کو بند کرکے کلمہ کی انگلی آسمان کیطرف اٹھائے اور اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت کلمہ کی
انگلی جھکا دے پھر جتنی دیر تک بیٹھے انگلیاں اسی حالت میں رہیں اگر دو رکعت والی نماز ہو تو التحیات کے بعد
یہ دعا پڑھے[ع۳] اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ

ع۱ پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے پروردگار بلند مرتبہ کی ۱۲

ع۲ سب تعریفیں اور مالی اور بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں اے نبی تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہم پر بھی سلام اور اللہ کے سب نیک بندوں پر سلام میں گواہی دیتا ہوں اسکی کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور گواہی دیتا ہوں اسکی کہ محمد اسکے بندے اور پیغمبر ہیں ۱۲

ع۳ ترجمہ اے اللہ رحمت اپنی نازل کر محمد پر اور انکی اولاد پر جیسے نازل کی تونے اپنی رحمت حضرت ابراہیم اور انکی اولاد پر بے شک تو اچھی صفات والا اور بزرگ ہے ۱۲

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ[ع۱] یہ درود پڑھ چکنے کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ[ع۲] مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ یا یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اسکے بعد نماز ختم کردے اس طرح کہ پہلے داہنی طرف منہ پھیر کرکے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ پھر بائیں طرف منہ پھیر کرکے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ[ع۴] اس سلام میں کرام کاتبین فرشتوں کی اور اُن لوگوں کی نیت کیجائے جو نماز میں شریک ہوں۔ اور اگر دو رکعت والی نماز ہو بلکہ تین رکعت یا چار رکعت والی نماز ہو تو صرف التحیات پڑھکر فوراً کھڑا ہوجائے باقی رکعتیں بھی اسیطرح پڑھے مگر ان رکعتوں میں بعد بسم اللہ کے صرف سورہ فاتحہ پڑھکر رکوع کردے دوسری سورت نہ ملائے اگر تین رکعت والی نماز ہو تو تیسری رکعت میں ورنہ چوتھی رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد اسیطرح بیٹھکر اسی طرح التحیات اور درود شریف پڑھکر وہی دعا پڑھے اسکے بعد اسی طرح سلام پھیر کر نماز ختم کرے فجر۔ مغرب۔ عشا کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت اور سمع اللہ لمن حمدہ اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو اختیار ہے اور ظہر اور عصر کیوقت امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں وغیرہ آہستہ کہے نماز کی حالت میں اِدھر اُدھر نہ دیکھنا چاہیے بلکہ کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کے مقام پر نظر جمائے رہے

ع۱ ترجمہ۔ اے اللہ برکت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد پر جیسے برکت نازل کی تونے حضرت ابراہیم اور انکی اولاد پر بے شک تو عمدہ صفات والا بزرگ ہے ۱۲

ع۲ ترجمہ۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی خرابیوں سے اور دجال کے فساد سے ۱۲

ع۳ اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہ کا بخشنے والا نہیں بخش دے میرے گناہ اپنی طرف سے اور میرے حال پر رحم کر بے شک تو غفور اور رحیم ہے ۱۲

ع۴ تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ۱۲

اور رکوع کی حالت میں پیروں کی پشت پر اور سجدوں میں ناک اور بیٹھنے کی حالت میں زانو پر۔
نماز کی حالت میں آنکھوں کو کھلا رکھے بند نہ کرے ہاں اگر سمجھے کہ آنکھ بند کر لینے سے نماز میں دل زیادہ لگے گا تو کچھ مضائقہ نہیں۔
دونوں پیروں پر زور دیکر کھڑا ہونا کچھ ضروری نہیں بلکہ کبھی داہنے پیر پر زور دیکر کھڑا ہو اور کبھی بائیں پر تو بہتر ہے اسلیے کہ اسطرح کھڑے ہونے میں تھکنے کا خوف نہیں ہوتا۔
بعد نماز ختم کر چکنے کے دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے دعا مانگے اور امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لیے بھی اور مقتدی سب آمین آمین کہتے رہیں بعد دعا مانگ چکنے کے دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے۔
جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر مغرب عشا ان کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے۔ اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر عصر انکے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھ جائے اُسکے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اسکے مقابلہ میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔
بعد فرض نمازوں کے بشرطیکہ انکے بعد سنت نہ ہو ورنہ سنت کے بعد مستحب ہی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تین مرتبہ آیۃ الکرسی قل ھو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھکر تینتیس ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ چونتیس ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ (مراقی الفلاح۔ درمختار۔ شامی وغیرہ)
عورتیں بھی اسیطرح نماز پڑھیں صرف چند مقامات پر انکو اسکے خلاف کرنا چاہیے جن کی تفصیل حسب ذیل ہی۔
(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکالکر کانوں تک اٹھانا چاہیے اگر سردی کا زمانہ نہ ہو اور عورتوں کو ہر زمانہ میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے شانوں تک اٹھانا چاہیے۔
(۲) بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیے اور عورتوں کو سینے پر۔
(۳) مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہیے اور عورتوں کو داہنی ہتیلی بائیں ہتیلی کی پشت پر رکھدینا چاہیے۔

حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہیے۔

(۴) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر اور سُرین اور پشت برابر ہوجائیں اور عورتوں کو اسقدر جھکنا نہ چاہیے بلکہ صرف اسیقدر جسمیں انکے ہاتھ گھٹنوں تک پہونچ جائیں۔

(۵) مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کیے ہوئے بلکہ ملاکر۔

(۶) مردوں کو حالتِ رکوع میں کہنیاں پہلو سے علٰحدہ رکھنا اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

(۷) مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہیے اور عورتونکو ملا ہوا۔

(۸) مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمیں سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہیے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

(۹) مردوں کو سجدوں میں دونوں پیر کی انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہیے عورتوں کو نہیں۔

(۱۰) مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیے اور دہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بائیں سُرین کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونوں پیر داہنی طرف نکالدینا چاہیے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر جائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

(۱۱) عورتوں کو کسی وقت قرائت بلند آواز سے کرنے کا اختیار نہیں بلکہ انکو ہر وقت آہستہ آواز سے قرائت کرنا چاہیے۔

نماز وتر کا بیان عــہ

نماز وتر واجب ہے عــہ منکر اسکا کافر نہیں تارک اسکا مثل فرض نمازوں کے تارک کے فاسق اور گنہگار ہے

عــہ وتر کا واو مکسور و مفتوح دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں مگر مکسور زیادہ مشہور ہے سو وتر ہر اُس نماز کو کہہ سکتے ہیں جسمیں طاق رکعتیں ہوں مگر فقہا کے عرف میں وتر اسی خاص نماز کو کہتے ہیں جسکا وقت عشا کے نماز کے بعد ہو جو عام طور پر عشا کے بعد ہی فوراً پڑھی جاتی ہے اور یہاں اسی کا بیان ہوگا ۱۲

عــہ یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور قاضی ابو یوسف و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک وتر سنت ہے امام صاحب کی دلیل یہی حدیث ہے جو آگے بیان ہوگی اسلیے کہ سنت کے ترک پر ایسی سختی نہیں کیجاتی ف نماز وتر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سبح اسم دوسری میں قل یا ایہا الکافرون تیسری میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہماری جماعت میں نہیں (ابوداؤد و مستدرک حاکم) وتر کی نماز بھی مغرب کی نماز کیطرح تین رکعت ہے[ع] - اسکے پڑھنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو فرض نمازوں کا ہے صرف فرق اسقدر ہے کہ فرض کی صرف دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملائی جاتی ہے اور اسکی تینوں رکعتوں میں دوسری سورۃ پڑھنے کا حکم ہے اور تیسری رکعت میں دوسری سورت کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ کانوں تک اسی طرح اٹھاکر جسطرح تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھانا چاہیے پھر باندھ لے اور اس دعا کو آہستہ آواز سے پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَھْدِیْکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ[ع]

ع یہ مذہب امام صاحب کا ہے انکے نزدیک ایک رکعت کی وتر جائز نہیں - امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک وتر میں ایک رکعت بھی جائز ہے دونوں طرف بکثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں مگر تین رکعت وتر اکثر فقہائے صحابہ کا معمول تھا - حضرت فاروق رض کو اسمیں ایک خاص اہتمام تھا ایک مرتبہ سعید بن مسیب کو ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا فرمایا کہ کیسی ناقص نماز پڑھتے ہو دو رکعت اور ملاؤ ورنہ میں تمکو سزا دونگا (نہایہ) ترمذی نے حضرت علی مرتضیٰ رض سے تین رکعت وتر کی نقل کی ہے اور اسی کو عمران بن حصین اور عائشہ اور ابن عباس اور ابو ایوب رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کیا ہے اور اخیر میں لکھدیا ہے کہ ایک جماعت صحابہ و تابعین کی اسی طرف ہے ابن مسعود اور حضرت فاروق کا مذہب وتر کی تین رکعت ہونے میں امام محمد کی موطا میں موجود ہے امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ سلف کا اسی پر معمول تھا (ہدایہ) تین رکعت کی وتر صحابہ میں مشہور تھی ایک رکعت کی وتر عام طور پر سب لوگ جانتے بھی نہ تھے حضرت معاویہ کو ابن عباس کے مولے نے ایک رکعت وتر پڑھتے دیکھا تو انکو نہایت تعجب ہوا یہ خبر جا کر ابن عباس سے بیان کی ابن عباس نے انکی وحشت اور حیرت یہ دیکھکر دفع کردی کہ معاویہ فقیہ ہیں رسول اللہ کی صحبت سے مشرف ہوئے ہیں انپر اعتراض نہ کرو (صحیح بخاری) امام طحاوی نے وتر کے تین رکعت سے کم نہ ہونے پر ایک نہایت پاکیزہ عقلی دلیل بھی قائم کی ہے ان سب وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک رکعت وتر جن احادیث میں ہے وہ قابل تاویل ہیں یا انمیں آنحضرت کی کسی حالت کا ذکر ہے آخر عمل آپکا بھی تین رکعت پر تھا جو صحابہ میں مشہور ہوا ۱۲

ع ترجمہ اسکا یہ ہے اے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور ہدایت اور اپنے گناہوں کی معافی ہم توبہ کرتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تیری اچھی تعریف کرتے ہیں تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور جو تیری ناشکری و نافرمانی کرے اسکو چھوڑتے ہیں اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری نماز پڑھتے ہیں تجھی کو سجدہ کرتے ہیں تیری طرف دوڑتے ہیں تیری عبادت میں جلد مستعد ہو جاتے ہیں تیری رحمت کے امیدوار ہیں تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا سچا عذاب کافروں پر نازل ہونیوالا ہے ۱۲

اور اگر اسکے بعد یہ دعا بھی پڑھ لے تو بہتر ہی اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ[عہ] فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ وَاِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اگر کوئی شخص غلطی سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت[عہ] پڑھ جائے تو اسکو چاہیے کہ پھر تیسری رکعت میں دعای قنوت پڑھے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کسی کو دعائے قنوت نہ یاد ہو تو وہ بجائے اسکے رَبَّنَا[عہ] اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ تین بار یا رَبِّ تین مرتبہ کہے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

نفل[عہ] نمازوں کا بیان

چونکہ نماز ایک عمدہ عبادت ہی اور خداوند عالم کو سب عبادتوں سے زیادہ مرغوب و محبوب ہی اسلیے جسقدر اسکی کثرت کی جائے بہت خوب ہی۔

عہ اسکا ترجمہ یہ ہی کہ اے اللہ مجھے ہدایت کر ان لوگوں کے ساتھ جنکو تو نے ہدایت کی مجھے آفتوں اور مصیبتوں سے بچا ان لوگوں کے ساتھ جنکو تو نے بچایا اور مجھ سے محبت کر ان لوگوں کے ساتھ جن سے تو نے محبت کی اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہی اس میں برکت دے اور مجھے ان برائیوں سے بچا جو مقدر ہوں بیشک تو حاکم ہی محکوم نہیں اور جس سے تو محبت کرے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا۔ اور جس سے تجھکو عداوت ہو وہ عزت نہیں پا سکتا بزرگ اور برتر ہے تو ۱۲۔

عہ درمختار وغیرہ میں اس مسئلے کو اس تفصیل و تفریق سے لکھا ہی اگر یہ جانتا ہو کہ پہلی یا دوسری رکعت ہی اور صرف دعائے قنوت کے پڑھنے میں سہو ہوا ہو تو پھر تیسری رکعت میں دعائے قنوت نہ پڑھے اور اگر رکعت کی تعیین میں سہو ہوا ہو مثلاً دوسری رکعت کو تیسری رکعت سمجھکر دعائے قنوت پڑھی ہی تو پھر تیسری رکعت میں پڑھ لے۔ مگر صحیح یہ ہی کہ ہر صورت میں دوبارہ دعائے قنوت پڑھنا چاہیے صاحب بحر الرائق وغیرہ نے اسی کو ترجیح دی ہے ۱۲

عہ ترجمہ اسکا یہ ہی اے پروردگار ہمارے ہمکو دنیا و آخرت دونوں میں آرام دے اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا ۱۲

عہ فرض اور واجب کے سوا ہر نماز کو نفل کہتے ہیں خواہ سنت ہو یا مستحب ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے میں جسقدر مسرت اور فرحت ہوتی تھی اُسقدر کسی دوسری عبادت میں کبھی نہ ہوتی تھی اسی وجہ سے آپنے فرمایا کہ میری آنکھوں کو نماز میں ٹھنڈک ہوتی ہے (ترمذی) شریعت نے اسی خیال سے اس عبادت میں فرائض اور واجبات کے علاوہ ہر فرض کے ساتھ کچھ سنتیں بھی مقرر فرمائی ہیں کہ فرض کے ساتھ آسانی سے ادا ہو جائیں اور جو قصور نقصان فرائض کے ادا کرنے میں واقع ہوا ہو وہ بھی اُن کی وجہ سے پورا ہو جائے۔ نماز کے سوا اور کسی عبادت میں فرائض کے سوا شریعت کی طرف سے سنن وغیرہ مقرر نہیں اپنی خوشی سے اگر کوئی فرض کے علاوہ اُن عبادتوں کو بھی کرے تو وہ دوسری بات ہے زکوٰۃ کو دیکھیے جسقدر فرض ہے اسکے دینے کے بعد اگر ایک پیسہ بھی کسی محتاج کو نہ دیا جائے تو شریعت کی طرف سے کچھ تعرض نہیں روزے کا بھی یہی حال ہے رمضان کے سوا اگر ایک روزہ بھی نہ رکھا جائے تو شریعت کی طرف سے کچھ مضائقہ نہیں۔ حج کی بھی یہی کیفیت ہے فرض ہونے کے بعد تمام عمر میں ایک مرتبہ حج کرکے پھر اگر کبھی نہ کیا جائے تو کچھ گناہ نہیں نمازوں میں اگر صرف فرائض ادا کیے جائیں اور سنتیں نہ پڑھی جائیں تو گناہ ہے۔ یہاں سے بھی یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ نماز اللہ جل شانہ کو کسقدر پسند ہے۔

نفل نمازوں کے پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اوپر بیان ہو چکا فرق صرف اسقدر ہے کہ فرائض کی صرف دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور نوافل کی سب رکعتوں میں۔ نوافل کی رکعتوں میں جو سورتیں پڑھی جائیں اُنکا برابر نہ ہونا بھی خلافِ سنت نہیں ہے۔ نوافل دن میں دو رکعت تک اور رات میں چار رکعت تک ایک ہی سلام سے پڑھی جا سکتی ہیں مگر ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنا چاہیے۔

فجر[1] کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں انکی تاکید تمام مؤکدہ سنتوں سے زیادہ ہے یہانتک کہ بعض روایات میں امام صاحب سے ان کا وجوب منقول ہے۔ بعض علمائنے

---

[1] فجر کی سنت کی پہلی رکعت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم قل یا ایہا الکافرون دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ اگر پہلی رکعت میں الم نشرح اور دوسری رکعت میں الم ترکیف پڑھی جائے تو دن بھر کی آفتوں سے انسان محفوظ رہیگا۔ مگر یہ حدیث میں نہیں آیا ہے (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

لکھا ہے کہ ان کے انکار سے کفر کا خوف ہو (در مختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو کہ فجر کی سنتیں نہ چھوڑو چاہے تم کو گھوڑے کچل ڈالیں۔ یعنی جان جانے کا خوف ہو جب بھی نہ چھوڑو۔ اس سے مقصود صرف تاکید اور ترغیب ہو ورنہ جان کے خوف سے تو فرائض کا چھوڑنا بھی جائز ہے۔

ایک حدیث میں ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر کی سنتیں میرے نزدیک تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔

ظہر کے وقت فرض سے پہلے چار رکعت ایک[ع۱] سلام سے اور فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں۔ (مراقی الفلاح۔ در مختار وغیرہ)

جمعے کے وقت فرض سے پہلے چار رکعتیں[ع۲] ایک سلام سے سنت موکدہ ہیں اور فرض کے بعد بھی چار رکعتیں[ع۳] ایک سلام سے (مراقی الفلاح وغیرہ)

عصر کے وقت کوئی سنت موکدہ نہیں۔ ہاں فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب ہیں۔ (مراقی الفلاح)

مغرب کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں۔

عشا کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں۔ اور فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے مستحب ہیں۔

وتر کے بعد بھی دو رکعتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ لہذا یہ دو رکعت بعد وتر کے مستحب ہیں۔

ع۱ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہر کے پہلے چار رکعت دو سلام سے سنت ہیں امام صاحب کی دلیل وہ حدیث ہو جو حضرت عائشہ سے بخاری وغیرہ نے روایت کی ہو کہ حضرت ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے۔ امام شافعی رح کی طرف سے اس حدیث کی تاویل کیجاتی ہو جو بالکل خلاف ظاہر ہو یعنی یہ چار رکعت سنت ظہر کی نہ تھیں بلکہ مستقل نماز تھی ۱۲

ع۲ صاحب سفر السعادۃ نے لکھا ہو کہ جمعے سے پہلے کوئی سنت منقول نہیں حالانکہ ترمذی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ وہ جمعے سے پہلے چار رکعتیں اور جمعے کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے ۱۲

ع۳ یہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بعد جمعے کے چھ رکعتیں مسنون ہیں پہلے چار ایک سلام سے پھر دو رکعت ایک سلام سے۔ دونوں طرف صحیح حدیثیں موجود ہیں ۱۲

ان سب سنتوں کے لیے علیحدہ علیحدہ تاکیدیں اور فضیلتیں حدیث شریف میں وارد ہوئی ہیں مگر یہاں صرف ایک وہ حدیث لکھی جاتی ہی جس سے سب کی فضیلت نکلتی ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان فرائض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھ لیا کرے اس کے لیے اللہ تعالےٰ جنت میں گھر بنائے گا (صحیح مسلم)

ترمذی اور نسائی میں ان بارہ رکعتوں کی تفصیل اس طرح منقول ہی۔ چار قبل ظہر کے اور دو بعد اُسکے۔ دو بعد مغرب کے دو بعد عشا کے دو قبل فجر کے۔

انِ سنتوں کے علاوہ اور بھی نمازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں دلدادگانِ سنت کے لیے انکا ذکر بھی ضروری ہی لہٰذا ہم اپنی کتاب انکے مبارک ذکر سے خالی رکھنا نہیں چاہتے۔

نماز تہجد

نماز تہجد سنت عہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اسکو پڑھا کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو اسکے پڑھنے کی بہت ترغیب کرتے تھے۔ اسکے فضائل بہت احادیث میں وارد ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد فرض نمازوں کے نماز شب (تہجد) کا مرتبہ ہے (مسلم)

حضرات صوفیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص بے نماز تہجد کے درجۂ ولایت کو نہیں پہونچتا اس میں شک نہیں کہ یہ نماز تمام صلحائے امت کا معمول ہی صحابہ سے لیکر اسوقت تک بلکہ ایک حدیث میں ہی کہ اگلی امت والے بھی اس نماز کو پڑھتے تھے۔

نماز تہجد کا وقت عشا کی نماز کے بعد ہے۔ سنت یہ ہی کہ عشا کی نماز پڑھکر سو رہے اسکے بعد اُٹھکر نمازِ تہجد پڑھے۔ (شامی وغیرہ)

بہتر یہ ہی کہ بعد نصف شب کے پڑھے۔ کم سے کم تہجد کی نماز دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ دس عہ

عہ بعض فقہا نے اس نماز کو مستحب لکھا ہی مگر صحیح یہ ہے کہ سنت ہے ۱۲

عہ بعض کتب فقہ میں اس نماز کی آٹھ رکعتیں انتہائی تعداد لکھی ہی مگر احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ دس رکعت بھی حضرت نے پڑھی ہیں۔ شرح سفر السعادت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اسکو بہت عمدہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے ۱۲

رکعت منقول ہی اور اکثر معمول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھ رکعت پرتھا ایک ایک سلام سے دو دو رکعتیں۔ تہجد کی نماز اس نیت سے پڑھے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ التَّہَجُّدِ سُنَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تہجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پڑھوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی آدھی رات کو کبھی اس سے کچھ پہلے کبھی کچھ اسکے بعد تہجد کے لیے اُٹھتے تھے جب اٹھتے تو اس دعا[ع] کو جو بیداری کیوقت آپ کی معمولی تھی پڑھتے ہوے دونوں ہاتھ منہ پر ملتے تاکہ نیند کا اثر جاتا رہے۔ اسکے بعد مسواک فرماتے مسواک میں مبالغہ کرنا حضرت کی عادت تھی۔ بعد مسواک کے وضو فرماتے بعض روایات میں ہی کہ مسواک اور وضو کرتے وقت بعض میں ہی کہ اس سے پہلے آسمان کیطرف نظر اٹھا کر دیکھتے اور سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں جن کی ابتدا اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے ہے تلاوت فرماتے اور بعض روایات میں ہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سے لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ تک پڑھتے اسکے بعد نماز شروع کرتے۔ نماز پڑھنے میں آپ کی عادت مختلف تھی کبھی چھ رکعت پڑھتے اور ہر دو رکعت کے بعد سو رہتے سو اٹھنے کے بعد پھر اسیطرح مسواک اور وضو کرتے اور آیتوں کی تلاوت فرماتے اکثر عادت آپ کی آٹھ رکعت پڑھنے کی تھی اسیواسطے فقہانے آٹھ رکعتیں اختیار کی ہیں وتر کی نماز حضرت بعد تہجد کے پڑھتے تھے اور اگر فجر کا وقت آجاتا تو اسکے بعد فجر کی سنتیں بھی پڑھ لیتے پھر تھوڑی دیر لیٹ رہتے اسکے بعد فجر کی نماز پڑھنے تشریف لیجاتے۔

نماز چاشت

نماز چاشت مستحب ہی اختیار ہی کہ چاہے چار رکعتیں پڑھے چاہے چار سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چار بھی منقول ہیں اور یہ بھی منقول ہی کہ کبھی چار سے زیادہ بھی پڑھ لیتے تھے طبرانی کی ایک حدیث میں بارہ رکعت تک منقول ہیں (مراقی الفلاح)

[ع] وہ دعا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ترجمہ۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں بعد موت (خواب) کے زندہ (بیدار) کیا اور اسی کی طرف سب کا رجوع ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی مختلف دعائیں حضرت سے منقول ہیں ۱۲ (سفر السعادۃ)۔

نماز چاشت کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد سے زوال سے پہلے تک رہتا ہے (مراقی الفلاح) نماز چاشت اس نیت سے پڑھی جائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ صَلٰوۃِ الضُّحٰی سُنَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز چاشت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پڑھوں۔ یہاں تک جو نمازیں مذکور ہوئیں وہ تھیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ التزام سے پڑھا کرتے تھے کبھی ترک نہ فرماتے تھے اور باقی نمازیں جو آپ پڑھتے تھے اُنکے لیے کوئی خاص سبب ہوتا تھا مثلاً تحیۃ المسجد مسجد میں جانے کے لیے پڑھتے تھے نماز خسوف و کسوف چاند گرہن سورج گرہن کے سبب سے وعلیٰ ہذا القیاس۔

طالب ثواب اور پیرو سنت کو چاہیے کہ ان نمازوں کو بے کسی عذر قوی کے نہ چھوڑے۔ اگر خیال کیا جائے تو کوئی بڑی بات نہیں دن رات میں فرائض وغیرہ ملا کر صرف چھیالیس رکعتیں ہوتی ہیں سترہ رکعت فرض تین رکعت وتر بارہ رکعتیں مؤکدہ سنتیں جو پنجوقتی نمازوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں آٹھ رکعت نماز تہجد چار رکعت نماز چاشت۔ مگر افسوس ہم لوگوں کی کم ہمتی اور سستی کے سامنے فرائض ہی کا ادا ہونا دشوار ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخَاشِعِیْنَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُلٰقُوْا رَبِّھِمْ بیشک نماز کا پڑھنا بہت دشوار ہے مگر ان لوگوں کو جنھیں اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین ہے۔ پس اصل وجہ ہماری سستی اور کم ہمتی کی یہی ہے کہ ہمیں قیامت کے آنے اور ثواب عذاب کے ملنے کا پورا یقین نہیں ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ مَاکَرِہَ اللّٰہُ بعض علما نے لکھا ہے کہ جو ہر شب و روز اتنے مرتبہ کریم کا دروازہ طلب اور ادب کے ہاتھوں سے کھولنا چاہے بیشک اُسپر سعادت اور رحمت کا دروازہ بہت جلد کھل جائے گا۔

تحیۃ المسجد

یہ نماز اُس شخص کے لیے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو (درمختار وغیرہ)

اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے اسلیے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوا کرتی ہے پس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہو۔ (درمختار۔ بحرالرائق شامی وغیرہ)

اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بعد اس کے کوئی درود شریف پڑھ لے (درمختار مراقی الفلاح)

اس نماز کی نیت یہ ہے نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں

اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائیگی یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائیگا اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی (درمختار۔ مراقی الفلاح۔ شامی وغیرہ)

اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے (درمختار وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے نہ بیٹھے (صحیح بخاری صحیح مسلم)

اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا اخیر میں (درمختار شامی)

سنت وضو

بعد وضو کے جسم خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز مستحب ہے (درمختار مراقی الفلاح)

اگر چار رکعتیں پڑھی جائیں تب بھی کچھ حرج نہیں اور کوئی فرض یا سنت وغیرہ پڑھ لی جائے تب بھی کافی ہے ثواب مل جائیگا۔ (مراقی الفلاح)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز خالص دل سے پڑھ لیا کرے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے (صحیح مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حضرت بلال کے چلنے کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی تو ان سے دریافت فرمایا کہ تم کونسا ایسا نیک کام کرتے ہو کہ کل میں نے تمھارے چلنے کی آواز جنت میں

اپنے آگے سُنی بلال نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب میں وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھ لیا کرتا ہوں (صحیح بخاری)

غسل کے بعد بھی دو رکعتیں مستحب ہیں اس لئے کہ ہر غسل کے ساتھ وضو بھی ضرور ہو جاتا ہے (رد المحتار)

نماز سفر

جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھکر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے (در مختار وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اپنے گھر میں اُن دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑ جاتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں (طبرانی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے (صحیح مسلم)

مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہونچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو تو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے (شامی وغیرہ)

نماز استخارہ

جب کسی کو کوئی کام درپیش ہو اور اُس کے کرنے نہ کرنے میں تردد ہو یا اس میں تردد ہو کہ وہ کام کس وقت کیا جائے مثلاً کسی کو سفر حج درپیش ہو تو اس کے کرنے نہ کرنے میں تردد نہیں ہو سکتا اس لئے کہ حج عبادت ہے اور عبادت کے کرنے نہ کرنے میں تردد کیسا ہاں اسمیں تردد ہو سکتا ہے کہ سفر آج کیا جائے یا کل تو ایسی حالت میں مستحب ہے کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھی جائے اُس کے بعد جس طرف طبیعت کو رغبت ہو وہ کام کیا جائے (در مختار مراقی الفلاح)

بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ تک نماز استخارہ کی تکرار کے بعد کام شروع کیا جائے (شامی۔ مراقی الفلاح)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نماز استخارہ کی اس اہتمام سے تعلیم فرماتے تھے جیسے قرآن مجید کی تعلیم کا آپ کو اہتمام ہوتا تھا (بخاری ترمذی ابوداود وغیرہ)

نماز استخارہ اس نیت سے شروع کی جائے۔ نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ الْاِسْتِخَارَۃِ
میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھوں پھر بدستور معمول دو رکعت نماز پڑھ کے یہ دعا پڑھی جائے
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ
فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ
تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ
فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ
وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ
حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ۔

اور لفظ امر کی جگہ اپنی حاجت ذکر کرے مثلاً سفر کے لئے استخارہ کرنا ہو تو ھٰذَا السَّفَرَ کہے اور نکاح کے لئے استخارہ کرنا ہو تو ھٰذَا النِّکَاحَ کہے کسی چیز کی خرید و فروخت کے لئے کرتا ہو تو ھٰذَا الْبَیْعَ کہے وعلیٰ ہذا القیاس بعض مشائخ سے منقول ہے کہ بعد اس دعا پڑھنے کے باوضو قبلہ رو ہو کر سو رہے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام اچھا ہے کرنا چاہئے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام برا ہے نہ کرنا چاہئے۔ (شامی)

اگر کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً عجلت کی وجہ سے یا عورت حیض و نفاس کے سبب سے تو صرف دعا پڑھکر کام شروع کر دے (طحطاوی وغیرہ)

مستحب ہے کہ دعا کے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور درود شریف بھی پڑھ لیا جائے۔

نماز حاجت

جب کسی کو کوئی حاجت اور ضرورت پیش آئے خواہ وہ حاجت بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہو یا بواسطہ یعنی کسی بندے سے اُس حاجت کا پورا ہونا مقصود ہو مثلاً کسی کو نوکری کی خواہش ہو یا کسی سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو اُس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھکر درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرکے اس دعا کو پڑھے
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ

لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً لَکَ فِیْھَا رِضًی اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ عہ

اس دعا کے بعد جو حاجت اسکو درپیش ہو اس کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرے یہ نماز حاجت روائی کے لئے مجرب ہے بعض بزرگوں نے اپنی بعض ضرورتوں میں اسی طریقہ سے نماز پڑھکر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کی اُن کا کام پورا ہو گیا (شامی)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوے کہ یارسول اللہ میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عنایت فرماے حضرت نے فرمایا کہ اگر تم صبر کرو تو بہت ثواب ہوگا اگر کہو تو میں دعا کروں اُنھوں نے خواہش کی کہ آپ دعا فرمائیے اُسوقت آپ نے یہ نماز اُن کو تعلیم فرمائی۔

صلوٰۃ الاوّابین

نماز اوّابین مستحب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بہت فضائل بیان فرمائے ہیں۔ نماز اوّابین چھ رکعت پڑھنا چاہیئے تین سلام سے نماز مغرب کے بعد (مراقی الفلاح وغیرہ)

صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح عہ مستحب ہے ثواب اس کا احادیث میں بے شمار ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو تعلیم فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اے چچا اس کے پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگلے پچھلے نئے پرانے اگر تم سے ہوسکے تو ہر روز ایک مرتبہ اسکو پڑھ لیا کرو ورنہ ہفتے میں ایک بار ورنہ مہینے میں ایک دفعہ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو تمام عمر میں ایک بار (ترمذی)

عہ ترجمہ اس دعا کا یہ ہے میں کسی کی سوا اللہ چشم پوشی اور بخشش کرنے والے کے نہیں پاکی بیان کرتا ہوں میں اللہ کی جو مالک ہے عرش عظیم کا اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو پروردگار ہے سارے جہان کا۔ اے اللہ میں تجھسے مانگتا ہوں وہ چیزیں جنپر تیری رحمت ہوتی ہے اور جو تیری بخشش کا سبب واقع ہوتی ہیں اور مانگتا ہوں اپنا حصہ ہر فائدہ سے اور چاہتا ہوں بچنا ہر گناہ سے اے اللہ میرے کسی گناہ کو بے بخشے ہوے اور کسی غم کو بے دور کئے ہوے اور کسی حاجت کو بے پورا کئے بدون نہ چھوڑ ۱۲

عہ ابن عباس سے پوچھا گیا کہ اس نماز کے لئے کوئی خاص سورت بھی تم کو یاد ہے اُنھوں نے کہا ہاں۔ الہاکم التکاثر والعصر۔ قل یا ایہا الکافرون۔ قل ہو اللہ احد ۱۲

بعض محققین کا قول ہے کہ اس قدر فضیلت معلوم ہو جانے کے بعد پھر بھی اگر کوئی اس نماز کو نہ پڑھے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین کی کچھ عزت نہیں کرتا (شامی)

صلوۃ التسبیح کی چار رکعتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں بہتر ہے کہ چاروں رکعتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں اگر دو سلام سے پڑھی جائیں تب بھی درست ہے - ہر رکعت میں پچھتر ۷۵ مرتبہ تسبیح کہنا چاہئے پوری نماز میں تین سو مرتبہ - نماز صلوۃ التسبیح کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ نیت کرے - نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ صَلٰوۃَ التَّسْبِیْحِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز صلوۃ التسبیح پڑھوں تکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھے اور سبحانک اللہم پڑھکر پندرہ مرتبہ کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ - پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھکر الحمد اور سورت پڑھے اس کے بعد دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے پھر رکوع سے اٹھکر سمع اللہ لمن حمدہ و ربنا لک الحمد کے بعد دس بار وہی تسبیح پڑھے پھر سجدے میں جائے اور دونوں سجدوں میں سبحان ربی الاعلی کے بعد اور سجدوں کے درمیان میں دس دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے پھر دوسری رکعت میں الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ اور بعد الحمد اور دوسری سورت کے دس مرتبہ اور رکوع اور قومے اور دونوں سجدوں اور ان کے درمیان میں دس دس دفعہ اسی تسبیح کو پڑھے اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی پڑھے -

ایک دوسری روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ سبحانک اللہم کے بعد اس تسبیح کو نہ پڑھے بلکہ بعد الحمد اور سورت کے پندرہ ۱۵ مرتبہ اور بعد دوسرے سجدے کے بیٹھکر دس مرتبہ اسی طرح دوسری رکعت میں بھی الحمد اور سورت کے بعد دس مرتبہ اور بعد التحیات کے دس مرتبہ پھر اسی طرح تیسری رکعت میں بھی اور چوتھی رکعت میں بعد درود شریف کے دس مرتبہ اور باقی تسبیحیں بدستور پڑھے یہ دونوں طریقے ترمذی میں مذکور ہیں اختیار ہے کہ ان دونوں روایتوں سے جس روایت کو چاہے اختیار کرے اور بہتر ہے کہ کبھی اس روایت کے موافق عمل کرے اور کبھی اس روایت کے تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے (شامی)

اس کی تسبیحیں چونکہ ایک خاص عدد کے لحاظ سے پڑھی جاتی ہیں یعنی حالت قیام میں پچیس یا پندرہ مرتبہ اور باقی حالتوں میں دس دس مرتبہ اس لیے اس کی تسبیحوں کے گننے کی ضرورت ہوگی اور اگر خیال ان کی گنتی کی طرف رہیگا تو نماز میں خشوع نہ ہوگا لہذا فقہاء نے لکھا ہے کہ ان کے گننے کے لیے کوئی

علامت مقرر کر دے مثلاً جب ایک دفعہ کہہ چکے تو اپنے ہاتھ کی ایک انگلی کو دبا دے پھر دوسری کو اسی طرح تیسری چوتھی پانچویں کو جب چھٹا عدد پورا ہو جائے تو دوسرے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں یکے بعد دیگرے اسی طرح دبا دے اس طرح پورے دس عدد ہو جائیں گے اور اگر پندرہ مرتبہ کہنا ہو تو ایک ہاتھ کی انگلیاں ڈھیلی کر کے پھر دبا دے پندرہ عدد پورے ہو جائیں گے۔ انگلیوں کی پوروں پر نہ گننا چاہیے (شامی)

اگر کوئی شخص صرف اپنے خیال میں عدد یاد رکھ سکے بشرطیکہ پورا خیال اسی طرف نہ ہو جائے تو اور بھی بہتر ہے (شامی)

اگر بھولے سے کسی مقام کی تسبیحیں چھوٹ جائیں تو ان کو اس دوسرے مقام میں ادا کر لے جو پہلے مقام سے ملا ہوا ہو بشرطیکہ یہ دوسرا مقام ایسا نہ ہو جس میں دگنی تسبیحیں پڑھنے سے اس کے بڑھ جانے کا خوف ہو اور اس کا بڑھ جانا پہلے مقام سے منع ہو مثلاً قومے کا رکوع سے بڑھا دینا منع ہے پس رکوع کی چھوٹی ہوئی تکبیریں قومے میں نہ ادا کی جائیں بلکہ پہلے سجدے میں اور اسی طرح دونوں سجدوں کی درمیانی نشست کا سجدوں سے بڑھا دینا منع ہے لہذا پہلے سجدے کی چھوٹی ہوئی تکبیریں درمیان میں نہ ادا کی جائیں بلکہ دوسرے سجدے میں (شامی)

نماز توبہ

جس شخص سے کوئی گناہ صادر ہو جائے اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے اس گناہ کے معاف کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے (طحطاوی شامی وغیرہ)

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان سے کوئی گناہ ہو جائے اور اس کے بعد فوراً طہارت کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے اللہ اس کے گناہ بخش دیگا پھر آپ نے بطور سند کے اس آیت کی تلاوت فرمائی[ع] وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۔ الآية

ع اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے پھر اللہ کا ذکر کرے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے تو اللہ اسے بخش دیتا ہے۔ چونکہ نماز بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عمدہ ذکر ہے اس لیے یہ نماز اس آیت سے سمجھی جاتی ہے۔

نماز قتل

جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اسکو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھکر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تاکہ یہی نماز و استغفار دنیا میں اس کا آخری عمل رہے (طحطاوی - مراقی الفلاح وغیرہ)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے لئے کہیں بھیجا تھا اثنائے راہ میں کفار مکہ نے انھیں گرفتار کیا سوا حضرت خبیب کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکے میں لیجا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا جب یہ شہید ہونے لگے تو انھوں نے ان لوگوں سے اجازت لیکر دو رکعت نماز پڑھی اسی وقت سے یہ نماز مستحب ہو گئی - (مشکوۃ)

نماز تراویح[1]

نماز تراویح رمضان میں سنت[2] موکدہ ہے مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی (درمختار)

جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید کا چاند دیکھا جائے چھوڑ دی جائے -

نماز تراویح روزہ کی تابع نہیں ہے جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ ان پر ہو گا (مراقی الفلاح)

مسافر اور وہ مریض جو روزہ نہ رکھتا ہو اور اسی طرح حیض و نفاس والی عورتیں اگر تراویح کے وقت طاہر ہو جائیں اور اسی طرح وہ کافر جو اسوقت اسلام لائے ان سب کو تراویح پڑھنا سنت ہے اگرچہ ان لوگوں نے روزہ نہیں رکھا - (مراقی الفلاح)

ع۱ تراویح جمع ترویحہ کی ہے ترویحہ آرام کرنے کو کہتے ہیں چونکہ اس نماز میں پانچ ترویحہ ہوتے ہیں یعنی ہر چار رکعت کے بعد بیٹھکر آرام کر لیتے ہیں اس لئے اس نماز کو تراویح کہتے ہیں ۱۲

ع۲ تراویح کے سنت ہونے کا سوا روافض کے اور کوئی فرقہ اسلام میں منکر نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رمضان میں تین شب جماعت سے تراویح پڑھی جب آپ نے دیکھا کہ لوگوں کی بہت کثرت ہو جاتی ہے تو پھر جماعت سے نہیں پڑھی اور فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں فرض نہ ہو جاوے پھر اگر کوئی نہ پڑھے تو ترک فرض کا سخت گناہ اسکے ذمہ ہو۔ ۱۲

نماز تراویح کا وقت بعد نماز عشا کے شروع ہوتا ہے اور صبح کی نماز تک رہتا ہے۔ نماز عشا سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائے تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص عشا کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور بعد پڑھ چکنے کے معلوم ہو کہ عشا کی نماز میں کچھ سہو ہو گیا جس کی وجہ سے عشا کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشا کی نماز کے اعادے کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہیے (در مختار وغیرہ)

وتر کا بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے (در مختار وغیرہ)

نماز تراویح کا بعد تہائی رات کے نصف شب سے پہلے پڑھنا مستحب ہے اور نصف شب کے بعد خلاف اولےٰ ہے (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

نماز تراویح کی بیس[ع۱] رکعتیں باجماع صحابہ ثابت ہیں ہر دو رکعت ایک سلام سے بیس رکعتیں دس سلام سے (در مختار - بحر الرائق وغیرہ)

نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔ اس بیٹھنے کی حالت میں اختیار ہے چاہے نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے۔ چاہے چپ بیٹھا رہے مکہ معظمہ میں لوگ بجائے بیٹھنے کے طواف کیا کرتے ہیں مدینہ منورہ میں چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں۔ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں یہ تسبیح پڑھے۔ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ[ع۲]

[ع۱] اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تراویح منقول ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی۔ مگر حضرت فاروق اعظم نے اپنی خلافت کے زمانے میں بیس رکعت پڑھنے کا حکم فرمایا اور جماعت قائم کر دی ابی بن کعب کو اس جماعت کا امام کیا اس کے بعد تمام صحابہ کا یہی دستور رہا حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی خلافت کے زمانے میں اسکا انتظام رکھا اور نبی کا ارشاد ہے کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت اپنے اوپر لازم سمجھو اسے اپنے دانتوں سے پکڑ و پس بر حقیقت اب اگر کوئی آٹھ رکعت تراویح پڑھے تو وہ مخالف سنت کہا جائیگا نہ موافق سنت ۱۲

[ع۲] پاکی بیان کرتا ہوں میں ملک اور بادشاہت والے کی۔ پاکی بیان کرتا ہوں میں عزت اور عظمت اور قدرت اور بزرگی اور دبدبے والے کی۔ پاکی بیان کرتا ہوں اس بادشاہ کی جو زندہ ہے کبھی نہ مریگا بہت پاک ہے وہ پروردگار ہے فرشتوں اور ارواح کا۔ نہیں کوئی خدا سوا اللہ کے۔ ہم اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اللہ سے ہم بہشت کا سوال کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں ۱۲

الَّذِي لَا يَمُوتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ (شامی)

اگر عشا کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جاے اس لئے کہ تراویح عشا کی تابع ہے ہاں جو لوگ جماعت سے عشا کی نماز پڑھکر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں اُن کے ساتھ شریک ہو کر اُس کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھ لینا درست ہو جائیگا جس نے عشا کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لئے کہ وہ اُن لوگوں کا تابع سمجھا جائیگا۔ جن کی جماعت درست ہے (در مختار شامی وغیرہ)

اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہونچے کہ عشا کی نماز ہو گئی ہو تو اُسے چاہئے کہ پہلے عشا کی نماز پڑھ کے پھر تراویح میں شریک ہو اور اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو بعد وتر پڑھنے کے پڑھے (در مختار)

مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ لوگوں کی کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نکرنا چاہئے ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن مجید پڑھا جاے گا تو لوگ نماز میں نہ آئینگے اور جماعت ٹوٹ جائیگی یا اُن کو بہت ناگوار ہو گا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گزرے اسی قدر پڑھا جاے یا الم ترکیف سے اخیر تک کی دس سورتیں پڑھ دیجائیں ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انھیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے (در مختار۔ مراقی الفلاح۔ بحر الرائق۔ شامی وغیرہ)

ایک قران مجید سے زیادہ نہ پڑھے تا وقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جاے۔

ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ ان کو گراں نہ گزرے اگر گراں گزرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

تراویح میں کسی سورت[ع۵] کے شروع پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھ دینا چاہئے

ع۵ خواہ وہ قل ہو اللہ ہو یا اور کوئی سورت آجکل دستور قل ہو اللہ کے شروع پر بسم اللہ پڑھنے کا ہے اسکی کوئی خصوصیت نہیں یہ سمجھنا چاہئے کہ کسی اور سورت کے شروع پر بسم اللہ پڑھی جاے تو کافی نہو گی اسی خیال سے حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے لکھا ہے کہ میں نے اس دستور کو چھوڑ دیا کبھی سورہ بقر کے شروع پر بسم اللہ پڑھ دیتا ہوں اور کبھی الم کیف کے شروع پر کبھی اور کسی سورت کے شروع میں ۱۲

اس لئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے[۵] اگرچہ کسی سورت کا جز نہیں پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائیگی تو قرآن مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائیگی اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائیگی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔

تراویح کا رمضان کے پورے مہینے میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم ہو جائے مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو باقی زمانے میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت موکدہ ہے صحیح یہ ہے کہ قل ہو اللہ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل دستور ہے مکروہ ہے[۵] نماز تراویح اس نیت سے پڑھے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ التَّرَاوِیْحِ سُنَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ۔ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تراویح پڑھوں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کی سنت ہے

نماز تراویح پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اور نمازوں میں بیان ہو چکا۔

نماز تراویح کی فضیلت اور اس کا ثواب محتاج بیان نہیں رمضان مبارک کی راتوں میں جو عبادت کیجائے

---

[۵] یہ مذہب حنفیہ کا ہے جن لوگوں کے نزدیک بسم اللہ پوری آیت ہے اور ہر سورت کا جز ہے ان کے نزدیک ایک سو تیرہ آئتیں بسم اللہ کی ہونگی سورہ برات کے شروع پر بسم اللہ ہونے کا کوئی قائل نہیں اور سورہ نمل کے درمیان میں بسم اللہ ہونے کا کوئی منکر نہیں یہ اختلاف اسی بسم اللہ میں ہے جو ہر سورت کے شروع پر قرآن مجید میں لکھی ہوئی ہے حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ کسی سورت کا جز نہیں اگرچہ ہر سورت کے شروع پر بسم اللہ نازل ہوتی تھی اور ایک آیت یا سورت کے کئی مرتبہ نازل ہونے سے اس کا کئی آیتیں یا کئی سورتیں ہونا ضروری نہیں مثلاً سورہ فاتحہ دو مرتبہ نازل ہوئی حالانکہ سورہ فاتحہ کے دو سورت ہونے کا کوئی قائل نہیں امام شافعی اور قراء مکہ اور کوفہ کے نزدیک بسم اللہ ہر سورت کا جز ہے ان دونوں مذہبوں کے علاوہ اور بھی سات مذہب ہیں جن کی تفصیل حضرت مولانا عبدالحی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے رسالۂ شریفہ سے مع دلائل ہر مذہب مع ترجیح معلوم ہو سکتی ہے ۱۲

[۵] اگرچہ ہمارے فقہا کے نزدیک قرآن مجید ختم کرتے وقت قل ہو اللہ تین مرتبہ پڑھنا مستحب ہے مگر انہوں نے یہ بھی لکھدیا ہے کہ یہ حکم اس قرآن مجید کا ہے جو نماز میں نہ پڑھا جائے اس کے علاوہ نماز تراویح صحابہ سے بغیر تکرار سورۂ اخلاص مروی ہے لہذا خلاف سنت ہونے کے سبب سے مکروہ ہوگی اسی خیال سے حضرت مولانا عبدالحی صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے لکھا ہے کہ میں نے سورۂ اخلاص کا تین مرتبہ پڑھنا چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ صحابہ و تابعین وغیرہم سے میرے علم میں منقول نہیں اور ہمارے فقہا نے بھی اس قرآن مجید میں سورۂ اخلاص کی تکرار کو مکروہ لکھا ہے جو نماز میں پڑھا جاوے واللہ اعلم ۱۲

اس کا ثواب احادیث میں بہت وارد ہوا ہے ایک صحیح حدیث کا مضمون ہے کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں خاص اللہ کے واسطے ثواب سمجھ کر عبادت کرے اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخشدیئے جاتے ہیں۔

نماز احرام

جو شخص حج کرنا چاہے اس کے لئے حج کا احرام باندھتے وقت دو رکعت[ع۱] نماز پڑھنا سنت ہے (مراقی الفلاح طحطاوی وغیرہ)

اس نماز کی نیت یوں کی جائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْاِحْرَامِ سُنَّۃَ النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز احرام نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت پڑھوں۔

نماز کسوف[ع۲] وخسوف

کسوف کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسوف اور خسوف اللہ تعالی کے قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اس سے مقصود بندوں کو خوف دلانا ہے پس جب تم اُسے دیکھو تو نماز پڑھو۔

نماز کسوف وخسوف پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو اور نوافل کا ہے

نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے (مراقی الفلاح وغیرہ)

نماز کسوف میں وہ سب شرطیں معتبر ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں سوا خطبہ کے (طحطاوی مراقی الفلاح)

نماز کسوف کے لئے اذان یا اقامت نہیں بلکہ اگر لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو

ع۱ اس نماز کی پہلی رکعت میں قل یایہا الکافروں اور دوسری میں قل ھو اللہ احد حدیث میں وارد ہوئی ہے ۱۲ (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

ع۲ ۔ کسوف سورج گرہن کو اور خسوف چاند گرہن کو کہتے ہیں ۱۲

تو پکار دیا جائے (مراقی الفلاح وغیرہ)

نماز کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورۂ بقرہ وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے۔

نماز کے بعد امام کو چاہئے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مصروف رہنا چاہئے ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آجائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہئے۔

خسوف کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے مگر اس میں جماعت مسنون نہیں سب لوگ تنہا علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھیں اور اپنے گھروں میں پڑھیں مسجد میں جانا بھی مسنون نہیں اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے گھر میں تنہا پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے (مراقی الفلاح وغیرہ)

جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں اُن کے علاوہ بھی جس قدر نوافل کی کثرت کیجائے باعث ثواب و ترقی درجات ہے خصوصاً اُن اوقات میں جنکی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور انہیں عبادت کرنیکی ترغیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے مثل رمضان کے اخیر عشرے کی راتوں اور شعبان کی پندرہویں تاریخ کے اُن اوقات کی بہت فضیلتیں اور اُن میں عبادت کا بہت ثواب احادیث میں وارد ہوا ہے ہمنے اختصار کے خیال سے اُنکی تفصیل بیان نہیں کی

استسقا[1] کے لئے کوئی خاص نماز[2] نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں ہاں دعا کرنا بیشک ثابت

[1] استسقا اللہ تعالیٰ سے پانی مانگنے کو کہتے ہیں ۱۲ [2] یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے صاحبین کا مذہب اسکے خلاف ہے انکے نزدیک استسقا کے لئے نماز بھی منقول و مسنون ہے اور وہ جماعت کے بھی قائل ہیں مگر اکثر احادیث میں صرف دعا ہی وارد ہوئی ہے نماز کا ذکر بھی نہیں ہے اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استسقا کے لئے صرف دعا پر اکتفا فرمائی نماز نہیں پڑھی۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز ثابت ہوتی تو وہ ہرگز اس سنت کو نہ چھوڑتے اور ایسے ضروری مشہور واقعات کا اُن کو نہ معلوم ہونا بھی بعید ہے اور انکے سوا اور اصحاب جو اسوقت موجود تھے وہ کب اس امر کو گوارا کرتے ۱۲ (طحطاوی - مراقی الفلاح)

ہے (مراقی الفلاح طحطاوی وغیرہ)

اگر کوئی شخص سنت نہ سمجھے اور استسقا کے لئے نماز پڑھے تو جائز ہے مگر یہ نماز جماعت سے نہ پڑھی جائے (مراقی الفلاح در مختار وغیرہ)

جب پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اس وقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے استسقا کے لئے دعا کرنا اس طریقے سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے پاپیادہ جنگل کی طرف جائیں اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لیجائیں پھر جو شخص ان میں بزرگ ہو وہ قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسانے کی دعا کرے (مراقی الفلاح وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقا کی جو دعائیں منقول ہیں منجملہ ان کے ایک دعا یہ ہے[۱] اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّتًا وَبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ۔

استسقا کی دعا کا عربی زبان میں یا خاص انھیں الفاظ سے ہونا کچھ ضروری نہیں۔

نماز کی قسموں کا بیان

ہو چکا صرف چند[۲] نمازیں باقی ہیں جن کو ہم آگے بیان کریں گے لہذا اب ہم نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن اور مستحبات اور مفسدات اور مکروہات لکھتے ہیں جس سے یہ معلوم ہو گا کہ جو طریقہ نماز پڑھنے کا اوپر بیان ہو چکا اس میں کون چیز فرض ہے اور کون واجب اور کون سنت ہے اور کون مستحب اور اس طریقے کے کس امر کی رعایت نہ کرنے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

---

[۱] ترجمہ۔ اے اللہ برسادے پانی تکلیف کا دور کرنے والا جو فائدہ دے نقصان نہ کرے جلدی برسے دیر نہ ہو اے اللہ اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلا دے اور اپنی رحمت کو بھیج اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کر دے اے اللہ تیرے سوا کوئی خدا نہیں تو غنی ہے اور ہم سب فقیر ہیں بھیج ہم پر باران رحمت اور اس سے ہم کو رزق دے اور ہماری زندگی کا سامان کر ۱۲

[۲] مثل نماز جمعہ اور عیدین اور جنازہ وغیرہ کے۔ ۱۲

نماز کے فرائض

نماز کے فرائض چھ[ع۱] ہیں ان چھ میں سے پانچ نماز کے رکن ہیں یعنی نماز اُن سے مرکب ہے اور وہ نماز کے جز ہیں اور چھٹا یعنی نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا رکن نہیں۔

(۱) **قیام** (کھڑا ہونا)۔ اتنی دیر تک کھڑا رہنا فرض ہے جس میں اسقدر قرأت کی جا سکے جو فرض ہے (در مختار وغیرہ) کھڑے ہونے کی حد فقہا نے یہ بیان کی ہے کہ اگر ہاتھ بڑھائے جائیں تو گھٹنوں تک نہ پہونچ سکیں (مراقی الفلاح وغیرہ)

قیام صرف فرض اور واجب نمازوں میں فرض ہے۔ ان کے سوا اور نمازوں میں فرض نہیں (مراقی الفلاح) صحیح یہ ہے کہ فجر کی سنت میں قیام فرض ہے[ع۲] اس لئے کہ اس تاکید میں کسی کا اختلاف نہیں بلکہ بعض فقہا اس کے وجوب کے قائل ہو گئے ہیں (در مختار وغیرہ)

تراویح میں کھڑا ہونا فرض نہیں ہے[ع۳] اس لئے کہ اس کی تاکید سنت فجر کی برابر نہیں (در مختار وغیرہ)

اُس نفل کی قضا جو شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو واجب ہے اور اسی طرح وہ نماز جسکی نذر کی گئی ہو مگر فقہا نے اس میں سکوت کیا ہے کہ اس میں قیام فرض ہے یا نہیں احتیاط[للعہ] یہ ہے کہ وہ بھی کھڑے ہو کر پڑھی جائیں۔

جو شخص قیام پر قادر نہ ہو اس پر قیام فرض نہیں۔

ع۱ یہاں اُن فرائض کا بیان ہے جو نماز کے اندر داخل ہیں اور نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں جو بیان ہو چکیں سب فرض ہیں ۱۲

ع۲ اس میں اختلاف ہے مگر محقق مذہب یہی ہے جو لکھا گیا مراقی الفلاح میں اس کے خلاف ہے مگر اس کو سید طحطاوی وغیرہ محققین نے رد کر دیا ہے (طحطاوی قاضی خاں شامی وغیرہ)

ع۳ یعنی فقہا نے تراویح کو سنت فجر پر قیاس کر کے لکھا ہے کہ تراویح میں بھی قیام فرض ہے مگر یہ قیاس صحیح نہیں اس لئے کہ سنت فجر کی تاکید تراویح کی تاکید سے بہت زیادہ ہے ۱۲ (فتاوی قاضی خان۔ شامی وغیرہ)

للعہ مولانا شیخ عبد الحی صاحب نور اللہ مرقدہ نے بھی سعایہ میں اپنی رائے اسی طرف ظاہر کی ہے اور لکھا ہے کہ فقہا کے اشارات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ان نمازوں میں بھی قیام فرض ہے ۱۲

اگر کسی کے زخم ہو اور کھڑے ہونے سے اُس زخم سے خون آجانے کا احتمال ہو تو اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہیں اسی طرح اس شخص کو جس کے کھڑے ہونے سے پیشاب آجانے کا خوف ہو یا عورت کے جسم کے کھل جانے کا خوف ہو (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص ایسا کمزور ہو کہ کھڑے ہونے سے اُس کو ایک آیت پڑھنے کی بھی طاقت نہ رہے تو اس کو بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہیں (درمختار وغیرہ)

(۲) **قرأت** یعنی قرآن مجید کا پڑھنا نماز میں۔ قرآن مجید کی ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے[ع۱] خواہ بڑی آیت ہو یا چھوٹی مگر شرط یہ ہے کہ کم سے کم دو لفظوں سے مرکب ہو جیسے ثُمَّ نَظَرَ اور اگر ایک ہی لفظ ہو جیسے مُدْهَامَّتَانِ یا ایک حرف ہو جیسے ص۔ ق۔ وغیرہ یا دو حرف ہوں جیسے حم وغیرہ یا کئی حرف ہوں جیسے الم حمعسق وغیرہ تو ان سب صورتوں میں ایسی ایک آیت کے پڑھنے سے فرض نہ ادا ہوگا۔ (درمختار مراقی الفلاح وغیرہ)

فرض نمازوں کی صرف دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے یہ بھی تخصیص نہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے یا پچھلی دو رکعتوں میں یا درمیانی مثلاً مغرب کے وقت اگر کوئی پہلی اور تیسری رکعت قرأت کرے اور دوسری میں نہیں یا دوسری اور تیسری میں کرے پہلی میں نہیں بہر صورت فرض ادا ہو جائے گا (کنز الدقائق۔ درمختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

وتر اور نفل نمازوں کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔

مدرک پر قرأت فرض بلکہ واجب[ع۲] بھی نہیں امام کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے

ع۱ یہ مذہب ہمارے امام صاحب کا ہے۔ صاحبین کے نزدیک بڑی ایک آیت اور چھوٹی تین آیتوں کا پڑھنا فرض ہے اُن کے نزدیک چھوٹی ایک کے پڑھنے سے فرض ادا نہیں ہوتا (مراقی الفلاح)

ع۲ دوسری سورت کا فرض واجب نہ ہونا متفق علیہ ہے کسی کا اختلاف نہیں ہاں سورۂ فاتحہ کے بارے میں علماء امت کا سخت اختلاف ہے امام شافعیؒ سے صحیح روایت میں منقول ہے کہ مقتدی پر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی اور یہی امام احمد کا بھی مذہب ہے امام مالکؒ کے نزدیک فرض نہیں۔ مگر آہستہ آواز کی نماز میں مستحب ہے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین کا یہ مذہب ہے کہ آہستہ آواز اور بلند آواز دونوں قسموں کی نمازوں میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا مقتدی پر فرض نہیں بلکہ ہمارے فقہا اس کو مکروہ تحریمہ لکھتے ہیں ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳ - اور اور علماء نے اور کتابوں میں لکھا ہے کہ امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ آہستہ آواز کی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے بلند آواز کی نماز میں نہیں - حالانکہ امام محمد کی کتابوں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس مسئلے میں امام صاحبؒ کے بالکل موافق ہیں انھوں نے موطا میں لکھا ہے کہ نہیں ہے قرأت امام کے پیچھے نہ بلند آواز کی نماز میں نہ آہستہ آواز کی - اسی کے موافق پہونچی ہیں ہمکو بہت سی حدیثیں اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام محمدؒ نے خود کتاب الآثار میں بھی ایسا ہی لکھا ہے - اِن مذاہب کے معلوم ہونے سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ سورۂ فاتحہ کے بارے میں حنفیہ دو امر کے قائل ہیں ایک یہ کہ وہ مقتدی پر کسی حال میں فرض نہیں خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی دوسرے یہ کہ اگر پڑھے تو مکروہ تحریمی ہے - یہاں ہم صرف فرض نہ ہونے کو ثابت کرتے ہیں مکروہ ہونے کو وہاں بیان کریں گے جہاں نماز کے مکروہات لکھیں گے جو لوگ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کو فرض کہتے ہیں اِن کی بڑی دلیل یہ حدیث ہے کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی اِن کے نزدیک امام کا پڑھنا مقتدی کے حق میں کافی نہیں بلکہ ہر ایک کو حقیقۃً پڑھنا چاہیے ہمارے امام صاحب کے دلائل میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ قِرَاءَۃٌ لَّہٗ جو شخص کسی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اُس امام کی قرأت اس کی قرأت سمجھی جائے گی اس حدیث کے صحیح ہونے میں اگرچہ بعض علماء نے کلام کیا ہے مگر ان کا کلام کرنا صحیح نہیں یہ حدیث بہت سندوں سے مروی ہے بعض اِن میں سے بالکل صحیح و سالم ہیں کسی کے کلام کی نہیں گنجائش نہیں عینی وغیرہ نے اس میں بہت زور دیا ہے اور علامہ وقت مولانا ابو الحسنات نور اللہ مرقدہ نے اِن سب کے اقوال کو نہایت عمدہ تحقیق سے امام الکلام میں لکھا ہے (شکر اللہ سعیہ) اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مقتدیوں کو قرأت کرنیکی کچھ ضرورت نہیں نہ سورۂ فاتحہ کی نہ کسی اور سورت کی اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ شاید یہ حدیث بلند آواز کی نماز کے لئے ہو اس لئے کہ یہ ارشاد حضرت کا نماز عصر کے وقت تھا جو آہستہ آواز کی نماز ہے اب ہمارے نزدیک اس پہلی حدیث کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ نماز میں نہ پڑھی جائے نہ حقیقۃً نہ حکماً تو نماز نہ ہو گی اور چونکہ جماعت کی نماز میں امام سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے اور اسی حدیث نبوی کا ثابت ہوا کہ امام کا پڑھنا بعینہٖ مقتدیوں کا پڑھنا ہے لہذا مقتدیوں کی نماز بھی سورۂ فاتحہ سے خالی نہ ہوئی اور جب سورۂ فاتحہ سے خالی نہ ہوئی تو نماز کیوں نہ ہو گی ہاں اگر امام بھی نہ پڑھے تو بیشک نماز نہ ہو گی یہی مطلب اس حدیث کا حضرت جابرؓ سے مروی ہے - ترمذی حضرت جابرؓ سے ناقل ہیں انھوں نے فرمایا کہ جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اس نے نماز ہی نہیں پڑھی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو ترمذی یہ لکھکر امام احمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا دیکھو جابر ایک مرد ہیں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ اگر تنہا نماز پڑھتا ہو تو یہ حکم ہے امام کے پیچھے نہیں ہم یہاں اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں اگرچہ ابھی مضمون بہت باقی ہے مگر انصاف و تحقیق کیلئے اسیقدر کافی ہے ۱۲

مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں سے دو رکعت میں قرأت کرنا فرض ہے بشرطیکہ اس کی کوئی رکعت قرأت والی فوت ہوئی ہو۔

حاصل یہ کہ امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قرأت کی حاجت نہیں ہاں مسبوق کے لئے اُن گئی ہوئی رکعتوں میں چونکہ امام نہیں ہوتا اس لئے اس کو قرأت کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۳) **رکوع** ہر رکعت میں ایک مرتبہ رکوع کرنا فرض ہے رکوع کی حد فقہا نے یہ بیان کی ہے کہ اس قدر جھک جائے جس میں دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہونچ سکیں صرف جھک جانا فرض ہے کچھ دیر تک جھکا ہوا رہنا فرض نہیں۔

اگر کسی کی پیٹھ کو بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے جھک گئی ہو اور ہر وقت اس کی حالت رکوع کے مشابہ رہتی ہو تو اس کو رکوع میں صرف سر جھکا دینا چاہیئے (مراقی الفلاح)

(۴) **سجدہ** ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں ایک سجدہ قرآن مجید سے ثابت ہے اور دوسرا احادیث سے اور اجماع سے۔

سجدے میں ایک گھٹنا اور ایک پیر کی اونگلی کا اور پیشانی کا زمین پر رکھنا اور اگر پیشانی نہ رکھ سکتا ہو خواہ کسی پھوڑے وغیرہ کے سبب یا اور کسی وجہ سے تو بجائے اس کے صرف ناک کا رکھ دینا کافی ہے (مراقی الفلاح وغیرہ)

سجدہ ایسی چیز پر کرنا چاہئے جو جمی رہے اور پیشانی اُس پر ٹک سکے اور پیشانی زمین پر رکھتے وقت جسقدر زمین سے اونچی ہو اخیر وقت تک اسی قدر اونچی رہے اگر کسی ایسی چیز پر سجدہ کیا جائے جس پر پیشانی نہ جم سکے جیسے روئی کا ڈھیر یا برف کا ٹکڑا وغیرہ تو درست نہیں اس لئے کہ روئی کا ڈھیر سجدہ کرنے سے دب جائیگا اور برف کا ٹکڑا گھل کر اسقدر نہ رہیگا جتنا پہلے تھا اور پیشانی کو زمین سے اسقدر بلندی نہ رہیگی جتنی رکھتے وقت تھی (مراقی الفلاح)

چارپائی اگر خوب کسی ہو کہ سجدہ کرنے سے اسکی بناوٹ کو بالکل جنبش نہ ہو اور بدستور اپنی حالت پر قائم رہے تو اُس پر سجدہ جائز ہے۔

وہ فرش یا تکیہ جس میں روئی وغیرہ بھری ہو اگر سجدہ کرنے سے دبتے ہوں تو اُن پر سجدہ جائز نہیں اور اگر پہلے سے خوب دب چکے ہوں اور اب بالکل نہ دبیں تو اُن پر سجدہ جائز ہے۔

سجدے کے مقام کو پیروں کی جگہ سے آدھ گز سے زیادہ اونچا نہ ہونا چاہئے اگر آدھ گز سے زیادہ اونچے مقام پر سجدہ کیا جائے تو درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے مثلاً جماعت زیادہ ہو اور لوگ اسقدر ملکر کھڑے ہوئے ہوں کہ زمین پر سجدہ ممکن نہ ہو تو نماز پڑھنے والوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ جس شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جائے وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہو جو سجدہ کرنے والا پڑھ رہا ہے (مراقی الفلاح)

اگر کسی ایسے شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جائے جو وہ نماز نہ پڑھتا ہو تو جائز نہیں **مثال** سجدہ کرنے والا ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور جسکی پیٹھ پر سجدہ کرے وہ فجر کی قضا پڑھتا ہو۔

(۵) قعدۂ[عہ] اخیرہ یعنی وہ نشست جو نماز کی آخری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد ہوتی ہے خواہ اس سے پہلے کوئی اور نشست ہو چکی ہو جیسے ظہر عصر مغرب عشا وغیرہ کی نمازوں میں یا نہ ہو چکی ہو جیسے فجر جمعہ عیدین وغیرہ کی نمازوں میں۔

اتنی دیر تک بیٹھنا فرض ہے جس میں التحیات پڑھی جا سکے اس سے زیادہ بیٹھنا فرض نہیں (درمختار مراقی الفلاح وغیرہ)

(۶) نماز[عہ] کو اپنے فعل سے تمام کر دینا یعنی بعد تمام ہو جانے ارکان نماز کے کوئی ایسا فعل کیا جائے جو نماز کے منافی ہو مثلاً السلام علیکم کہدے یا قبلہ سے پھر جائے یا اور کوئی بات چیت کرے۔

عہ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ قعدۂ اخیرہ نماز کے شرائط سے ہے نماز کا رکن نہیں یعنی نماز کی حقیقت سے خارج ہے قعدۂ اخیرہ کے نماز سے خارج ہونے کی وجہ بھی لکھی ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے مقرر کیگئی ہے اور بیٹھنے میں کچھ تعظیم نہیں ہاں کھڑے رہنے میں البتہ تعظیم ہے اور اس سے زیادہ سجدہ میں (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) مگر صحیح اور اکثر فقہا کا یہی قول ہے کہ وہ نماز کا رکن ہے (شرح منیۃ المصلی شامی وغیرہ) نتیجہ اس اختلاف کا یہ ہوگا کہ جن لوگوں کے نزدیک قعدۂ اخیرہ شرط ہے رکن نہیں ان کے نزدیک اگر قعدہ اخیرہ سونے کی حالت میں ادا کیا جائے تو نماز ہو جائیگی اور جن کے نزدیک رکن ہے اُن کے نزدیک نہ ہوگی ۱۲

عہ نماز کو اپنے فعل اختیاری سے تمام کرنا بالاتفاق رکن نہیں اسکے فرض ہونے میں علماء کا اختلاف ہے کرخی کے نزدیک فرض نہیں اور بردعی کے نزدیک فرض ہے۔ علامہ شرنبلالیؒ نے ایک رسالہ خاص اسی مسئلہ میں لکھا ہے جس میں بردعی کی تائید کی ہے اس رسالہ سے محقق قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرض ہے (ردالمختار)

نماز کے واجبات

(۱) تکبیر تحریمہ کا خاص اللہ اکبر کے لفظ سے ہونا اگر اس کے ہم معنی کسی لفظ سے مثل اللہ اعظم وغیرہ کے ادا کی جائے تو واجب ترک ہو جائیگا۔

(۲) بعد تکبیر تحریمہ کے اتنی دیر تک کھڑا رہنا جس میں سورۂ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھی جا سکے (در مختار شامی وغیرہ)

(۳) سورۂ فاتحہ کا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں ایک مرتبہ پڑھنا۔

(۴) ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کسی دوسری سورت کا پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں یہ دوسری سورت کم سے کم تین آیتوں کی ہونا چاہیئے اگر تین آیتیں پڑھ لیجائیں خواہ وہ کسی سورت کا جز ہوں یا خود سورت ہوں تو کافی ہے۔

(۵) پہلے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا اس کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا اگر کوئی شخص پہلے دوسری سورت پڑھے اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے تو واجب ادا نہ ہوگا۔

(۶) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا۔ اگر دوسری تیسری یا تیسری چوتھی میں قرأت کی جاے اور پہلی دوسری میں نہ کی جاے تو واجب ادا نہ ہوگا اگرچہ فرض ادا ہو جائیگا (درمختار مراقی الفلاح)

(۷) رکوع کے بعد اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جانا جس کو فقہا قومہ کہتے ہیں۔ع

(۸) سجدوں میں پورے دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں اور دونوں پیروں اور ناک کا زمین پر رکھنا۔ (مراقی الفلاح)

ع رکوع سے اٹھنے کو فقہا نے مسنون لکھا ہے مگر تحقیق یہی ہے کہ واجب ہے۔ قاضی خان نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قومہ کرنا بھول جائے تو اسپر سجدہ سہو لازم ہوگا اگر قومہ واجب نہ ہوتا تو سجدہ سہو کیوں لازم آتا سجدہ سہو واجب کے ترک سے ہوتا ہے سنت کے ترک سے نہیں ہوتا ابن ہمام اور امیر حاج نے اسکو واجب لکھا ہے شرح منیہ میں ہے کہ جب کوئی مسئلہ دلیل کے موافق ہو اور کوئی روایت بھی اسکے موافق ہو جاے تو اس کے خلاف کرنا نہ چاہیئے اور روایت وجوب قومہ کی قاضی خاں میں موجود ہے۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ قومے کا مسنون ہونا مذہب میں مشہور ہے اور اس کے وجوب کی بھی روایت آئی ہے اور وجوب دلیل کے موافق ہے اسی کو کمال الدین ابن ہمام اور ان کے بعد جتنے متاخرین ہوے سب نے اختیار کیا ہے۔ ۱۲

(۹) دوسرے سجدے کا اس کے مابعد سے پہلے ادا کرنا مثلاً اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں بغیر دوسرا سجدہ کئے ہوئے کھڑا ہو جاوے تو اسکا واجب ترک ہو جائیگا اس لئے کہ اس نے سجدے کے پہلے قیام کر لیا (شامی)

(۱۰) رکوع اور سجدوں میں اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم وغیرہ۔ یا سبحان ربی الاعلیٰ وغیرہ کہہ سکے (طحطاوی مراقی الفلاح وغیرہ)

(۱۱) دونوں سجدوں کے درمیان میں اٹھکر بیٹھنا[ع] جسکو فقہا جلسہ کہتے ہیں۔

(۱۲) قومے میں اور سجدوں کے درمیان میں اسقدر ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح کہی جا سکے۔ (طحطاوی مراقی الفلاح وغیرہ)

(۱۳) قعدۂ اولیٰ یعنی دونوں سجدوں کے بعد دوسری رکعت میں بیٹھنا اگر نماز دو رکعت[عہ] سے زیادہ ہو۔

(۱۴) قعدۂ اولیٰ میں بقدر التحیات کے بیٹھنا۔

(۱۵) دونوں قعدوں میں ایک مرتبہ التحیات پڑھنا اگر نہ پڑھی جاوے یا ایک مرتبہ سے زیادہ پڑھی جائے تو واجب ترک ہو جائیگا۔

(۱۶) نماز میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل کرنا جو تاخیر فرض[سہ] یا واجب کا سبب ہو جاوے (درمختار شامی وغیرہ)

مثال (۱) بعد سورۂ فاتحہ کے زیادہ سکوت کرنا یہ سکوت دوسری صورت کی تاخیر کا سبب ہو جائیگا۔ (۲) دو رکوع کرنا دوسرا رکوع سجدے کی تاخیر کا سبب ہو جائیگا (۳) تین سجدے کرنا تیسرا قیام یا قعود کی تاخیر کا سبب ہو جاوے گا (۴) پہلی یا تیسری رکعت کے اخیر میں زیادہ نہ بیٹھنا۔ یہ بیٹھنا دوسری یا چوتھی رکعت کے قیام کی تاخیر کا سبب ہو جائیگا (شامی) (۵) دوسری رکعت میں التحیات کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جس میں کوئی رکن مثل رکوع وغیرہ کے ادا ہو سکے۔

(۱۷) نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھنا خواہ کوئی دعا ہو۔

(۱۸) عیدین کی نماز میں علاوہ معمولی تکبیروں کے چھ تکبیریں کہنا

ع دونوں سجدوں کے درمیان میں اٹھکر بیٹھنے کو اکثر فقہا نے مسنون لکھا ہے مگر محققین اس کے وجوب کے قائل ہیں ابن ہمام وغیرہ کا یہی قول ہے اصول مذہب کے بھی یہی موافق ہے ۱۲ (شامی)

عہ یہ قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر نماز دو ہی رکعت کی ہو گی تو بیٹھنا فرض ہو گا اور قعدۂ اولیٰ نہ ہو گا بلکہ اخیر ہو جائیگا ۱۲

سہ اس مسئلے کی زیادہ تفصیل سجدۂ سہو کے بیان میں آئے گی ۱۲

(۱۹) عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کرتے وقت تکبیر کہنا۔

(۲۰) امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہوں یا ادا اور جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قرأت کرنا۔ منفرد کو اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے آواز کے بلند ہونے کی فقہا نے یہ حد بیان کی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے۔

(۲۱) امام کو ظہر عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب عشا کی اخیر رکعتوں میں اہستہ آواز سے قرأت کرنا۔ (قاضی خاں نہر وغیرہ)

(۲۲) جو نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں اُن میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں اُن میں اختیار ہے (مراقی الفلاح)

(۲۳) منفرد اگر فجر مغرب عشا کی قضاؤں میں پڑھے تو اُن میں بھی اس کو آہستہ آواز سے قرات کرنا اگر رات کو قضا پڑھے تو اُسے اختیار ہے۔

(۲۴) اگر کوئی شخص مغرب عشا کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اُسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہیئے اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔

(۲۵) نماز کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہکر ختم کرنا نہ کسی اور لفظ سے۔

(۲۶) دو مرتبہ السلام علیکم کہنا (درمختار وغیرہ)

نماز کی سُنّتیں

(۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر کو نہ جھکانا (مراقی الفلاح)

عـہ امام شافعی کے نزدیک سلام فرض ہے انکی سند وہ حدیث ہے جسکے الفاظ یہ ہیں وتحلیلها التسليم یعنی نماز سے خروج سلام کے ذریعہ سے ہوتا ہے مگر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ حدیث فرضیت پر دلالت نہیں کرتی ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مواظبت اسکے ساتھ ملائی جائے تو اس سے سلام کا ضروری ہونا نکلتا ہے اگرنہ فرضیت کے درجے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قعدہ وغیرہ کر چکے اور اُسے حدث ہو جائے تو اسکی نماز ہو گئی (ترمذی ابوداؤد وغیرہ) ۱۲

(۲) تکبیر تحریمہ کہنے[ع] سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مردوں کو کانوں[ع] تک اور عورتوں کو شانوں[ع] تک عذر کی حالت[ل] میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں۔

ع یہ مذہب ہمارے امام صاحب اور امام محمد کا ہے اور اسی کو صاحب ہدایہ نے لکھا ہے اور ہمارے اکثر مشائخ اسی طرف ہیں اسی وجہ سے صاحب درمختار نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور علامہ محمد بن عابدین نے ردالمحتار میں اسی کو اولی لکھا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک تکبیر کہتے وقت ہاتھ اٹھانا سنت ہے یعنی تکبیر کی ابتدا اور ہاتھ اٹھانے کی ابتدا ساتھ ہی ہو امام طحاوی اور قاضی خاں وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دونوں کیفیتیں مروی ہیں پہلی کیفیت جو ہمارے امام صاحب کا مذہب ہے بخاری ترمذی نسائی ابن ماجہ ابو داؤد میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ابو داؤد و نسائی میں ابن عمر سے بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر تکبیر کہتے تھے اور دوسری کیفیت جو امام ابو یوسف کا مذہب ہے مسند امام احمد اور بیہقی اور ابو داؤد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ان دونوں کیفیتوں کے علاوہ ایک تیسری کیفیت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ یہ کہ پہلے تکبیر اس کے بعد ہاتھوں کا اٹھانا چنانچہ ابو داؤد کی ایک حدیث سے یہ مضمون صاف طور پر سمجھا جاتا ہے ابن ہمام نے یہ کیفیت بیہقی کی سنن کبرے سے اپنی کتاب فتح القدیر میں نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ اسکے تمام راوی معتبر ہیں یہ تینوں کیفیتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اس لئے اختیار ہے جا ہے جس کیفیت پر عمل کیا جائے اختلاف صرف اولی ہونے میں ہے ہمارے نزدیک پہلی کیفیت اولی ہے امام ابو یوسف کے نزدیک دوسری کیفیت واللہ اعلم ۱۲

ع مردوں کو کانوں تک ہاتھ اٹھانا ہمارا مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مردوں کو بھی شانوں تک دونوں کیفیتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اکثر روایات میں کانوں تک اٹھانا منقول ہے (شرح سفر السعادۃ شیخ دہوی و ابو داؤد و نسائی و دارقطنی طحاوی مسلم حاکم امام احمد طبرانی اسحق ابن راہویہ وغیرہم نے متعدد طرق سے اسی مضمون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اسی لئے حنفیہ نے اس کیفیت کو اختیار کیا مگر پھر بھی کیفیت ثانیہ کا انکار نہیں ہمارے فقہا نے جو لکھا کہ انگوٹھے کو کانوں کی لو سے مل جانا چاہیے چنانچہ ہم بھی اوپر لکھ چکے ہیں وہ صرف اس خیال سے لکھا ہے کہ جسمیں ہاتھوں کا کانوں کی برابر اٹھنا یقینی ہو جائے سنت سمجھکر نہیں لکھا ہے نہ اس کو سنت سمجھنا چاہیے اس لئے کہ کسی حدیث سے یہ مضمون ثابت نہیں ہوتا واللہ اعلم ۱۲

ع عورتوں کو شانوں تک ہاتھ اٹھانے کا اس لئے حکم دیا گیا کہ اسمیں ستر زیادہ رہتا ہے کانوں تک ہاتھ اٹھانے میں ستر کے ظاہر ہو جانیکا خوف ہے صحیح یہ ہے کہ عورت خواہ لونڈی ہو یا بی بی سب کو شانوں تک ہاتھ اٹھانا چاہیے ۱۲ (بحرالرائق درمختار وغیرہ) ۱۲

ل سردی کے عذر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کپڑوں کے اندر ہی سینہ تک ہاتھ اٹھایا ہے ۱۲ (ابو داؤد)

(۳) تکبیر تحریمہ کہتے وقت اٹھے ہوئے ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف کرنا (در مختار وغیرہ)

(۴) ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیوں کو نہ بہت کشادہ کرنا نہ بہت ملانا۔

(۵) بعد تکبیر تحریمہ کے فوراً ہاتھوں کا باندھ لینا مردوں کو ناف کے نیچے عہ عورتوں کو سینے پر عہ

(۶) مردوں کو اس طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لیں اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھا دیں اور عورتوں کو اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑنا اُن کے لئے مسنون نہیں۔

عہ اس مسئلے میں بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مخالف ہیں اُن کے نزدیک مردوں کو بھی سینے پر ہاتھ باندھنا چاہئے بعض کوتاہ نظر لوگوں کا خیال ہے کہ حنفیہ کے پاس اس مسئلے میں کوئی نقلی دلیل نہیں حالانکہ ابن ابی شیبہ کے مصنف میں ایک حدیث ہے بعد علقمہ کے وائل ابن حجر سے منقول ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہوئے دیکھا اس حدیث کے سب راوی معتبر ہیں بعض کا خیال ہے کہ علقمہ سے اور وائل سے ملاقات نہیں ہوئی حالانکہ یہ صحیح نہیں ترمذی کے دیکھنے سے اس خیال کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے علامہ فرنگی محلی نے القول الحازم میں اس بحث کی خوب تنقیح کی ہے ۱۲

عہ عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنے میں چونکہ ستر زیادہ ہے لہٰذا ان کے حق میں وہی روایت اختیار کی گئی جس پر امام شافعی کا عمل ہے ۱۲

عہ ہمارے فقہا اس کو اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ اس میں سب حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے اگر صرف داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیا جائے اور کلائی نہ پکڑی جائے تو صرف اس حدیث پر عمل ہو گا جس میں رکھنا منقول ہے اور اگر صرف کلائی پکڑ لی جائے۔ انگلیاں اور ہتھیلی ہتھیلی کی پشت پر نہ رکھی جائیں تو صرف اس حدیث پر عمل ہو گا جس میں بائیں کلائی پکڑنے کا حکم ہے دونوں حدیثوں پر عمل کرنے کی یہی صورت ہے بعض فقہا نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ دونوں حدیثوں پر عمل کرنے کی یہ صورت نہیں ہے اس لئے کہ جس حدیث میں بائیں ہاتھ پر داہنے ہاتھ کے رکھنے کا حکم ہے اُس میں پکڑنے کا ذکر بھی نہیں لہٰذا اس حدیث پر بھی عمل نہ ہوا اور جس حدیث میں داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کے پکڑنے کا ذکر ہے اُس میں رکھنے کا ذکر نہیں لہٰذا اس حدیث پر بھی عمل نہ ہوا بلکہ دونوں حدیثوں پر عمل کرنے کی یہ صورت ہے کہ کبھی ایسا کیا جائے کبھی ویسا یعنی کسی وقت کی نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا جائے اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو اور داہنی انگلیاں بائیں گٹے اور کلائی پر پھر اُسی وقت نماز میں داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لی جائے ہمارے بعض محققین نے اسی قول کو اختیار کیا ہے واللہ اعلم ۱۲

(۷) بعد ہاتھ باندھنے کے فوراً سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ[ع] پڑھنا۔

(۸) امام اور منفرد کو بعد سبحانک اللّٰھم کے اور مسبوق کو اپنی اُن رکعتوں کی پہلی رکعت میں جو امام کے بعد پڑھے بشرطیکہ وہ رکعتیں قرأت کی ہوں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔

(۹) ہر رکعت کے شروع میں الحمد سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا۔

(۱۰) امام اور منفرد کو بعد سورۂ فاتحہ ختم ہونے کے آمین کہنا اور قرأت بلند آواز سے ہو تو سب مقتدیوں کو بھی آمین کہنا۔

(۱۱) آمین کا آہستہ[ع] آواز سے کہنا۔

ع تکبیر کے بعد فوراً اس خاص ثنا کا پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور ابوداؤد و ترمذی میں حضرت عائشہ کے ذریعے سے اور سنن ابن ماجہ میں اور نسائی میں ابو سعید خدری کے ذریعے سے بیہقی میں حضرت جابر کے ذریعے سے اس کی روایات موجود ہیں اور صحیح مسلم میں حضرت فاروق سے بھی یہی منقول ہے امام ابو یوسف کے نزدیک اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ کا پڑھنا مستحب ہے۱۲ ع آمین کا آہستہ کہنا حنفیہ کا مذہب ہے اور ایک روایت میں امام مالک سے بھی یہی منقول ہے اور امام شافعی کا بھی اخیر قول یہی ہے مگر احادیث سے دونوں کا ثبوت ہے اسی لئے بعض محققین نے مثل شیخ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی کے رسالہ مذہب فاروق اعظم میں لکھ دیا ہے کہ کبھی آہستہ آواز سے آمین کہی جائے کبھی بلند آواز سے محقق کمال الدین ابن ہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ آمین ایسی آواز سے کہی جائے کہ صرف قریب کا آدمی سن سکے کچھ آہستہ آواز بھی رہے اور کچھ بلندی بھی رہے اور اس طریقے سے دونوں...... حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ فی الحقیقت آہستہ آواز اور بلند آواز سے آمین کہنے میں کوئی بہت سخت اختلاف نہیں مگر افسوس اس زمانے میں جہالت کا ایسا زور ہے کہ آہستہ آمین کہنے والے بلند آواز سے آمین کہنے والوں پر ملامت اور نفرین کرتے ہیں اور اُن کو بے دین اور خدا جانے کیسے بُرے بُرے القاب سے یاد کرتے ہیں بلکہ بعض متعصبین اُن کو اپنی مسجد سے نکال دیتے ہیں اسی طرح دوسری طرف سے بھی ناجائز اور ناگفتہ بہ امور وقوع میں آتے ہیں گویا ان لوگوں کے نزدیک اب دین اور سنت کا دارو مدار آمین کے آہستہ یا بلند آواز سے کہنے پر رہ گیا ہے میرے نزدیک دونوں فریق کی یہ باتیں نہایت نفرت اور بُری نظر سے دیکھنے کے قابل ہیں اور زیادہ تعجب اُن لوگوں سے ہے جو اہل علم میں شمار کئے جاتے ہیں وہ کیسے ایسی قبیح امور کو جائز رکھتے ہیں اس اخیر زمانہ میں علامۂ وقت شیخ ابو الحسنات نور اللہ مرقدہٗ نے بھی اس مسئلہ کو نہایت انصاف اور تحقیق سے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ اُن کو اس کی عمدہ جزا دے آمین ۱۲

(۱۲) حالت قیام میں دونوں قدموں کے درمیان میں بقدر چار انگل کے فصل ہونا۔

(۱۳) فجر اور ظہر کے وقت فرض نمازوں میں بعد سورہ فاتحہ کے طوال مفصل کی سورتوں کا پڑھنا اور عصر و عشا کے وقت اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل بشرطیکہ سفر اور ضرورت کی حالت نہو سفر اور ضرورت کی حالت میں جو سورت چاہے پڑھے۔

(۱۴) فجر کے فرض کی پہلی رکعت میں دوسری رکعت کی بہ نسبت ڈیوڑھی سورت پڑھنا (شامی)

(۱۵) رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا[عہ] اسطرح کہ تکبیر اور رکوع کی ابتدا ساتھ ہی ہو اور رکوع میں پہونچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے (منیہ غنیہ)

(۱۶) مردوں کا رکوع میں گھٹنوں کا دونوں ہاتھوں سے پکڑنا[عہ] اور عورتوں کا صرف گھٹنوں پر ہاتھ رکھ لینا (غنیہ وغیرہ)

(۱۷) مردوں کو انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا۔ اور عورتوں کو ملا کر۔

(۱۸) رکوع کی حالت میں پنڈلیوں کا سیدھا رکھنا۔

(۱۹) مردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سر[للعہ] سب برابر ہو جائیں اور عورتوں کو صرف اسقدر جھکنا کہ اُن کے ہاتھ گھٹنوں تک پہونچ جائیں (مراقی الفلاح وغیرہ)

عہ سورہ حجرات سے سورہ لم یکن تک طوال مفصل ہیں اور بروج سے لم یکن تک اوساط مفصل ہیں اور لم یکن سے اخیر تک قصار مفصل یہ تعیین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک خط سے جو انھوں نے ابو موسی اشعری کے نام لکھا تھا منقول ہے پس بعض لوگوں کا اس تعیین کو خلاف سنت سمجھنا خطا ہے ۱۲

عہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جھکتے وقت اور اٹھتے وقت تکبیر کہا کرتے تھے (موطا امام مالک) تمام ائمہ کا اس کے سنت ہونے پر اتفاق ہے اور اسی حدیث سے تکبیر کا اس خاص طریقہ سے کہنا بھی معلوم ہوتا ہے ۱۲

عہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ لیتے تھے (ابوداؤد ترمذی) حضرت فاروق سے ناقل ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ گھٹنوں کا پکڑنا سنت ہے ابن مسعود کا مذہب اس کے خلاف ہے امام محمد کتاب الآثار میں لکھتے ہیں کہ مجھے امام ابو حنیفہ سے خبر ملی ان کو حماد سے اُن کو ابراہیم نخعی سے اُن کو فاروق اعظم سے کہ وہ اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیتے تھے ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ مجھے حضرت فاروق کا یہ فعل بہت پسند ہے امام محمد کہتے ہیں کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ کا اور ہم نہیں عمل کرتے اس مسئلہ میں ابن مسعود کے قول پر ۱۲ للعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ رکوع کی حالت میں ایسی برابر ہوتی کہ اگر پانی چھوڑا جاتا تو نہ بہتا (ابن ماجہ) صحیح مسلم میں ہے کہ نبی رکوع کی حالت میں نہ سر کو اٹھا ہوا رکھتے تھے نہ جھکا ہوا بلکہ ایک معتدل حالت میں ۱۲

(۲۰) رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنا۔

(۲۱) رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلوؤں سے عہ جدا رکھنا۔

(۲۲) قومے میں امام کو صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور مقتدی کو صرف رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور منفرد کو دونوں کہنا

(۲۳) سجدے میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

(۲۴) سجدے میں جاتے وقت پہلے عہ گھٹنوں کو زمین پر رکھنا پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو اور اٹھتے وقت سہ پہلے ناک کو اٹھانا پھر پیشانی کو پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو (مراقی الفلاح)

(۲۵) سجدے کی حالت میں منھ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان للعہ رکھنا (شرح وقایہ وغیرہ)

(۲۶) سجدے کی حالت میں مردوں کو اپنے پیٹ کا زانو صہ سے اور کہنیوں کا پہلو سے علحدہ رکھنا اور

ع نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے کی حالت میں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے تھے (ترمذی) ۱۲

عہ ایساہی روایت کیا ہے ترمذی ابو داؤد نسائی وغیرہم نے اپنی کتابوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ مجھکو یاد ہے کہ حضرت فاروق سجدے میں پہلے اپنے گھٹنے رکھتے تھے پھر ہاتھ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ مجھکو یاد ہے کہ حضرت ابن مسعود کے گھٹنے زمین پر ہاتھوں سے پہلے پڑتے تھے (طحطاوی) ۱۲

سہ یہ ترتیب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (سعایہ) ۱۲

للعہ منھ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان میں رکھنا مسلم کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے امام شافعی کے نزدیک دونوں ہاتھوں کو شانوں کے برابر رکھنا سنت ہے یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بخاری کی حدیث میں منقول ہے چونکہ دونوں طریقے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اس لئے ہمارے محققین کے مثل محقق کمال الدین ابن ہمام اور علامہ حلبی وغیرہما کی یہ رائے ہے کہ دونوں طریقوں پر عمل کیا جائے کبھی اس پر کبھی اس پر اور درحقیقت یہ رائے بہت اچھی اور عمل میں لانے کے قابل ہے ۱۲

صہ مسلم حضرت میمونہ سے ناقل ہیں کہ سجدے کی حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زانو پیٹ سے اس قدر علیحدہ رکھتے تھے کہ اگر بکری کا بچہ چاہتا تو نیچے سے نکل جاتا اس حدیث سے پیٹ کا زانو سے جدا کرنا ثابت ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں اپنے ہاتھ بغل اس قدر کشادہ رکھتے تھے کہ آپ کی بغل کی سپیدی دکھلائی دیتی تھی (ابو داؤد) میں اس حدیث سے کہنیوں کا پہلو سے علحدہ رکھنا ثابت ہوتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو ہاتھوں کی باہوں کو زمین پر نہ بچھا دیا کرو جیسے کتا بچھا دیتا ہے (ابو داؤد) اس حدیث سے ہاتھ کی باہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رہنا بھی ثابت ہو گیا ۱۲

ہاتھوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا اور عورتوں کو پیٹ کا رانوں سے اور کہنیوں کا پہلو سے ملا ہوا اور ہاتھ کی باہوں کا زمین پر بچھا ہوا رکھنا۔

(۲۷) سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھ کی انگلیوں کا ملا ہوا رکھنا[ع] (شرح وقایہ وغیرہ)

(۲۸) سجدے کی حالت میں دونوں پیر کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف رکھنا[ف] (شرح وقایہ)

(۲۹) سجدے کی حالت میں دونوں زانوؤں[للعہ] کا ملا ہوا رکھنا۔

(۳۰) سجدے میں کم سے کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہنا

(۳۱) سجدے سے اٹھتے وقت تکبیر کہتے ہوئے سرکا زمین سے اٹھانا۔

(۳۲) سجدے سے اٹھکر کھڑے ہوتے وقت زمین سے ہاتھوں کو سہارا[ف] دینا۔

(۳۳) دونوں سجدوں کے درمیان میں ایسی خاص کیفیت سے بیٹھنا جس کیفیت سے دونوں سجدوں کے بعد بیٹھنا چاہئے۔جس کا بیان آگے آتا ہے۔

(۳۴) قعدۂ اولیٰ اور اخری دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور اس کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہو اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوں پر ہوں انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں اور عورتوں کو اس طرح کہ اپنے بائیں سرین پر بیٹھیں اور داہنے زانو کو بائیں پر رکھ لیں اور بایاں پیر داہنی طرف نکال دیں اور دونوں ہاتھ بدستور زانو پر ہوں۔

ع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو عورتوں پر ہوا وہ نماز پڑھ رہی تھیں آپ نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو اپنے بعض حصہ جسم کو زمین سے ملا دیا کرو اس لئے کہ عورت اس بارے میں مرد کے حکم میں نہیں ہے (ابوداود) ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو زانو سے ملا دے ۱۲ (کامل ابن عدی)

ع صحیح ابن حبان میں نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپ سجدے کی حالت میں انگلیاں ملا کے رکھتے تھے ۱۲

ف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں پیر کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف رکھتے تھے ۱۲ (صحیح بخاری)

للعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو دونوں رانیں ملا دیا کرو ۱۲ (ابوداود)

ف حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں اٹھتے وقت زمین سے ٹیک نہ لگانا سنت ہے (فتح البیان) بحر الرائق میں اسے مستحب لکھا ہے مگر صحیح نہیں ۱۲

(۳۵) التحیات میں لا الٰہ[عـ۵] کہتے وقت داہنے ہاتھ کے بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی بند کر کے کلمہ کی انگلی اٹھانا[عـ۶] اور الا اللہ کہتے وقت رکھدینا اور باقی انگلیوں کو اخیر تک بدستور باقی رکھنا[عـ۷]

عـ۵ امام شافعی کے نزدیک قعدہ اخیرہ میں عورتوں کی طرح بیٹھنا سنت ہے۔ ہماری دلیل میں بہت کثرت سے احادیث ہیں نسائی میں ابن عمر سے مروی ہے کہ داہنے قدم کو کھڑا رکھنا اور اس کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا اور بائیں قدم پر بیٹھنا سنت ہے اسی مضمون کی احادیث مسلم ابوداؤد و مسند امام احمد وغیرہ میں بھی ہیں ۱۲

عـ۵ داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی کا لا الٰہ کہتے وقت اٹھانا اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنانا اور دو انگلیوں کا بند کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس کے سنت ہونے پر تمام مجتہدین کا اتفاق ہے ہم کو اس مقام پر احادیث نقل کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ غالباً کوئی کتاب حدیث کی ثبوت اشارہ وعقد سے خالی نہیں۔ ہاں چونکہ بعض نافہم لوگوں نے حنفیہ پر مخالفت حدیث کا الزام لگانے کے لئے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اشارہ مسنون نہیں بلکہ ناجائز ہے اس لئے ہم امام صاحب کا مذہب اس بارہ میں نقل کرتے ہیں اس کے بعد چند اقوال کتب فقہ سے نقل کریں گے تاکہ پھر کسی مدعی کو مجال طعنہ زنی نہ رہے نہایہ میں امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب المشیخۃ سے منقول ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث اشارہ کرنے کی روایت کر کے لکھا ہے کہ ہم بھی ویسا ہی کرتے ہیں جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے تھے اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اور یہی قول ہے ہمارا کہ بند کرے چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو اور حلقہ بنائے بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا اور اشارہ کرے کلمہ کی انگلی سے اور انہیں امام محمد نے اپنی مؤطا میں اشارے کی حدیث روایت کر کے لکھا ہے کہ ہم عمل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ کا امام زیلعی تبیین الحقائق میں امام ابویوسف کی کتاب الامالی سے ناقل ہیں کہ انھوں نے لکھا ہے کہ بند کرے چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو اور حلقہ بنائے بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا اور اشارہ کرے کلمہ کی انگلی سے اور ایسا ہی نقل کیا ہے امام ابویوسف کے اس قول کو شمنی نے شرح مختصر وقایہ میں اور ہمارے محققین فقہا نے بھی اپنی کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے اگر وہ سب عبارتیں نقل کی جائیں تو اس مقام میں گنجائش نہ ہوگی ہاں ہمارے بعض متاخرین نے اشارے کو منع لکھا ہے اسے ہمارے محققین نے رد کر دیا ہے لہذا کوئی حنفی ان کے قول پر عمل نہیں کر سکتا اور کوئی دوسرے مذہب کا ان کے قول سے ہمیں الزام نہیں دے سکتا۔ ملا علی قاری مکی رسالۂ تزئین العبارۃ میں کیدانی کی رد میں لکھتے ہیں کہ یہ انکار

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶) کرنا کیدانی کا اشارے کو بہت بڑی خطا اور سنگین جرم ہونا اسکا منشا ر ناواقفی ہے قواعد اصول اور جزئیات منقول سے اور اگر کیدانی کے ساتھ حسن ظن نہ ہوتا اور اُن کے کلام کی تاویل نہ کی جاتی تو بیشک اُن کا کفر صریح تھا اور ان کا مرتد ہوجانا بجا تھا کسی ایماندار کو جائز نہیں کہ حرام کہدے اس چیز کو جو صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ایسا کہ قریب متواتر کے ہے اور کیا جائز ہے کہ منع کر دے ایسے کام کو جسے تمام علما یکے بعد دیگرے کرتے چلے آئے ہوں عینی نہایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں (اور ایسا ہی اتفاق ہے اشارے کے مسنون ہونے پر ہمارے تینوں اماموں کا اور اُن کے متقدمین مقلدین کا اور خلاف صرف متاخرین نے کیا ہے) سو ان کے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں یہاں اسی قدر کافی ہے اگر کسی کو زیادہ تحقیق اور تفصیل منظور ہو تو اُسکو چاہیے کہ ملا علی قاری کا رسالہ تزئین العبارۃ فی تحسین الاشارۃ اور علامہ ابن عابدین کا رسالۂ رفع التردد فی عقد الاصابع عند التشہد دیکھیے اور اُن کے علاوہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ اور شرح سفر السعادۃ میں اور مولانا شیخ ابو الحسنات لکھنوی مرحوم نے سعایہ وغیرہ میں اس مسئلے کو خوب تحقیق سے لکھا ہے اور ابھی حال میں ہمارے ایک مکرم شفیق نے بھی اس مسئلہ میں ایک جامع رسالہ تصنیف کیا ہے جسکا نام خیر البشارۃ فی اثبات الاشارۃ ہے ف امام مالک کے نزدیک انگلی کو اٹھا کر ہلانا بھی سنت ہے انکی سند ایک حدیث ابو داؤد کی ہے جسمیں یتحرکھا کا لفظ ہے جسکا ترجمہ یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگلی کو ہلاتے تھے ملا علی قاری نے اپنے رسالہ تزئین العبارۃ میں ایک حدیث ابو داؤد اور نسائی سے نقل کی ہے جس کا یہ مضمون ہے کہ حضرت انگلی کو نہ ہلاتے تھے اس حدیث کے بعد لکھا ہے کہ یہی اکثر علمار کا مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہے اور قاعدہ جمع بین الحدیثین سے دیکھو تو پہلی حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ ہلاتے تھے یعنی نیچے سے اوپر کو انگلی اٹھاتے تھے ف ہمارے زمانے کے بعض ناواقف اشارہ ہی نہیں کرتے حالانکہ اشارہ سنت موکدہ ہے اس کے ترک سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے اور بعض لوگ اشارہ کرتے ہیں مگر انگلیوں کا حلقہ نہیں بناتے حالانکہ اشارہ اسی خاص کیفیت سے مسنون ہے علامہ محمد بن عابدین ردالمحتار میں لکھتے ہیں کہ ہمارے فقہا کے اقوال بصراحت ظاہر کرتے ہیں کہ اشارہ اسی خاص کیفیت سے مسنون ہے اور وہ انگلیوں کا حلقہ بنانا اور باقی انگلیوں کا بند کرنا ہے اور یہی علامہ اپنے رسالۂ رفع التردد میں لکھتے ہیں کہ بغیر اس کیفیت کے اشارہ کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے ۱۲

ہ یعنی انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بندھا رہے اور دو انگلیاں اسی طرح بند رہیں بعد اشارہ کرنے کے بعض لوگ پھر انگلیوں کو کھول دیتے ہیں یہ خلاف تحقیق ہے (تزئین العبارۃ)

(۳۶) فرض کی پہلی دو رکعتوں کے بعد ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ[عہ] کا پڑھنا (مراقی الفلاح)

(۳۷) قعدہ اخیرہ میں بعد التحیات کے درود شریف کا پڑھنا (مراقی الفلاح وغیرہ)

(۳۸) درود شریف کے بعد کسی ایسی دعا کا پڑھنا جو قرآن مجید یا احادیث سے ثابت ہو اگر کوئی ایسی دعا پڑھی جائے جو قرآن مجید اور احادیث سے ثابت نہ ہو[عہ] تب بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ دعا ایسی چیز کی ہو جسکا طلب کرنا خدا کے سوا کسی سے ممکن نہ ہو۔ (بحرالرائق)

(۳۹) السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے وقت داہنی بائیں طرف منھ پھیرنا۔ (مراقی الفلاح)

(۴۰) پہلے داہنی طرف منھ پھیرنا پھر بائیں طرف (مراقی الفلاح)

(۴۱) امام کو سلام بلند آواز سے کہنا۔

(۴۲) دوسرے سلام کی آواز کا بہ نسبت پہلے سلام کی آواز کے پست ہونا (مراقی الفلاح)

(۴۳) امام کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ مرد ہوں یا عورت لڑکے ہوں یا مخنث اور کرام کاتبین وغیرہ فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی اور کرام کاتبین[عہ] فرشتوں کی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں اور بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں اور محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرنا (مراقی الفلاح وغیرہ)

نماز کے مستحبات

(۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کو آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل

عہ سورۂ فاتحہ کا ان رکعتوں میں پڑھنا افضل ہے اگر کوئی شخص صرف سبحان اللہ تین مرتبہ کہہ لے یا بقدر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے تب بھی کچھ حرج نہیں (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) اگر کوئی شخص بجائے سورہ فاتحہ کے کوئی دوسری سورت پڑھے تب بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ سورت اتنی بڑی ہو کہ اس کے پڑھنے سے یہ رکعت پہلی دوسری رکعت سے نہ بڑھ جائے۔

عہ ہم دو دعائیں نماز کے طریقہ میں بیان کر چکے ہیں دونوں احادیث سے ثابت ہیں ۱۲

عہ انسان کے ہمراہ جو فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے رہتے ہیں ایک فرشتہ ان میں سے داہنی طرف رہتا ہے اسکا کام یہ ہے کہ جو نیک کام انسان کرتا ہے اسکو لکھ لے اور ایک فرشتہ بائیں طرف رہتا ہے وہ اس بدی کو لکھ لیتا ہے جو انسان سے صادر ہو۔ اسکے علاوہ اور بھی فرشتے رہتے ہیں ان کے عدد میں اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ بغیر تعیین عدد کے ان کی نیت کیجائے ان ملائکہ کی تبدیلی عصر اور فجر کے وقت ہوتی رہتی ہے۔ آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ ولا یعلم عدتہم الا اللہ ۔ ۱۲

سردی وغیرہ کے نہ ہو اور عورتوں کو ہاتھوں کا نہ نکالنا بلکہ چادر یا دوپٹے وغیرہ میں چھپائے رکھنا (مراقی الفلاح)
(۲) کھڑے ہونے کی حالت میں اپنی نظر سجدے کے مقام پر جمائے رکھنا اور رکوع میں قدم پر سجدے میں ناک پر بیٹھنے کی حالت میں زانو پر سلام کی حالت میں شانوں پر (درمختار وغیرہ)
(۳) جہاں تک ممکن ہو کھانسی یا جمھائی کو روکنا[ع] (درمختار - مراقی الفلاح وغیرہ)
(۴) اگر جمھائی آجائے تو حالت قیام میں داہنے ہاتھ[سے] کی پشت ورنہ بائیں ہاتھ کی پشت منھ پر رکھ لینا (درمختار)
(۵) امام کو بعد قد قامت الصلوۃ کے فوراً تکبیر تحریمہ کہنا (درمختار وغیرہ)
(۶) قعدۂ اولیٰ اور اخیر میں وہی خاص تشہد پڑھنا جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا اس میں کمی زیادتی نہ کرنا۔
(۷) قنوت میں اسی خاص[لله] دعا کا پڑھنا جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں یعنی اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ اور اسکے ساتھ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ الخ کا بھی پڑھ لینا اولیٰ ہے (شامی وغیرہ)

جماعت کا بیان

چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت موکدہ ہے اس لئے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات وسنن کے بعد اور مکروہات

ع جن احادیث میں چادر وغیرہ سے ہاتھ نہ نکالنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ حالت عذر کی ہیں چنانچہ ابوداؤد میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں جاڑوں کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے صحابہ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو کپڑے سے باہر نہ نکالتے تھے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ہاتھ نہ نکالنا سردی کے عذر سے تھا ۱۲
ع جمھائی کو روکنے کا ایک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ جب جمھائی کی آمد معلوم ہو تو اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ انبیا کو کبھی جمھائی نہیں آئی قدوری نے لکھا ہے کہ میں نے اسکا بارہا تجربہ کیا اور ٹھیک پایا علامہ شامی لکھتے ہیں کہ میں نے بھی اسے آزمایا اور صحیح پایا ۱۲
سے بعض فقہا کے نزدیک ہر حالت میں داہنے ہاتھ کی پشت سے منھ بند کرنا چاہئے (درمختار) ۱۲
لله اس خاص دعا کے پڑھنے کو درمختار وغیرہ میں مسنون لکھا ہے مگر اس سے استحباب ہی معلوم ہوتا ہے سنت موکدہ کا مراد ہونا بالکل غیر ظاہر ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی خاص دعا پر مواظبت منقول نہیں اور صحابہ کو بھی آپ نے مختلف دعائیں تعلیم فرمائی تھیں جو منقول ہیں اللھم اھدنی امام حسن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے یہ خاص دعا یعنی اللھم انا نستعینک الخ پہلے قرآن مجید کی دو سورتیں تھیں ابن مسعود وغیرہ نے اسے اپنے مصحف میں لکھ دیا تھا مگر تلاوت اسکی منسوخ ہو گئی ہے ۱۲

وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا اور رسائل کے زیادہ لائق اہتمام ہونیکے سبب اسکے لئے علیحدہ عنوان قائم کیا گیا
جماعت ۔ کم سے کم دو آدمیوں کے ملکر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اسطرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو اور دوسرا متبوع اور تابع اپنی نماز کے صحت و فساد کو امام کی نماز پر محمول کردے بلا تشبیہ یوں سمجھنا چاہیے ۔ کہ جب کچھ لوگ کسی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور سب کا مطلب ایک ہوتا ہے تو کسی کو اپنی طرف سے وکیل کر دیتے ہیں اس وکیل کی گفتگو ان سب کی گفتگو سمجھی جاتی ہے اور اس کی ہار جیت سے موکلوں کی ہار جیت ہوتی ہے ہاں فرق اسقدر ہے کہ وہاں وکیل کو صرف اپنے موکلوں کا اظہار مقصود منظور ہوتا ہے اور یہاں اپنا مقصود اور مدعا بھی مد نظر رہتا ہے ۔

متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں ۔

امام کے سوا ایک آدمی کے شریک نماز ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت غلام ہو یا آزاد یا سمجھدار ہو یا نابالغ بچہ ۔ ہاں جمعے وغیرہ کی نماز مین کم سے کم امام کے سوا دو آدمیون کے بغیر جماعت نہیں ہوتی (بحر الرائق ۔ درمختار ۔ شامی وغیرہ)

جماعت کے ہونے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل بھی دو آدمی اسیطرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائیگی خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا مقتدی نفل پڑھتا ہو (شامی وغیرہ)

جماعت کی فضیلت اور تاکید

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کیجائیں تو ایک بہت کافی حجم کا رسالہ تیار ہو سکتا ہے ۔ اُن کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجے کی شرط ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اُس کو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ حالت مرض میں جب آپکو خود چلنے کی قوت نہ تھی دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد تشریف لیگئے اور جماعت سے نماز پڑھی ۔ تارک جماعت پر آپ کو سخت غصہ آتا تھا اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپکا جی چاہتا تھا بے شبہ شریعت محمدیہ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہیے تھا نماز جیسی عبادت کی شان بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اسکی تکمیل ہو وہ بھی اعلیٰ درجے پر پہونچا دیجائے ہم اس مقام پر پہلے اُس آیت کو لکھکر کہ جس سے بعض مفسرین و فقہا نے جماعت کو ثابت کیا ہے چند حدیثیں بیان کرتے ہیں ۔

قولہ تعالیٰ واركعوا مع الراكعين نماز پڑھو ساتھ نماز پڑھنے والوں کے ملکر یعنی جماعت سے (معالم التنزیل جلالین۔ خازن۔ ابو السعود۔ مدارک۔ تفسیر کبیر وغیرہ) اس آیت میں حکم صریح جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے مگر چونکہ رکوع کے معنی بعض مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہیں لہذا فرضیت ثابت نہ ہوگی۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن عمر رضی اللہ عنہ جماعت کی نماز میں تنہا نماز سے ستائیس درجے زیادہ ثواب روایت کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم وغیرہ)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ہمراہ اور بھی بہتر ہے اور جسقدر جماعت زیادہ ہو اسیقدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے (ابو داؤد وغیرہ)

(۳) انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ بنی سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی مکانات سے (چونکہ وہ مسجد نبوی سے دور تھے) اٹھکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر قیام کریں تب انسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اپنے قدموں میں جو زمین پر پڑتے ہیں ثواب نہیں سمجھتے (صحیح بخاری) معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چلکر مسجد میں آئیگا اسی قدر اسکو زیادہ ثواب ملے گا۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا وقت نماز کے انتظار میں گذرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عشا کے وقت میں ان اصحاب سے جو جماعت میں شریک تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھکے سو رہے اور تمہارا وہ وقت جو انتظار میں گذرا سب نماز میں محسوب ہوا (صحیح بخاری)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بشارت دو اُن لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کیلیے مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت میں انکے لیے پوری روشنی ہوگی (ترمذی)

(۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عشا کی نماز جماعت سے پڑھ لے اسکو نصف شب کی عبادت کا ثواب ملیگا اور جو شخص اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھیگا اسے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملیگا۔ (ترمذی)

(۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ ایک روز آپنے فرمایا کہ بیشک

ع توریت میں لکھا ہے کہ امت محمدیہ کی جماعت میں جتنے آدمی زیادہ ہونگے اسیقدر ہر شخص کو ثواب ملیگا یعنی ہزار آدمی ہونگے تو ہر شخص کو ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا (بحر الرائق)

میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں انلوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور انکے گھروں کو جلادوں۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہوتا تو میں عشا کی نماز میں مشغول ہوتا اور خادمونکو حکم دیتا کہ انکے گھروں کے مال واسباب کو مع اسکے جلادیں (مسلم)

عشا کی تخصیص اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اسوقت گھروں میں ہوتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تارک جماعت کی سزا آگ میں جلانا ہے اور یہ سخت سزا شریعت میں نہیں آئی مگر ترک جماعت اور غلیت میں خیانت کی (اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ) امام ترمذی اس حدیث کو لکھکر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون ابن مسعود اور ابوالدرداء اور ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ سب لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز اصحاب میں ہیں۔

(۹) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی آبادی یا جنگل میں تین مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو بیشک اُنپر شیطان غالب ہو جائیگا پس اے ابوالدرداء جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھ لو دیکھو بھیڑیا (شیطان) اسی بکری (آدمی) کو کھاتا (بہکاتا) ہے جو اپنے گلے (جماعت) سے الگ ہو گئی ہو۔ (ابو داؤد)

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جو شخص اذان سنکر جماعت میں نہ آئے اور اُسے کوئی عذر بھی نہو تو اسکی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہے قبول نہوگی۔ صحابہ نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ خوف یا مرض۔ (ابوداؤد) اس حدیث میں خوف یا مرض کی تفصیل نہیں کی گئی بعض احادیث میں کچھ تفصیل بھی ہے۔

(۱۱) حضرت محجن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اتنے میں اذان ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ نماز پڑھنے لگے اور میں اپنی جگہ پر جاکے بیٹھ گیا حضرت نے نماز سے فارغ ہوکر فرمایا اے محجن تمنے جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی کیا تم مسلمان نہیں ہو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں مسلمان تو ہوں مگر میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسجد میں آؤ اور

دیکھو کہ جماعت ہورہی ہے تو لوگوں کے ساتھ ملکر نماز پڑھ لیا کرو اگرچہ پڑھ چکے ہو (موطا امام مالک نسائی) ذرا اس حدیث کو غور سے دیکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برگزیدہ صحابہ محجن رضی اللہ عنہ کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات کہی کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو۔

(۱۲) یزید بن اسود رضی اللہ عنہما اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک حج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمرکاب تھے ایکدن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے سلام پھیر کر دیکھا کہ دو شخص پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور انھوں نے جماعت سے نماز نہیں پڑھی پس آپ نے حکم دیا کہ انکو میرے سامنے حاضر کرو تو وہ لائے گئے اس حالت میں کہ انکے بدن میں لرزہ پڑا ہوا تھا حضرت نے فرمایا کہ تمنے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی وہ دونوں عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ ہم اپنے گھروں میں پڑھ چکے تھے آپ نے فرمایا کہ اب ایسا نہ کرنا جب مسجد میں جماعت ہو تو تم بھی پڑھ لیا کرو اگرچہ گھر میں پڑھ چکے ہو تو دوسری نماز تمہاری نفل ہو جائیگی۔ ترمذی اس حدیث کو لکھکر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون محجن اور یزید بن عامر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ (جامع ترمذی)

ذرا اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت کو دیکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر حج میں جب ایک مشہور مجمع ہوگا دو صحابیوں سے یہ فعل صادر کرا دیا کہ جماعت کی سخت تاکید سے تمام لوگ مطلع ہو جائیں اور کسیکو ترک جماعت کی جرأت نہو۔ چند حدیثیں نمونہ کے طور پر ذکر ہو چکیں اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سنیے کہ انھیں جماعت کا کسقدر اہتمام مدنظر تھا اور ترک جماعت کو وہ کیسا سمجھتے تھے اور کیوں نہ سمجھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور انکی مرضی کا ان سے زیادہ کسکو خیال ہو سکتا ہے۔

(۱) اسود کہتے ہیں کہ ایکدن ہم حضرت ام المومنین عائشہ رضی عنہما کی خدمت میں حاضر تھے کہ نماز کی پابندی اور اسکی فضیلت و تاکید کا ذکر نکلا پس حضرت عائشہ رضی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایکدن نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپنے فرمایا کہ ابوبکر رضی سے کہو نماز پڑھا دیں۔ عرض کیا کہ ابوبکر ایک نہایت رقیق القلب آدمی ہیں جب آپکی جگہ پر کھڑے ہونگے تو بے طاقت ہو جائینگے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے آپنے پھر وہی فرمایا پھر وہی جواب دیا گیا تب آپنے فرمایا کہ تم تو ویسی باتیں کرتی ہو جیسے یوسف سے مصر کی عورتیں کرتی تھیں ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھا دیں خیر حضرت ابوبکر نماز پڑھانے کو نکلے اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض میں کچھ خفیف معلوم ہوئی تو آپ دو

آدمیوں کے سہارے سے نکلے میری آنکھوں میں ابتک وہ حالت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے یعنی اتنی قوت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیر اٹھا سکیں وہاں حضرت ابو بکر نماز شروع کر چکے تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور انھیں سے نماز پڑھوائی۔ (صحیح بخاری)

(۲) ایکدن حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا تو انکے گھر گئے اور انکی ماں سے پوچھا کہ آج میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا انھوں نے کہا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے ہیں اسوجہ سے اسوقت انکو نیند آگئی۔ تب حضرت فاروق نے فرمایا کہ مجھے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اسکے کہ تمام شب عبادت کروں (موطا امام مالک) شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صبح کی نماز باجماعت پڑھنے میں تہجد سے زیادہ ثواب ہے اسلیے علما نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نماز فجر میں مخل ہو تو ترک اولی ہے (اشعۃ اللمعات)

(۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک ہمنے آزمالیا اپنے کو اور صحابہ کو کہ ترک جماعت نہیں کرتا مگر وہ منافق جسکا نفاق کھلا ہوا ہو یا بیمار مگر بیمار بھی تو دو آدمیوں کا سہارا دیکر جماعت کیلیے حاضر ہوتے تھے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کی راہیں بتلائیں اور منجملہ انکے نماز ہے ان مسجدوں میں جہاں اذان ہوتی ہو یعنی جماعت ہوتی ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا جسے خواہش ہو کہ کل (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے مسلمان جائے اسے چاہیے کہ پنجوقتی نمازوں کی پابندی کرے ان مقامات میں جہاں اذان ہوتی ہو (یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو) بیشک اللہ تعالی نے تمہارے نبی کیلیے ہدایت کے طریقے نکالے ہیں اور یہ نماز بھی انھیں طریقوں سے ہے اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کروگے جیسے یہ منافق پڑھ لیتے ہیں تو بیشک تم سے چھوٹ جائیگی تمہارے نبی کی سنت اور اگر تم چھوڑ دوگے اپنے پیغمبر کی سنت کو تو بے شبہہ گمراہ ہو جاؤگے اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کرکے نماز کیلیے مسجد نہیں جاتا مگر یہ کہ اسکے ہر قدم پر ایک ثواب ملتا ہے اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ اور ہمنے دیکھ لیا کہ جماعت سے الگ نہیں رہتا مگر منافق۔ ہم لوگوں کیحالت تو یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دو آدمیوں پر تکیہ لگاکر جماعت کیلیے جاتے تھے اور صف میں کھڑے کر دیے جاتے تھے۔ (مشکوۃ)

(۴) ایک مرتبہ ایک شخص مسجد سے بعد اذان کے بے نماز پڑھے ہوئے چلا گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سنے فرمایا کہ اس شخص نے ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور انکے مقدس حکم کو نہ مانا۔ (مسلم)
دیکھو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تارک جماعت کو کیا کہا کیا کسی مسلمان کو اب بھی بے عذر ترک جماعت کی جرأت ہو سکتی ہے۔ کیا کسی یا مدار کو حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی گوارا ہو سکتی ہے۔

(۵) حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی بی بی بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ابو الدرداء میرے پاس اس حال میں آئے کہ نہایت غضبناک تھے میں نے پوچھا کہ اسوقت آپکو کیوں غصہ آیا کہنے لگے اللہ کی قسم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اب کوئی بات نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں یعنی اب اسکو بھی چھوڑنے لگے۔ (صحیح بخاری) یہ وہی ابو الدرداء ہیں جنکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر جماعت کی تاکید کی تھی پھر انکو اسقدر غصہ کیوں نہ آتا انسے ایک حدیث نماز کی تاکید میں بھی بہت پیارے الفاظ سے منقول ہے جسے ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اصحاب سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا جو کوئی اذان سنکر جماعت میں نجائے اسکی نماز ہی نہ ہوگی۔ یہ لکھکر امام ترمذی لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حکم تاکیدی ہے مقصود یہ ہے کہ بے عذر ترک جماعت جائز نہیں۔ (جامع ترمذی)

(۷) مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور رات بھر نمازیں پڑھتا ہو مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہوتا ہو اسے آپ کیا کہتے ہیں فرمایا کہ وہ دوزخ میں جائیگا (ترمذی) امام ترمذی اس حدیث کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ جماعت کا مرتبہ کم سمجھکر ترک کرے تب یہ حکم کیا جائیگا لیکن اگر دوزخ میں جانے سے مراد تھوڑے دن کے لیے جانا لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔

(۸) سلف صالحین کا یہ دستور تھا کہ جسکی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اسکی ماتم پرسی کرتے۔ (احیاء العلوم) صحابہ کے اقوال بھی تھوڑے سے بیان ہو چکے جو درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں۔ اب ذرا علمائے امت اور مجتہدین ملت کو دیکھیے کہ انکا جماعت کیطرف کیا خیال ہے اور ان احادیث کا مطلب انھوں نے کیا سمجھا ہے۔

(۱) ظاہریہ اور امام احمد کے بعض مقلدین کا مذہب ہے کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے بغیر اسکے نماز نہیں ہوتی۔

(۲) امام احمد کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے اگرچہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط نہیں امام شافعی کے بعض مقلدین کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۳) امام شافعی کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے۔ امام طحاوی جو حنفیہ میں ایک بڑے درجے کے فقیہ اور محدث ہیں انکا بھی یہی مذہب ہے۔

(۴) اکثر محققین حنفیہ کے نزدیک جماعت واجب ہے محقق ابن ہمام اور حلبی اور صاحب بحر الرائق وغیرہم اسیطرف ہیں

(۵) اکثر حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت موکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں۔ درحقیقت حنفیہ کے ان دونوں قولوں میں کچھ مخالفت نہیں۔ جیسا کہ ہم آگے بیان کرینگے۔

ہمارے فقہا لکھتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں لوگ جماعت چھوڑ دیں اور کہنے سے بھی نہ مانیں تو اُنسے لڑنا حلال ہے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

قنیہ وغیرہ میں ہے کہ بے عذر تارک جماعت کو سزا دینا امام وقت پر واجب ہے اور اسکے پڑوسی اگر اسکے اس فعل قبیح پر کچھ نہ بولیں تو گنہگار ہوں گے (بحر الرائق وغیرہ)

اگر مسجد جانے کے لیے اقامت سننے کا انتظار کرے تو گنہگار ہوگا۔ (بحر الرائق وغیرہ) یہ اسلیے کہ اگر اقامت سنکر چلا کریں گے تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چلے جانے کا خوف ہے

امام محمد سے مروی ہے کہ جمعہ اور جماعت کے لیے تیز قدم جانا درست ہے بشرطیکہ زیادہ تکلیف نہ ہو۔

تارک جماعت ضرور گنہگار ہے اور اسکی گواہی قبول نہ کی جائے بشرطیکہ اُس نے بے عذر صرف سہل انگاری سے جماعت چھوڑی (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی شخص دینی مسائل کے پڑھنے پڑھانے میں دن رات مشغول رہتا ہو اور جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو تو معذور نہ سمجھا جائیگا اور اسکی گواہی مقبول نہ ہوگی (بحر الرائق وغیرہ)

جماعت کی حکمتیں اور فائدے

علما نے بہت کچھ بیان کیے ہیں مگر جہانتک میری قاصر نظر پہونچی ہے شیخ ولی اللہ محدث دہلوی سے بہتر جامع اور لطیف تقریر کسی کی نہیں۔ اگرچہ زیادہ لطف یہی تھا کہ انھیں کی پاکیزہ عبارت سے وہ مضامین سنے جائیں مگر میں خلاصہ اسکا یہاں درج کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔

(۱) کوئی چیز اس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی عبادت رسم عام کر دیجائے یہانتک کہ وہ عبادت ایک ضروری عادت ہو جائے کہ اسکا چھوڑنا ترک عادت کی طرح ناممکن ہو جائے اور کوئی عبادت نماز سے زیادہ شاندار نہیں کہ اسکے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے۔

(۲) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جاہل بھی عالم بھی لہذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اُس عبادت کو ادا کریں کہ اگر کسی سے کچھ غلطی ہو جائے تو دوسرا اُسے تعلیم کر دے گویا اللہ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اسے دیکھتے ہیں جو خرابی اسمیں ہوتی ہے بتلادیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں پس یہ ایک ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہوگا

(۳) جو لوگ بے نمازی ہونگے انکا بھی اس سے حال کھلجائیگا اور انکے وعظ و نصیحت کا موقع ملیگا۔

(۴) چند مسلمانوں کا ملکر اللہ کی عبادت کرنا اور اُس سے دعا مانگنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کے لیے۔

(۵) اس امت سے اللہ کا یہ مقصود ہے کہ اسکا کلمہ بلند اور کلمۂ کفر پست ہو اور زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص مسافر اور مقیم چھوٹے بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کیلیے جمع ہوا کریں اور شان و شوکت اسلام کی ظاہر کریں انھیں سب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کیطرف مصروف ہوگئی اور اسکی ترغیب دیگئی اور اسکے چھوڑنے کی سخت ممانعت کی گئی۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

(۶) جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایکدوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہیگی اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکے گا جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جسکی تاکید و فضیلت جابجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم میں بیان فرمائی گئی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ افسوس ہمارے زمانہ میں ترک جماعت کی ایک عام عادت ہوگئی ہے۔ جاہلوں کا کیا ذکر ہم علما کو اس بلا میں مبتلا دیکھ رہے ہیں۔ افسوس یہ لوگ حدیثیں پڑھتے ہیں اور انکے معانی سمجھتے ہیں مگر جماعت کی سخت تاکیدیں انکے تبحر سے زیادہ ثبت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں۔ قیامت میں جب قاضی روز جزا کے سامنے سب سے پہلے نماز کی مقدمات پیش ہونگے اور اسکے نہ ادا کرنے والے یا ادا میں کمی کرنیوالوں سے بازپرس شروع ہوگی یہ لوگ

کیا جواب دیں گے۔

جماعت کے واجب ہونیکی شرطیں

(۱) اسلام۔ کافر پر جماعت واجب نہیں۔

(۲) مرد ہونا۔ عورتوں پر جماعت واجب نہیں۔ (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

(۳) بالغ ہونا۔ نابالغ بچوں پر جماعت واجب نہیں۔ (بحر الرائق وغیرہ)

(۴) عاقل ہونا۔ مست، بیہوش، دیوانے پر جماعت واجب نہیں۔

(۵) آزاد ہونا۔ غلام پر جماعت واجب نہیں۔ (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

(۶) تمام عذروں سے خالی ہونا۔ اُن عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں مگر ادا کرے تو بہتر ہے نہ ادا کرنے میں ثواب جماعت سے محروم رہیگا۔ (شامی)

ترک جماعت کے عذر پندرہ ہیں۔

۱ نماز کے صحیح ہونے کی کسی شرط کا مثل طہارت یا ستر عورت وغیرہ کے نہ پایا جانا۔

۲ پانی بہت زور سے برستا ہو۔ ایسی حالت میں امام محمدؒ نے مؤطا میں لکھا ہے اگرچہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہو کہ جماعت سے جاکر نماز پڑھے۔

۳ مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ ہو۔ امام ابو یوسف نے امام صاحب سے پوچھا کہ کیچڑ وغیرہ کیحالت میں جماعت کیلیے آپ کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ جماعت کا چھوڑنا مجھے پسند نہیں۔

۴ سردی سخت ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہوجانے یا بڑھجانے کا خوف ہو۔ ۵ مسجد جانے میں مال و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔

۶ مسجد جانے میں کسی دشمن کے ملجانے کا خوف ہو۔

۷ مسجد جانے میں کسی قرضخواہ کے ملنے کا اور اُس سے تکلیف پہونچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اسکے قرض کے ادا کرنے پر قادر نہو اور اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائیگا اور اسکو ترک جماعت کی اجازت نہو گی (شامی)

۸ اندھیری رات ہو کہ راستہ نہ دکھلائی دیتا ہو۔ ایسی حالت میں یہ ضروری نہیں کہ لالٹین وغیرہ ساتھ لیکر جائے۔

۹ رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔

۱۰ کسی مریض کی تیمارداری کرنا ہو کہ اسکے جماعت میں چلے جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو

کھانا تیار ہو یا تیاری کے قریب اور بھوک لگی ہو ایسی کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔

پیشاب یا پاخانہ معلوم ہوتا ہو۔

سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائیگی اور قافلہ نکل جائیگا (شامی) ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ وہاں ایک قافلے کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں میں ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن میں کئی بار جاتی ہے اگر ایک وقت کی ریل نہ ملی تو دوسرے وقت جا سکتا ہے ہاں اگر کوئی ایسا ہی سخت حرج ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں ہماری شریعت سے حرج اٹھا دیا گیا ہے۔

فقہ وغیرہ کے پڑھنے پڑھانے میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ بالکل فرصت نہ ملتی ہو بشرطیکہ کبھی کبھی بلا قصد جماعت ترک ہو جائے۔

کوئی ایسی بیماری ہو جسکی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو اگرچہ اسکو مسجد تک کوئی پہونچا دینے والا مل سکے۔ یا لنجا ہو یا کوئی پیر کٹا ہوا ہو۔ (بحر الرائق۔ رد المحتار وغیرہ)

جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتدا کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں۔ نیت کا بیان بہ تفصیل اوپر ہو چکا ہے۔

(۲) امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقۃً متحد ہوں جیسے دونوں ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جاے اور امام پل کے اُس پار ہو اور کچھ مقتدی پل کے اس پار مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اُس صورت میں اگرچہ امام کے اور اُن مقتدیوں کے درمیان میں جو پل کے اُس پار ہیں دریا حائل ہے اور اسوجہ سے دونوں کا مکان حقیقۃً متحد نہیں مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوئی ہیں اس لئے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائیگا اور اقتدا صحیح ہو جائیگی۔

اگر مقتدی کسی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر تو درست ہے اسلئے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ دونوں مقام حکماً متحد سمجھے جائیں گے۔ اسی طرح اگر کسی گھر کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائیگی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتدا کرنا جو

مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے درست ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)
اگر مسجد[عہ] بہت بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر[عہ] بہت بڑا یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں[عہ] ہو سکیں تو یہ دونوں مقام یعنی جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہو گی (در مختار وغیرہ)
اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان میں کوئی نہر ہو جس میں ناؤ وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا حوض ہو جسکی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام رہگذر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں صفیں نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہو گی (در مختار وغیرہ)
اسی طرح اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسا رہگزر واقع ہو جائے تو اس صف کی اقتدا درست نہ ہو گی جو ان چیزوں کے اس پار ہے (رد المحتار وغیرہ)
پیادے کی اقتدا سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں اس لئے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار ہوں تو درست ہے (رد المحتار وغیرہ)
(۳) مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغائر نہ ہونا اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغائر ہو گی تو اقتدا درست نہ ہو گی (مراقی الفلاح۔ در مختار وغیرہ) مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کی ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کی ظہر کی۔ ہاں اگر دونوں کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے (شامی)
اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدا صحیح ہے اس لئے کہ یہ دونوں نمازیں مغائر نہیں مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتدا نہ ہو گی اس لئے کہ دونوں نمازیں مغائر ہیں (در مختار وغیرہ)
(۴) امام کی نماز کا صحیح ہونا اگر امام کی نماز فاسد ہو گی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائیگی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد ختم ہونے کے مثل اس کے کہ امام کے کپڑوں میں نجاست غلیظہ ایک درم سے زیادہ تھی اور بعد نماز ختم ہونے کے یا اثنائے نماز میں معلوم ہوئی یا امام کو وضو نہ تھا اور بعد

عہ ایک بہت بڑی مسجد کی مثال میں فقہا نے شہر خوارزم کی جامع مسجد قدیم کو لکھا ہے جسکے ایک ربع میں چار ہزار ستون تھے ۱۲ (شامی)
عہ بہت بڑا گھر وہ ہے جس کا طول چالیس گز ہو ۱۲ (شامی) گز ۲۴۔۲۴ انگل کا۔
عہ امام صاحب اور امام محمد کے نزدیک صف کم سے کم تین آدمیوں سے ہوتی ہے ۱۲ (در مختار وغیرہ)

نماز کے یا اثنائے نماز میں اس کو خیال آیا (در مختار وغیرہ)

امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے تمام مقتدیوں کو حتی الامکان اسکی اطلاع کردے تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کرلیں خواہ آدمی کے ذریعے سے اطلاع کیجائے یا خط کے ذریعہ سے (در مختار ۔ رد المحتار وغیرہ)

ف اگر امام اور مقتدی کا مذہب ایک نہ ہو مثلاً امام شافعی یا مالکی مذہب ہو اور مقتدی حنفی تو اس صورت میں امام کی نماز کا صرف امام کے مذہب کے موافق صحیح ہوجانا کافی ہے خواہ مقتدی کے مذہب کے موافق بھی صحیح ہو یا نہ ہو ہر حال میں بلا کراہت اقتدا درست ہے[ع۵]

ع۵ اس مسئلہ میں علماء مذہب اربعہ مختلف ہیں اکثر علما نے خاص اسی مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں ۔ اس اختلاف کا رجوع چند اقوال کی طرف ہوتا ہے (۱) جواز اقتدا مطلقاً خواہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے یا نہ کرے (۲) جواز اقتدا بشرطیکہ مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ امام کی نماز مقتدی کے مذہب کے موافق نہیں ہوئی اگرچہ واقع میں ایسا ہی ہو (۳) جواز اقتدا بشرطیکہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے (۴) عدم جواز اقتدا خواہ امام مذہب مقتدی کی رعایت کرے یا نہ کرے (۵) جواز اقتدا مع کراہت تنزیہیہ ۔ ان سب اقوال میں پہلا قول نہایت تحقیق اور انصاف پر مبنی ہے شیخ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی اپنے رسالہ انصاف میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم میں مختلف مذہب کے لوگ تھے بعضے بسم اللہ نماز میں پڑھتے تھے بعض نہیں بعض بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے بعض آہستہ آواز سے بعض نماز فجر میں قنوت کرتے تھے بعض نہیں بعض فصد وغیرہ اور قے وغیرہ سے وضو کرتے تھے بعض نہیں بعض خاص حصے کے چھونے سے وضو کرتے تھے بعض نہیں بعض آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے بعض نہیں باوجود اس اختلاف کے پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے امام ابو حنیفہؒ اور اُن کے شاگرد اور امام شافعی وغیرہ ائمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو مالکی مذہب کے تھے ہارون رشید نے پچھنے لگوانے کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائی اور امام ابو یوسف نے اُن کے پیچھے نماز پڑھ لی اور اعادہ نہیں کیا امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر امام کے بدن سے خون نکلا ہو اور بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائے تو آپ اُسکے پیچھے نماز پڑھیں گے یا نہیں کہنے لگے کیا میں امام مالک اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز نہ پڑھونگا ایقاظ النیام میں اس مسئلے کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اسی قول کو مختار و محقق لکھا ہے اور اسی کے موافق محققین مذاہب اربعہ سے تصریحات صریحہ نقل کی ہیں بعض علماء نے مثل صاحب بحر الرائق و در مختار و رد المحتار و ملا علی قاری وغیرہم کے اور اسی طرح بعض علمائے شافعیہ نے بھی تیسرے قول کو اختیار کیا ہے مگر وہ صحیح نہیں گویا ان لوگوں کے نزدیک حق کا انحصار ایک ہی مذہب میں ہوگیا ہے درحقیقت یہ قول بالکل بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے اگر اس قول پر عمل کیا جائے تو اسمیں سخت افتراق پڑ جائیگا اور بڑی مشکل پیش آ جائیگی ۱۲

مثلاً اس امام کے کپڑوں میں ایک درم سے زیادہ منی لگی ہوئی ہو یا منھ بھرتے یا خون نکلنے کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھاوے یا وضو میں صرف دو تین بال کے مسح پر اکتفا کرے ان سب صورتوں میں چونکہ امام کی نماز اُس کے مذہب کے موافق صحیح ہو جاتی ہے لہذا مقتدی کی نماز بھی صحیح ہو جائیگی۔ ہاں اگر امام کی نماز اس کے مذہب کے موافق صحیح نہ ہو تو مقتدی کی نماز بھی درست[عـــہ] نہ ہوگی اگرچہ مقتدی کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ خرابی نہ آئی ہو مثلاً امام شافعی مذہب ہو اور اُس نے اپنے خاص حصے کو چھوا ہو اور اس کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائے یا وضو میں اُس نے نیت نہ کی ہو یا نماز میں سورۂ فاتحہ کے شروع پر بسم اللہ نہ پڑھی ہو تو حنفی مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح نہ ہوگی اگرچہ اس کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ خلل نہیں ہوا۔

یہی حکم غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا ہے یعنی مقلد کی نماز اُن کے پیچھے بلا کراہت درست[عـــہ] ہے خواہ وہ مقتدی کے مذہب کی رعایت کریں یا نہ کریں۔

(۵) مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے۔ اگر مقتدی امام کے آگے کھڑا ہو تو اسکی اقتدا درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اُسوقت سمجھا جائیگا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جاوے۔ اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا

عـــہ جن لوگوں نے مخالف مذہب کے پیچھے نماز صحیح ہونے کے لئے مذہب مقتدی کی رعایت شرط کی ہے اُن کے نزدیک اس صورت میں مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ ان صورتوں میں مقتدی کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ خرابی نہیں ہوئی اور مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لئے اُن کے نزدیک اسی قدر کافی ہے مگر بحر العلوم نے رسائل ارکان میں لکھا ہے کہ ایسی صورت میں میرے نزدیک مقتدی کو بھی اپنی نماز کا اعادہ کر لینا چاہئے اس لئے کہ جب امام کی نماز نہیں ہوتی تو مقتدی کی نماز جو اس پر موقوف تھی بدرجۂ اولےٰ نہ ہوگی اگرچہ فقہا ایسی حالت میں مقتدی کی نماز کی صحت کا فتویٰ دے چکے ہیں ۱۲

عـــہ ہمارے زمانے کے بعض متعصب مقلدین غیر مقلدین کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے یہاں تک کہ اگر کسی امام کو بلند آواز سے آمین کہتے ہوئے سنا یا سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے دیکھا تو اپنی نماز کا اعادہ کر لیتے ہیں میری ناقص فہم میں یہ تعصب نہایت بُرا ہے اور غالباً کوئی عقلمند جو شریعت کے مقاصد سے واقف ہے اس فعل قبیح کو جس سے امت میں افتراق پیدا ہو جائز نہ رکھیگا ہاں اگر کوئی غیر مقلد ہمارے امام صاحب کو بُرا کہتا ہو تو وہ ایک مسلمان کی غیبت کرنے سے فاسق ہو جائیگا اس صورت میں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی مگر جائز پھر بھی رہے گی۔ یہ دوسری بات ہے کہ ایسے کم علموں پر تقلید واجب ہے ۱۲

انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائیگا اور اقتدا درست ہو جائیگی (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

(۶) مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع قومے سجدوں اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھکر یا اس کی یا کسی مکبر عہ کی آواز سنکر یا کسی مقتدی کو دیکھکر۔ اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتدا صحیح نہ ہوگی اور اگر کوئی حائل مثل پردے یا دیوار وغیرہ کے ہو مگر امام کے اکثر انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتدا درست ہے (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

(۷) مقتدی کو امام کے انتقال کا معلوم کرنا کہ وہ مسافر ہے یا مقیم خواہ نماز سے پہلے معلوم ہو جائے یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد فوراً یہ اس وقت جب امام چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھکر ختم کر دے اور شہر یا گاؤں کے اندر ہو۔ اگر شہر یا گاؤں سے باہر ہو تو پھر مقتدی کو امام کے حال کا جاننا شرط نہیں۔ اس لئے کہ ایسی حالت میں ظاہر یہ ہے کہ وہ مسافر ہوگا اور چار رکعت کو دو رکعت اُس نے قصر کر کے پڑھا ہوگا نہ سہو کے سبب سے۔ اسی طرح اگر نماز چار رکعت والی نہ ہو یا پوری رکعتیں پڑھے (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

یہ شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر امام چار رکعت نماز کو دو رکعت پر ختم کر دے اور مقتدی کو اُس کے مقیم یا مسافر ہونے کا علم نہ ہو تو اُسے سخت تردد ہوگا کہ امام نے دو رکعت سہو کے سبب سے پڑھی ہیں یا مسافر ہے اور قصر کیا ہے اور یہ تردد طرح طرح کی خرابیاں پیدا کرے گا۔

(۸) مقتدی کو تمام ارکان میں سوا قرارت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اُس کے بعد یا اُس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے اخیر تک امام اُس کا شریک ہو جائے۔ پہلی صورت کی مثال۔ امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال۔ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اُس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔ تیسری صورت کی مثال۔ امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اسے مل جائے۔ (ردالمحتار)

اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتدا امام سے پہلے کی جائے اور آخر تک امام اُس میں شریک نہ ہو۔ مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے

عہ جب جماعت زیادہ ہو جاتی ہے اور اس امر کا خیال ہوتا ہے کہ پچھلی صفوں کا امام کے انتقالات کا علم نہ ہوگا تو کچھ لوگوں کو مقتدیوں میں حکم دیا جاتا ہے کہ وہ تکبیر چلا کر کہیں اس بات کا بیان آگے ہوگا ۱۲

ان دونوں صورتوں میں اقتدا درست نہ ہوگی۔

(۹) مقتدی کا امام سے کم یا برابر ہونا زیادہ نہ ہونا **مثال** (۱) قیام کرنے والے کی اقتدا قیام سے عاجز کے پیچھے درست ہے عـہ (۲) تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا۔ وضو اور غسل کرنے والے کی اقتدا درست ہے عـہ۔ اس لئے کہ تیمم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں (۳) مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونے والے کی اقتدا درست ہے اس لئے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک درجے کی طہارت ہیں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں (۴) معذور سـہ کی اقتدا معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک ہی للعـہ عذر میں مبتلا ہوں مثلاً دونوں کو سلسل البول ہو یا دونوں کو خروج ریح کا مرض ہو (۵) امی صـہ کی اقتدا امی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو (۶) عورت یا نابالغ کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے (۷) عورت کی اقتدا عورت یا

عـہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر نماز جو صحابہ کو پڑھائی تھی اس میں آپ بیٹھے ہوئے تھے اور صحابہ کھڑے ہوئے تھے اس سے معلوم ہوا کہ حالت عذر میں قیام نہ کرنا قیام سے کم نہیں بلکہ برابر ہے اور قیام کرنے والوں کی اقتدا ایسے شخص کے پیچھے درست ہے ۱۲

عـہ امام محمد کے نزدیک اس صورت میں اقتدا درست نہیں ان کے نزدیک غسل اور وضو کی طہارت تیمم سے قوی ہے۔ ہاں جنازے کی نماز میں ان کے نزدیک بھی درست ہے۔ (بحر الرائق) ۱۲

سـہ معذور سے وہی اصطلاحی معنی مراد ہیں جس کی تشریح جلد اول کے صفحہ (۸۶) کے سطر (۱۲) میں ہو چکی ہے ۱۲

للعـہ صاحب بحر الرائق وغیرہ کے نزدیک دو عذروں کے ایک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ دونوں کا اثر ایک ہو ان کے نزدیک سلس البول اور زخم کا بہنا یا نکسیر کا جاری رہنا ایک عذر ہے اس لئے کہ دونوں کا اثر ایک ہے دونوں میں نجاست حکمیہ یعنی حدث اصغر بھی ہوتا ہے اور نجاست حقیقیہ بھی ہوتی ہے ہاں خروج ریح اور سلس البول ان کے نزدیک بھی دو عذر ہیں کیونکہ خروج ریح میں صرف نجاست حکمیہ ہوتی ہے اور سلس البول میں دونوں۔ صاحب درمختار نے بھی اسی مطلب کو اختیار کیا ہے مگر اور کتابوں میں اس کے خلاف ہے ان کے نزدیک عذر کے ایک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جو عذر ایک کو ہو وہی دوسرے کو ہو اس مطلب کے موافق سلس البول اور زخم کا بہنا دو عذر ہوں گے نہر الفائق اور کبیری وغیرہ نے اسی مطلب کو اختیار کیا ہے حلیہ میں اسی کو امام صاحب کا مذہب لکھا ہے علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں اسی مطلب کو احسن لکھا ہے اور صاحب درمختار پر اعتراض کیا ہے کہ باوجودیکہ وہ اکثر نہر الفائق کی اتباع کیا کرتے ہیں یہاں کیوں اس کو چھوڑ کر بحر الرائق کی تقلید کر لی ۱۲

صـہ امی وہ جاہل ہے جسے قرآن مجید کی ایک آیت بھی یاد نہ ہو قاری جو ایسا نہ ہو ۱۲

مخنث کے پیچھے درست ہے (۸) نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتدا نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے (۹) نفل پڑھنے والے کی اقتدا واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہو جائے (۱۰) نفل پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ (۱۱) قسم کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے اس لئے کہ قسم کی نماز بھی نفل ہے (۱۲) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اسی چیز کی نذر کی جس کی فلاں شخص نے نذر کی ہے۔ **حاصل** یہ کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتدا درست ہو جائیگی

اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے اور اقتدا درست نہیں۔

(۱) بالغ کی اقتدا خواہ مرد ہو یا عورت نابالغ کے پیچھے۔

(۲) مرد کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے یا مخنث کے پیچھے۔

(۳) مخنث کی مخنث کے پیچھے۔

(۴) جس عورت کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو[ع] اسکی اقتدا اسی قسم کی عورت کے پیچھے۔ ان دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام سے زیادہ ہونا ظاہر نہیں ہوتا اس لئے یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ جب مقتدی امام سے زیادہ نہیں بلکہ اس کی برابر ہے تو اقتدا کیوں درست نہ ہوگی مگر اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی صورت میں جو مخنث امام ہے شاید عورت ہو اور جو مخنث مقتدی ہے شاید مرد ہو اس لئے کہ مخنث میں دونوں احتمال ہوتے ہیں پس مقتدی کے امام سے بڑھ جانیکا خوف ہے اسی طرح دوسری صورت میں جو عورت امام ہے شاید یہ زمانہ اُس کے حیض کا ہو اور جو مقتدی ہے اس کی طہارت کا پس اس صورت میں بھی مقتدی کے امام سے بڑھ جانے کا خوف ہے (۵) مخنث کی عورت کے پیچھے اس خیال سے کہ شاید وہ مخنث مرد ہو (۶) ہوش و حواس والے کی اقتدا مجنون مست بے ہوش بے عقل کے پیچھے (۷) طاہر کی اقتدا طہارت سے معذور کے پیچھے مثل اُس شخص کے جس کو سلس البول وغیرہ کی شکایت ہو (۸) ایک عذر والے کی اقتدا دو عذر والے کے پیچھے مثلاً کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو وہ ایسے شخص کی اقتدا کرے جسکو خروج ریح

[ع] حیض کا زمانہ یاد نہ ہونے کی صورت اور اس کا حکم بہت تفصیل سے جلد اول کے صفحہ (۱۳۸) میں بیان ہو چکا ہے ۱۲

اور سلس البول و بیمار ہیں ہوتی (۹) ایک عذر والے کی اقتدا دوسرے عذر والے کے پیچھے مثلاً سلس البول[عـ] والا ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو (۱۰) قاری کی اقتدا امی کے پیچھے (۱۱) امی کی اقتدا امی کے پیچھے جبکہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو۔ اس صورت میں امام کی نماز فاسد ہو جائیگی اس لئے کہ ممکن تھا کہ وہ اس قاری کو امام کر دیتا اور اس کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہو جاتی اور جب امام کی نماز فاسد ہو گئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائیگی۔ جن میں وہ امی بھی ہے (۱۲) امی کی اقتدا گونگے کے پیچھے اس لئے کہ امی اگرچہ بالفعل قرأت نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے گونگے میں تو یہ بھی نہیں (۱۳) جس شخص کا جسم عورت چھپا ہوا ہو اس کی اقتدا برہنہ کے پیچھے (۱۴) رکوع سجود کرنے والے کی اقتدا ان دونوں سے عاجز کے پیچھے۔ اگر کوئی شخص صرف سجدہ سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتدا درست نہیں (۱۵) فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے (۱۶) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے (۱۷) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں آج چار رکعت پڑھوں گا اور کسی نے نذر کی تو وہ نذر کرنے والا اگر اس کے پیچھے نماز پڑھے تو درست نہ ہوگی اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے اور قسم کی نفل قسم کی نماز میں اختیار ہے چاہے نماز پڑھ کے اپنی قسم پوری کرے یا کفارہ دیدے نماز نہ پڑھے (۱۸) جس شخص سے صاف حروف نہ ادا ہو سکتے ہوں مثلاً سین کو ثے یا رے کو غین پڑھتا ہو یا اور کسی حرف میں ایسا ہی تبدل تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہاں اگر پوری قرأت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتدا صحیح ہو جائیگی۔ (درمختار ردالمحتار وغیرہ)

(۱۰) امام کا واجب الانفراد نہ ہونا۔ یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جس کا منفرد رہنا ضروری ہے جیسے مسبوق امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کا تنہا پڑھنا ضروری ہے پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی اقتدا کرے تو درست نہ ہوگی (درمختار وغیرہ)

(۱۱) امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا۔ یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ حقیقۃً جیسے

عـ صاحب بحرالرائق وغیرہ کے نزدیک ایسی صورت میں اقتدا درست ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک عذر کے دو ہونے کا اور ہی مطلب ہے جو ۹۴ صفحہ کے حاشیہ میں بیان ہو چکا ۱۲

مدرک یا حکماً جیسے لاحق۔ لاحق اپنی ان رکعتوں میں جو امام کے ساتھ اسکو نہیں ملیں مقتدی کا حکم رکھتا ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص کسی مدرک یا لاحق کی اقتدا کرے تو درست نہیں اسی طرح اگر مسبوق لاحق کی یا لاحق مسبوق کی اقتدا کرے، تب بھی درست نہیں (ردالمحتار)

یہ گیارہ شرطیں جو ہم نے جماعت کے صحیح ہونے کی بیان کیں اگر ان میں سے کوئی شرط کسی مقتدی میں نہ پائی جائے گی تو اسکی اقتدا صحیح نہ ہو گی۔

جب کسی مقتدی کی اقتدا نہ صحیح ہو گی تو اسکی وہ نماز بھی نہ ہو گی جسکو اس نے بحالت اقتدا ادا کیا ہے۔ (درمختار وغیرہ)

جماعت کے احکام

شرط ہے۔ جمعے اور عیدین کی نمازوں میں (بحرالرائق۔ درمختار وغیرہ)

واجب ہے۔[ع] پنجوقتی نمازوں میں۔ خواہ گھر میں[ع] پڑھی جائیں یا مسجد میں بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔ اور ترک جماعت کے عذر جو اوپر بیان ہو چکے۔

ع جماعت میں بظاہر ہمارے فقہا کے دو قول معلوم ہوتے ہیں۔ بعض کتابوں میں سنت موکدہ لکھا ہے بعض میں واجب اور ہماسی وجوب کو مذہب راجح اور اکثر محققین کا مذہب بیان کیا گیا ہے (بحرالرائق درمختار وغیرہ) مگر محقق ابن ہمام لکھتے ہیں کہ جن کتب میں اسکو سنت لکھا ہے انکا مطلب یہ ہے کہ جماعت کا ثبوت سنت یعنی حدیث سے ہے نہ یہ کہ خود جماعت سنت ہے اسلیے کہ تمام مشایخ حنفیہ کا اتفاق وجوب جماعت پر ہے۔ وجوب کے جو لوگ قائل ہیں ان کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت مواظبت ہے اور تارک جماعت پر سخت سے سخت وعید مثل آگ میں جلا دینے کے جو صحیح احادیث میں مذکور ہے اور وہ احادیث اوپر نقل ہو چکیں ان احادیث میں ان لوگوں پر جو تارک جماعت کے عنوان سے یاد کرکے یا نہ اکا اظہار کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس سزا کا استحقاق انکو ترک جماعت کے سبب سے ہوا نہ کسی اور وصف کے سبب سے متاخرین میں جو لوگ جماعت کے سنت ہونیکے قائل ہیں انکے شبہات اور انکا جواب فتح الباری میں بتفصیل موجود ہے ۱۲ ع بعض علما کے نزدیک گھر میں جماعت کرنا بدعت ہے یہ وہی لوگ ہیں جن کے نزدیک اذان کا جواب قدم سے دینا واجب ہے مگر ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ اذان کا جواب زبان سے دینا واجب ہے لہذا گھر میں بھی جماعت کر لینا جائز ہے۔ ہاں مسجد میں ثواب زیادہ ملے گا۔ (بحرالرائق۔ منحۃ الخالق) ۱۲

سنت موکدہ ہی۔ نماز تراویح میں۔ اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو۔ اور نماز کسوف کے لیے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

مستحب ہے۔ رمضان کے وتر میں^ع۔

مکروہ تنزیہی ہی۔ سوا رمضان کے اور کسی زمانے کے وتر میں۔ (بحر الرائق۔ منحتہ الخالق) اسکے مکروہ ہونے میں یہ شرط ہے کہ مواظبت کی جائے اور اگر مواظبت نہ کیجائے بلکہ کبھی کبھی دو تین^ع آدمی سے جماعت پڑھ لیں تو مکروہ نہیں۔ (شامی)

مکروہ تحریمی ہے۔ نماز خسوف میں۔ اور تمام نوافل میں بشرطیکہ اس اہتمام سے ادا کیجائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہی یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقے سے لوگوں کو جمع کر کے۔ ہاں اگر بے اذان و اقامت کے اور بے بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

ایسا ہی مکروہ تحریمی ہی ہر فرض کی دوسری جماعت مسجد میں ان چار شرطوں سے (۱) مسجد محلے کی ہو عام رہگذر پر نہ ہو (۲) پہلی جماعت بلند آواز سے اذان و اقامت کہکر پڑھی گئی ہو (۳) پہلی جماعت اُن لوگوں نے پڑھی ہو جو اُس محلہ میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے (۴) دوسری جماعت اُسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کیجائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے۔

اگر دوسری جماعت مسجد میں نہ ادا کیجائے بلکہ گھر میں تو پھر مکروہ نہیں^ع اسیطرح اگر کوئی شرط ان چاروں

ع بعض علما کے نزدیک رمضان کے وتر میں جماعت مستحب نہیں ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ ابن ہمام کے نزدیک تراویح کی طرح اس میں بھی جماعت سنت موکدہ ہے مگر شرح منیہ میں ہی کہ اس کی سنیت تراویح کی سنیت کے مثل نہیں ۱۲

ع دو تین کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ تین سے زیادہ آدمیوں کی جماعت کے مکروہ نہ ہونے میں اختلاف ہے تین تک بالاتفاق مکروہ نہیں ۱۲ (بحر الرائق وغیرہ)

ع نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم بعد جماعت ہو جانے کے گھر میں جماعت کرتے تھے اسکے مکروہ نہ ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ۱۲۔

شرطوں میں نہ پائی جائے مثلاً عام رہگذر پر ہو محلہ[عہ] کی نہو تو اس میں دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں۔ یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہکر نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں۔ یا پہلی جماعت اُن لوگوں نے پڑھی ہو جو اُس محلہ میں نہیں رہتے نہ انکو مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہو۔ یا دوسری جماعت اُس ہیئت سے نہ ادا[عہ] کی جائے جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہو جسجگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائیگی۔ اور یہ جماعت مکروہ نہوگی۔ (ردالمحتار)

عہ جس مسجد میں امام اور موذن مقرر ہو اور جماعت کا وقت معین اور لوگوں کو معلوم ہو اُس مسجد کو محلے کی مسجد کہتے ہیں (شامی) اگر امام اور موذن مقرر نہ ہو یا جماعت کا وقت معین اور معلوم نہ ہو تو وہ رہگذر کی مسجد ہے محلّے کی نہیں ۱۲۔

عہ اگرچہ ظاہر الروایت میں حنفیہ کے نزدیک دوسری جماعت کی کراہت منقول ہے اور اسی بنا پر بعض علما اس صورت میں بھی دوسری جماعت کو مکروہ کہتے ہیں مگر قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ کے نزدیک اگر ہیئت بدل دی جائے تو مکروہ نہیں اور انھیں کے قول پر فتوے ہے۔ علامہ ابن عابدین نے ردالمحتار میں اسکو بہت بسط سے لکھا ہے۔ احادیث میں بھی دوسری جماعت کا جواز نکلتا ہے۔ ترمذی اور ابو داؤد میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو تنہا نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ کون ہے جو اسکے ساتھ احسان کرے اور اسکے ساتھ نماز پڑھ لے یعنی اسکو جماعت کا ثواب دلادے پس ایک شخص کھڑے ہو گئے اور انھوں نے اسکے ساتھ نماز پڑھ لی بعض روایتوں میں ہے کہ وہ شخص جو اس شخص کے ساتھ نماز پڑھنے کو کھڑے ہو گئے امیر المومنین ابو بکر صدیق رض تھے اور نیز بخاری میں بطور تعلیق کے مذکور ہے کہ انس رضی اللہ عنہ بنی رفاعہ کی مسجد میں آئے اور وہاں نماز ہو چکی تھی انھوں نے وہاں پھر اذان و اقامت کے ساتھ دوسری جماعت ادا کی۔ بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اگر دوسری جماعت کی اجازت دیجائے گی تو پہلی جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہے حالانکہ یہ امر جب لازم آئیگا کہ دوسری جماعت بطور التزام کے قائم کر دیجائے اور جب بطور التزام کے ایک ہی جماعت مقرر ہے اور اتفاقاً کبھی کچھ لوگ اس میں نہوئے تو انکے جماعت کرنے سے یہ امر لازم نہیں آتا۔ علاوہ اسکے جب پہلی جماعت کے برابر دوسری جماعت کا ثواب نہیں رکھا گیا تو طالبان ثواب کسی طرح پہلی جماعت میں کمی نہ کرینگے اور جو لوگ جماعت ہی نہیں کرتے اسکا کیا علاج واللہ اعلم ۱۲

حرمین شریفین کی مسجدیں عام رہگذر کی مسجد کا حکم رکھتی ہیں اسلیے کہ انکی جماعت کا وقت معین اور معلوم نہیں لہذا اُن میں دوسری جماعت مکروہ نہیں۔ (ردالمحتار)

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

(۱) مقتدیوں کو چاہیے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں اوصاف زیادہ ہوں اُس کو امام بناویں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جن میں امامت کی لیاقت ہو تو غلبۂ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کیطرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اُسکو امام بنائیں اور اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے لائق ہو کسی نالائق کو امام کردینگے تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے۔

سب سے زیادہ استحقاقِ امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہراً اسمیں کوئی فسق وغیرہ نہو اور جسقدر قرأت مسنون ہے اسے یاد ہو پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی عمدہ آواز سے اور قرأت کے موافق پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خلیق ہو پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خوبصورت ہو پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو پھر وہ شخص جسکا سر سب سے بڑا ہو۔ پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو پھر وہ شخص جس نے حدث اصغر سے تیمم کیا ہو بہ نسبت اسکے جس نے حدث اکبر سے تیمم کیا ہو۔ جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اسکے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو۔ مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اُسکے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو قرآن مجید اچھا نہ پڑھتا ہو۔

(۲) اگر کسی کے گھر میں جماعت کیجائے تو صاحب خانہ امامت کے لیے زیادہ مستحق ہے اسکے بعد وہ شخص جسکو وہ امام بنادے ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر انھیں کو استحقاق ہوگا۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)

جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اُس مسجد میں اسکے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنادے تو پھر مضائقہ نہیں۔

قاضی یا بادشاہ کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں (درمختار وغیرہ)

(۳) بے رضامندی قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اسکے برابر کسی میں نہ پائے جاتے ہوں تو پھر اسکے اوپر کچھ کراہت نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

(۴) فاسق عـہ اور بدعتی کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر خدانخواستہ سوا ایسے لوگوں کے کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہو تو پھر مکروہ نہیں۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)

(۵) غلام کا اگرچہ آزاد شدہ ہو اور گنوار یعنی گانوں کے رہنے والے کا اور نابینا کا یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولد الزنا یعنی حرامی کا عـہ امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم وفضل ہوں اور لوگوں کو انکا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح کسی ایسے حسین نوجوان کو امام بنانا جسکی ڈاڑھی نہ نکلی ہو اور معقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر کسی کو کوئی ایسا مرض ہو جس سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہو مثل سپید داغ۔ جذام وغیرہ کے تو اسکا امام بنانا بھی مکروہ تنزیہی ہے (درمختار وغیرہ)

(۶) نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے۔ ہاں سنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدی کو ہاتھوں کا اٹھانا ضروری نہیں اس لیے کہ

عـہ فاسق وہ شخص جو ممنوعات شرعیہ کا مرتکب ہوتا ہو مثل شراب خوار، چغل خور، غیبت کرنے والے وغیرہ کے۔ بدعتی وہ جو ایسا فعل عبادت سمجھ کے کرے جسکی اصل شریعت میں نہ ہو نہ قرآن مجید سے اسکا ثبوت ہو۔ نہ احادیث سے نہ قیاس سے نہ اجماع سے۔ فاسق اور بدعتی میں فرق یہ ہے کہ فاسق گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتا ہے اور بدعتی گناہ کو عبادت سمجھکر۔ لہذا بدعتی کا مرتبہ فاسق سے بھی بدتر ہے اور اُسکے پیچھے نماز پڑھنے میں زیادہ کراہت ہے ۱۲

عـہ ان لوگوں کو امام بنانا اسلیے مکروہ ہے کہ اکثر غلام اور گنوار اور ولد الزنا کو علم دین حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا غلام کو اپنے آقا کی خدمت سے فرصت نہیں ملتی گنوار کو دیہات میں کوئی ذی علم نہیں ملتا اور ولد الزنا کا کوئی ترتیب کرنیوالا نہیں ہوتا علاوہ اسکے ان لوگوں کی امامت سے بعض لوگوں کو طبعی تنفر بھی ہوتا ہے واللہ اعلم ۱۲

ہاتھوں کا اٹھانا انکے نزدیک بھی سنت ہی اسیطرح فجر کی نماز میں شافعی مذہب قنوت پڑھیگا۔ تو حنفی مقتدیوں کو ضروری نہیں۔ ہاں وتر میں البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہی۔ لہذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی بعد رکوع کے پڑہنا چاہیے۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۷) امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑہنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہو بلکہ امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہو اسکی رعایت کر کے قرأت وغیرہ کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قرأت کرنا بہتر ہی[ع] تاکہ لوگوں کا حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائیے۔

(۸) اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اسکو امام کے داہنی جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیئے اگر بائیں جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہی۔ (درمختار وغیرہ)

(۹) اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو انکو امام کے پیچھے صف باندہکر کھڑا ہونا چاہیے اگر امام کے داہنی بائیں جانب کھڑے اور دو ہوں تو مکروہ تنزیہی ہو اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہی اسلیے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہی (درمختار، شامی)

(۱۰) اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنی جانب کھڑا ہو گیا اسکے بعد اور مقتدی آگئے تو پہلے مقتدی کو چاہیے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی ملکر امام کے پیچھے کھڑے ہوں اگر وہ نہ ہٹے تو اُن مقتدیوں کو چاہیے کہ اسکو کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہیے کہ

ع حدیث میں آیا ہے کہ امام کو تخفیف اور آسانی کرنا چاہیے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت ڈانٹا کہ وہ کیوں نماز عشا میں بڑی بڑی سورتیں پڑہتے ہیں جس سے ان کی قوم کو تکلیف ہوتی ہے ۱۲۔

ع ایک مرتبہ ایک بچے کے رونے کی آواز سُن کر حضرتؐ نے فجر کی نماز میں صرف قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پر اکتفا کی تھی کیونکہ اُسکی ماں نماز میں تھی ۱۲

خود آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب ملجائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام ہی کو چاہیے کہ آگے بڑھ جائے۔

(۱۱) اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اسکو چاہیے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو۔ خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

(۱۲) اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورت کچھ مخنث کچھ نابالغ تو امام کو چاہیے کہ اس ترتیب سے انکی صفیں قائم کرے پہلے مردوں کی صفیں پھر نابالغ لڑکوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی پھر بالغ مخنثوں کی پھر نابالغ مخنثوں کی پھر بالغ عورتوں کی۔

(۱۳) امام کو چاہیے کہ صفیں سیدھی کرے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے کھڑے ہونیسے منع کرے سب کو برابر کھڑے ہونے کا حکم دے صف میں ایک کو دوسرے سے ملکر کھڑا ہونا چاہیے درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہیے مگر مخنثوں کی صف میں البتہ ایک کو دوسرے سے ملکر نہ کھڑا ہونا چاہیے بلکہ درمیان میں کوئی حائل یا خالی جگہ جس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکے چھوڑ دی جائے اسلیے کہ ہر مخنث میں مرد اور عورت دونوں کا احتمال ہے لہذا ملکر کھڑے ہونے میں نماز فاسد ہو جائیگی۔

(۱۴) تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہیے کہ صف سے کسی آدمی کو کھینچکر اپنے ساتھ کھڑا کرلے۔

پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے ہاں جب پہلی صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔

(۱۵) اگر جماعت صرف عورتوں کی ہو یعنی امام بھی عورت ہو تو امام کو مقتدیوں کے بیچ میں کھڑا ہونا چاہیے آگے نہ کھڑا ہونا چاہیے خواہ ایک مقتدی ہو یا ایک سے زائد۔

صحیح یہ ہے کہ صرف عورتوں کی جماعت مکروہ[ع] نہیں بلکہ جائز ہے۔

ع ہمارے فقہا صرف عورتوں کی جماعت کو مکروہ تحریمی لکھتے ہیں مگر چونکہ احادیث میں مذکور ہے کہ حضرت عائشہؓ عورتوں کی امامت کرتی تھیں اور ام ورقہ کو حضرت ﷺ نے امامت کی اجازت دی تھی اسلیے مکروہ تحریمی کہنا بالکل خلاف تحقیق ہے امام محمد نے کتاب الآثار میں لکھا ہے کہ ہمکو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ عورت امامت کرے اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک صرف عورتوں کی جماعت مستحب نہیں ہے نہ یہ کہ مکروہ ہے معلوم نہیں کہ ہمارے فقہانے کراہت کہاں سے ثابت کی۔ مولانا ابوالحسنات نوراللہ مرقدہٗ نے اس مسئلہ میں ایک جامع اور محقق رسالہ تصنیف فرمایا ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء ۱۲

(۱۶) اگر جماعت صرف مخنثوں کی ہو تو انکا امام مقتدیوں سے آگے کھڑا ہو۔ مقتدیوں کے بیچ میں یا انکے برابر نہ کھڑا ہو اگرچہ ایک ہی مقتدی ہو اگر امام مقتدیوں کے برابر کھڑا ہو جائیگا تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ وجہ اسکی اوپر گذر چکی۔

(۱۷) مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہو نہ کوئی محرم عورت مثلاً اسکی زوجہ یا ماں بہن وغیرہ کے موجود نہو۔ ہاں اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۸) اگر کوئی شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشا کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اسی اثنا میں کوئی شخص اسکی اقتدا کرے تو اسپر بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے پس اگر سورۂ فاتحہ یا دوسری سورت بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اسکو چاہیے کہ پھر سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت کو بلند آواز سے پڑھے اسلیے کہ امام کو فجر مغرب عشا کے وقت بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے ہاں سورۂ فاتحہ کے مکرر ہو جانے سے سجدۂ سہو کرنا پڑے گا۔ (درمختار وغیرہ)[عہ]

(۱۹) امام کو اور ایسا ہی منفرد کو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ داہنے جانب یا بائیں جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کرے جو ایک گز یا اس سے زیادہ اونچی ہو ایک انگلی کے برابر موٹی ہو۔ ہاں اگر مسجد میں نماز پڑھتا ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا نماز کے سامنے سے گذر نہوتا ہو تو اسکی کچھ ضرورت نہیں۔

امام کا سترہ[عہ] تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے بعد سترہ قائم ہوجانے کے نماز کے آگے سے نکلجانے میں کچھ گناہ نہیں لیکن اگر سترے کے اسطرف سے کوئی شخص نکلیگا تو وہ گنہگار ہوگا۔

(۲۰) لاحق یعنی وہ مقتدی جسکی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں بعد شریک جماعت ہونیکے جاتی رہیں خواہ بعذر مثلاً نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہے یا لوگوں کی کثرت سے رکوع سجدے وغیرہ نہ کرسکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لیے جائے اور اس درمیان میں

عہ بعض فقہا کے نزدیک اگر سورۂ فاتحہ نصف سے کم آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو پھر بلند آواز سے پڑھے ورنہ جس قدر آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہے اسکو بلند آواز سے نہ پڑھے بلکہ اسکے آگے سے ۱۲ (شامی)

عہ سترہ اس چیز کو کہتے ہیں جو نمازی اپنے سامنے کھڑی کرتا ہے ۱۲۔

اسکی رکعتیں جاتی رہیں نماز خوف[ع] میں پہلا گروہ لاحق ہے اسیطرح جو مقیم مسافر کی اقتدا کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم بعد امام کے نماز ختم کرنے کے لاحق ہے ایسے عذر جاتی رہیں مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع یا سجدہ کرے یہ رکعت اسکی کالعدم سمجھی جائیگی اور اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائے گا۔

لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی اُن رکعتوں کو ادا کرے جو اسکی جاتی رہی ہیں بعد اُن کے ادا کرنے کے اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔

لاحق کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا یعنی جیسے مقتدی قرأت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قرأت نہ کرے بلکہ سکوت کیے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی اور تمام باتوں میں جیسا کہ مقتدی پر امام کا اتباع واجب ہوتا ہے ویسا ہی لاحق پر بھی۔

(۲) مسبوق کو چاہیے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جسقدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے بعد امام کی نماز ختم ہونے کے کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرأت کے ساتھ ادا کرنا چاہیے اور اگر کوئی سہو ہو جائے تو اسکو سجدۂ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔

مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہیے کہ پہلے قرأت والی پھر بے قرأت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے قعدہ کرے یعنی انکی رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اسمیں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے وعلیٰ ہذا القیاس مثال ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانیکے بعد کوئی شخص شریک ہو تو اسکو چاہیے کہ بعد امام کے سلام پھیر دینے کے کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں

مسبوق کا بیان

ع نماز خوف اُس نماز کو کہتے ہیں جو دشمن سے لڑائی کے وقت پڑھی جاتی ہے چونکہ اس میں لشکر کے دو حصے کر دیے جاتے ہیں پہلا حصہ آدھی نماز امام کے ساتھ پڑھکر میدان جنگ میں چلا جاتا ہے اسکے بعد دوسرا حصہ آکر آدھی نماز پڑھکر میدان میں چلا جاتا ہے اسکے بعد پہلا حصہ آکر اپنی نماز تمام کرتا ہے اور پھر میدان جنگ میں چلا جاتا ہے اسکے بعد دوسرا حصہ آکر اپنی نماز تمام کر لیتا ہے۔ پہلا حصہ لاحق ہے اور دوسرا حصہ مسبوق ۱۲

اس ترتیب سے ادا کرے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملاکر رکوع سجدہ کرکے پہلا قعدہ کرے اسلیے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملائے اور اسکے بعد قعدہ نہ کرے اسلیے کہ یہ رکعت اُس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت نہ ملائے کیونکہ یہ رکعت قرأت کی نہ تھی۔

(۲۲) اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتیں ہوجانے کے بعد شریک ہوا ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اسکی چلی جائیں تو اسکو چاہیے کہ پہلے اپنی اُن رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں جنمیں وہ لاحق ہے اسکے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اسمیں شریک ہوجائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے مگر اسمیں امام کی متابعت کا بالکل خیال رکھے بعد اسکے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جنمیں مسبوق ہے۔ مثال عصر کی نماز میں ایک رکعت ہوجانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اُسکا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس درمیان میں نماز ختم ہوگئی تو اسکو چاہیے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہیں پھر اس رکعت کو جو اسکے شریک ہونے سے پہلے ہوچکی تھی اور تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قرأت نہ کرے اور اُن تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے اسلیے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر دوسری رکعت میں بھی قعدہ کرے اس لیے کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہے پھر تیسری میں بھی قعدہ کرے اسلیے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اسکے شریک ہونے سے پہلے ہوچکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اسلیے کہ یہ اسکی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اسکو قرأت بھی کرنا ہوگی اسلیے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

(۲۳) مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے۔ تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ کریں رکوع بھی امام کے رکوع کے ساتھ قومہ بھی اسکے قومہ کیساتھ سجدہ بھی اسکے سجدہ کے ساتھ غرضکہ ہر فعل اسکے ہر فعل کے ساتھ۔ ہاں اگر قعدۂ اولیٰ میں امام قبل اس کے کھڑا ہوجائے

کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہیے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں اسی طرح قعدۂ اخیر میں اگر امام قبل اسکے کہ مقتدی التحیات تمام کریں سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں۔ ہاں رکوع سجدے وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تب بھی امام کے ساتھ ہی کھڑے ہونا چاہیے۔

جماعت کے حاصل کرنے کا طریقہ

(۱) اگر کوئی شخص اپنے محلے یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہونچا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہو تو اسکو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں تلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آکر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرلے۔ (شامی وغیرہ)

(۲) اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اسکے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اسکو چاہیے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر عشا کا وقت ہو۔ فجر، عصر، مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو اسلیے کہ فجر عصر کی نماز کے بعد نماز مکروہ ہے چنانچہ اوقات نماز کے بیان میں یہ مسئلہ گذر چکا۔ اور مغرب کے وقت اسلیے کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔ (شرح وقایہ وغیرہ)

(۳) اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں وہ فرض جماعت سے ہونے لگے اسکو چاہیے کہ فوراً نماز توڑ کے جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ اگر فجر کی نماز ہو تو دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور اگر کسی اور وقت کی نماز ہو تو تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اگر فجر کے وقت دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو یا اور کسی وقت تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو پھر اس نماز کو تمام کر دینا چاہیے نماز تمام کر دینے کے بعد اگر جماعت باقی ہو اور ظہر عشا کا وقت ہو تو شریک جماعت ہو جائے۔

اگر عصر مغرب عشا کے وقت صرف پہلی یا دوسری رکعت کا بھی سجدہ کر چکا ہو تو دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دینا چاہیے نماز نہ توڑنا چاہیے۔

(۴) اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو اسکو چاہیے کہ دو رکعت

پڑھکر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت کی نیت ہو نفل نماز کو نہ توڑنا چاہیے اگرچہ پہلی رکعت کا بھی سجدہ نہ کیا ہو۔ (در مختار وغیرہ)

یہی حکم ہے ظہر اور جمعے کی سنت موکدہ کا کہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو دو ہی رکعت پڑھکر سلام پھیر دے اور پھر ان سنتوں کو بعد فرض کے پڑھ لے ظہر کی سنتیں بعد ان دو سنتوں کے پڑھی جائیں جو فرض کے بعد ہیں۔ (شامی وغیرہ)

(۵) اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کیجائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے پائیگی تو پڑھ لے مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت جاتی رہیگی تو پھر موکدہ سنتیں جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے اور بعد فرض کے دو رکعت سنت موکدہ پڑھکر ان سنتوں کو پڑھ لے مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ موکد ہیں اسلیے انکے لیے حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی ادا کر لیجائیں بشرطیکہ قعدۂ اخیرہ ملجانے کی امید ہو اگر قعدۂ اخیرہ کے بھی نہ ملنے کا خوف ہو تو پھر نہ پڑھے۔ (در مختار وغیرہ)

اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت میں اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کیجائیگی تو جماعت نہ ملیگی تو ایسی حالت میں چاہیے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اقتصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے فرض ہونیکی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کے وقت کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علیحدہ ہو اسلیے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علیحدہ مسجد کے کسی گوشے میں پڑھ لے اور یہ بھی نہ ہو تو نہ پڑھے (در مختار وغیرہ)

(۶) اگر جماعت کا قعدہ ملجائے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب ملجائیگا اگرچہ اصطلاح فقہا میں اسکو جماعت کی نماز نہیں کہتے جماعت سے ادا کرنا جب ہی کہا جائیگا کہ جب کل رکعتیں ملجائیں۔

ع۵ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ اگر ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو سنت فجر پڑھے اور اگر امید نہ ہو تو چھوڑ دے خواہ قعدۂ اخیرہ ملنے کی امید ہو یا نہیں صاحب شرح وقایہ وغیرہ نے اسکو اختیار کیا ہے مگر ابن ہمام مؤلف فتح القدیر اور حلبی شارح منیہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے ۱۲

یا اکثر رکعتیں مل جائیں مثلاً چار رکعت والی نماز کی تین رکعتیں مل جائیں یا تین رکعت والی نماز کی دو رکعتیں مل جائیں۔ اگرچہ بعض فقہا کے نزدیک جب تک کل رکعتیں نہ ملیں جماعت میں شمار نہیں ہوتا۔

(۷) جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی۔ ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

نماز جن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے

(۱) نماز کے شرائط میں سے کسی شرط کا مفقود ہو جانا۔ مثال (۱) طہارت باقی نہ رہے طہارت کے باقی نہ رہنے کی بعض صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی جنکو ہم نماز کے مکروہات کے بعد ایک مستقل عنوان سے بیان کرینگے۔ (۲) ہوش حواس درست نہ رہیں خواہ بیہوشی کے سبب سے یا جنون آسیب وغیرہ کی وجہ سے (۳) سینے کو قصداً بے عذر قبلہ سے پھیرنا۔ اگر بے قصد بے اختیاری کی حالت میں سینہ قبلہ سے پھر جائے تو اگر بقدر ادا کرنے کسی رکن کے مثل رکوع وغیرہ کے یہی حالت رہے تو نماز فاسد ہوگی ورنہ نہیں یا کسی عذر سے قصداً پھیرا جائے تب بھی نماز فاسد نہوگی مثلاً حالت نماز میں کسی کو یہ شبہہ ہو کہ وضو جاتا رہا اور وضو کرنے کے لیے سینہ قبلہ سے پھیر لے اور بعد اسکے یاد آجائے کہ وضو نہیں گیا اگر یہ یاد مسجد سے نکلنے کے قبل ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی ورنہ فاسد ہو جائے گی۔

(۲) نماز کے فرائض کا ترک ہو جانا خواہ عمداً یا سہواً مثلاً قرائت بالکل نہ کرے یا قیام رکوع سجدہ وغیرہ بے عذر ترک کر دیا جائے۔

(۳) نماز کے واجبات کا عمداً ترک کرنا۔

(۴) نماز کے واجبات کا سہواً چھوڑ کر سجدۂ سہو نہ کرنا۔

(۵) حالت نماز میں کلام کرنا۔ کلام کے مفسد نماز ہونے میں یہ شرط ہے کہ کم سے کم اس میں دو حرف ہوں یا ایک ایسا حرف جسکے معنی سمجھ میں آجاتے ہوں (درمختار وغیرہ)

کلام کی پانچ قسمیں ہیں۔

پہلی قسم۔ کسی آدمی کے مخاطبہ میں۔ یہ کلام ہر حال میں مفسد نماز ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً عربی زبان میں ہو یا غیر عربی وہ لفظ قرآن مجید میں ہو یا نہیں مثال (۱) کوئی شخص یہ سمجھکر کہ میں نماز میں نہیں ہوں یا اور کسی وجہ سے آکر کسی آدمی سے کچھ کلام کرے (۲) نماز کی حالت میں کسی آدمی سے کہے کہ اُقْتُلِ الْحَیَّۃَ[ع] (۳) نماز کی حالت میں کسی سے کہے کہ بڑھو (۴) کسی یحییٰ نام آدمی سے کہے یا یَحْیٰی خُذِ الْکِتَابَ[ع] یا کسی موسیٰ نام آدمی سے کہے کہ یا مُوْسٰی یا کسی سے کہے کہ اقْرَأ[ع] یہ سب الفاظ قرآن مجید میں ہیں یہی حکم ہے سلام اور سلام کے جواب کا جب کسی آدمی کے مخاطبہ میں ہو۔ اور یہی حکم ہے اگر دوسرے کی چھینک کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ[ع] کہے یا اچھی خبر سنکر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے یا اسی طرح اور کوئی لفظ زبان سے نکلے اگر اللہ تعالیٰ کا نام کسی سے سن کر جَلَّ جَلَالُہٗ کہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر درود شریف پڑھے تب بھی نماز فاسد ہو جائیگی بشرطیکہ اس کہنے سے اس شخص کا جواب دینا ہو۔ (درمختار وغیرہ)

حاصل یہ کہ جب آدمیوں کے مخاطبہ میں کلام کیا جائے گا خواہ کسی قسم کا ہو اور کسی حالت میں ہو نماز فاسد ہو جائے گی۔

دوسری قسم۔ کسی جانور کے مخاطبہ میں کلام کرنا یہ کلام بھی ہر حال میں مفسد نماز ہے۔

تیسری قسم۔ خود بخود کلام کرنا۔ یہ کلام بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ عربی لفظ نہو اور ایسی نہ ہو جو قرآن مجید میں نازل ہوئی ہو۔ اگر عربی لفظ ہو اور قرآن مجید میں وارد ہو تو اس سے نماز فاسد نہ ہو گی مثلاً اپنی چھینک کے جواب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے یا اسی قسم کی کوئی اور لفظ زبان سے نکل جائے۔ اگر کوئی لفظ کسی شخص کی سخن تکیہ ہو تو اسکے کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جائیگی اگرچہ وہ لفظ قرآن میں وارد ہو مثلاً نَعَمْ کسی کا سخن تکیہ ہو تو نَعَمْ کہنے سے اسکی نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ یہ لفظ قرآن مجید میں ہے۔

چوتھی قسم۔ ذکر اور دعا۔ یہ قسم بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ دعا غیر عربی عبارت میں ہو یا عربی عبارت میں ہو مگر قرآن مجید اور احادیث میں وارد نہو نہ اسکا طلب کرنا غیر خدا سے حرام ہو مثلاً

ع ترجمہ سانپ کو مار ڈال ۱۲ ع ترجمہ اے یحییٰ کتاب لے لو ۱۲

ع ترجمہ۔ پڑھو ۱۲ ع ترجمہ۔ اللہ تم پر رحم کرے ۱۲

حالتِ نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِی الْمِلْحَ[عہ] اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِی فُلَانَۃَ[عہ]

یہ دعائیں نہ قرآن مجید میں ہیں نہ احادیث میں نہ ان کا طلب کرنا غیر خدا سے ممنوع ہے لہذا ایسی دعاؤں سے نماز فاسد ہو جائیگی ہاں اگر قرآن مجید یا احادیث میں کوئی دعا وارد ہوئی ہو یا اُسکا طلب کرنا غیر خدا سے ناجائز ہو تو ایسی دعا سے نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ بےموقع پڑھی جائے مثلاً رکوع یا سجدوں میں۔

پانچویں قسم۔ حالتِ نماز میں لقمہ دینا یعنی کسی کو قرآن مجید کے پڑھنے پہ آگاہ کرنا۔ یہ قسم بھی مفسد نماز ہو بشرطیکہ لقمہ دینے والا مقتدی اور لینے والا اسکا امام نہو۔

مسئلہ چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہا کے درمیان میں اختلافی ہے بعض علما نے اس مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کیے ہیں اسلیے ہم چند جزئیات اسکے اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔

صحیح یہ ہو کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قراءت کر چکا ہو یا نہیں قدر ضرورت سے وہ مقدار قرائت کی مقصود ہو جو مسنون ہو (نہر الفائق۔ شامی وغیرہ)

امام اگر بقدر ضرورت کر چکا ہو تو اسکو چاہیے کہ رکوع کر دے مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے مقتدیوں کو چاہیے کہ جب تک ضرورت شدیدہ نہ پیش آئے امام کو لقمہ نہ دیں۔ ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھکر آگے بڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جائے۔ اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اسکا مقتدی نہو۔ خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ شخص اگر لقمہ لے لیگا تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی ہاں اگر اسکو خود بخود یاد آجائے خواہ اُس کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے پیچھے اسکے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہ ہو تو اسکی نماز میں فساد نہ آئے گا (شامی)

اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اسکا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں ہر حال میں اُس لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (بحر الرائق وغیرہ)

مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سنکر یا قرآن مجید میں دیکھکر امام کو لقمہ دے تو اسکی نماز فاسد

عہ ترجمہ۔ اے اللہ مجھے نمک عنایت فرما ۱۲

عہ ترجمہ۔ اے اللہ میرا فلان عورت سے نکاح کر دے ۱۲

ہو جائیگی اور اگر امام لے لیگا تو اسکی نماز بھی

اسی طرح اگر حالتِ نماز میں قرآن مجید دیکھکر قرأت کیجائے تب بھی نماز فاسد ہو جائیگی۔ (درمختار)

مقتدی کو چاہیے کہ لقمہ دینے میں تلاوتِ قرآن کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی اسلیے کہ حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو قرأتِ قرآن نہ کرنا چاہیے۔ (فتح القدیر وغیرہ)

(۶) کھانسنا بے کسی عذر یا غرض صحیح کے۔ اگر کوئی عذر ہو مثلاً کسی کو کھانسی کا مرض ہو یا بے اختیار کھانسی آجائے یا کوئی غرض صحیح ہو تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی۔ غرض صحیح کی مثال (۱) آواز صاف کرنے کے لیے کھانسے (۲) مقتدی امام کو اسکی غلطی پر آگاہ کرنے کے لیے کھانسے (۳) کوئی شخص اس غرض سے کھانسے کہ دوسرے لوگ سمجھ لیں کہ یہ نماز میں ہے۔

(۷) رونا یا آہ یا اُف وغیرہ کہنا بشرطیکہ کسی مصیبت یا درد سے ہو اور بے اختیاری نہ ہو۔ اگر بے اختیاری سے یہ باتیں صادر ہوں یا مصیبت و درد سے نہوں بلکہ خدا کے خوف یا جنت و دوزخ کی یاد سے ہوں تو پھر نماز فاسد نہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

(۸) کھانا پینا اگرچہ بہت ہی قلیل ہو۔ ہاں اگر دانتوں کے درمیان میں کوئی چیز چنے کی مقدار سے کم باقی ہو اور اُسکو نگلجائے تو نماز فاسد نہوگی۔ حاصل یہ کہ جس قسم کے کھانے پینے سے روزے میں فساد آتا ہے نماز بھی اُس سے فاسد ہو جاتی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۹) عمل کثیر۔ بشرطیکہ افعال نماز کی جنس سے یا نماز کی اصلاح کی غرض سے نہو۔ اگر اعمالِ نماز کی جنس سے ہو۔ مثلاً کوئی شخص ایک رکعت میں دو رکوع کرے یا تین سجدے کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اسلیے کہ رکوع سجدہ وغیرہ اعمال نماز کی جنس سے ہیں۔ اسی طرح اگر نماز کی اصلاح کی غرض سے ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً حالتِ نماز میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ شخص وضو کرنے کے لیے جائے تو اسکی نماز فاسد نہوگی اگرچہ چلنا پھرنا وضو کرنا عمل کثیر ہے مگر چونکہ اصلاحِ نماز کے لیے ہے لہذا معاف ہے۔

حالتِ نماز میں کسی عورت کا پستان چوسا جائے اور اُس سے دودھ نکل آئے تو اُس عورت کی نماز فاسد ہو جائیگی اسلیے کہ دودھ کا پلانا عمل کثیر ہے (درمختار وغیرہ)

اگر حالت نماز میں کوئی شخص ڈھیلا پھینکے تو اگر کسی جانور کے اڑانے کی غرض سے ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی

اور اگر کسی انسان پر پھینکا ہو تو یہ عمل کثیر سمجھا جائیگا اور نماز فاسد ہو جائیگی (در مختار وغیرہ)

(۱۰) نماز میں بے عذر چلنا پھرنا۔ ہاں اگر چلنے کی حالت میں سینہ قبلے سے نہ پھرنے پائے اور جماعت میں ہو تو ایک رکعت میں ایک صف سے زیادہ نہ چلے اور تنہا نماز پڑھتا ہو تو اپنے سجدے کے مقام سے آگے نہ بڑھے اور مکان نہ بدلنے پائے مثلاً مسجد میں ہو تو مسجد سے باہر نہ نکل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یا کسی عذر سے چلے مثلاً وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لیے چلے اس صورت میں اگرچہ سینہ قبلے سے پھر جائے اور جا ہے جسقدر چلنا پڑے نماز فاسد نہ ہوگی

(۱۱) عورت کا مرد کے کسی عضو سے محاذی کھڑا ہونا ان شرطوں سے (۱) عورت بالغ ہو چکی ہو خواہ جوان ہو یا بوڑھی یا نابالغ ہو مگر قابلِ جماع ہو۔ اگر کوئی کمسن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی (۲) دونوں نماز میں ہوں اگر ایک نماز میں ہو دوسرا نہیں تو اس محاذاۃ سے نماز فاسد نہ ہوگی (۳) کوئی حائل درمیان میں نہو۔ اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا کوئی سترہ حائل ہو تب بھی نماز فاسد نہو گی اور اگر درمیان میں اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک آدمی وہاں کھڑا ہو سکے تب بھی نماز فاسد نہو گی اور وہ جگہ حائل سمجھی جائیگی۔ (۴) عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں۔ اگر عورت مجنونہ ہو یا حالت حیض و نفاس میں ہو تو اس کی محاذاۃ سے نماز فاسد نہو گی اسلیے کہ ان صورتوں میں وہ نماز میں نہ سمجھی جائیگی۔ (۵) نماز جنازہ کی نہو۔ جنازہ کی نماز میں محاذاۃ مفسد نہیں (۶) محاذاۃ بقدر ایک رکن کے باقی رہے اگر اس سے کم محاذاۃ رہے تو مفسد نہیں مثلاً اتنی دیر تک محاذات رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہو سکتا اسکے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آئیگا (۷) تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنی اس عورت نے اس مرد کی اقتدا کی ہو یا دونوں نے کسی تیسرے کی اقتدا کی ہو۔ (۸) ادا دونوں کی ایک ہی قسم ہو یعنی بحالت اقتدا نماز ادا کر رہے ہوں۔ اگر ایک بحالت اقتدا کرتا ہو دوسرا بحالت انفراد یا دونوں بحالتِ انفراد تو محاذاۃ مفسد نہو گی مثلاً ایک مسبوق ہو دوسرا لاحق یا دونوں مسبوق ہوں اسلیے کہ مسبوق بعد سلام امام کے اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے ہاں اگر دونوں لاحق ہوں تو نماز فاسد ہو جائیگی اسلیے کہ لاحق مقتدی کا حکم رکھتا ہے (۹) مکان دونوں کا ایک ہو اگر ایک کسی مکان میں ہو دوسرا

دوسرے مکان میں تب بھی محاذاۃ مفسد نہیں مثلاً ایک مسجد میں ہو دوسرا مسجد کے باہر۔ (۱۰) دونوں ایک ہی طرف نماز پڑھتے ہوں اگر دونوں کے نماز پڑھنے کی جہت مختلف ہو مثلاً اندھیری شب میں قبلہ نہ معلوم ہونے کے سبب سے ہر شخص نے اپنے گمان غالب پر عمل کیا ہو اور ہر ایک کی رائے دوسرے کے خلاف ہوئی ہو یا کعبے کے اندر نماز ہوتی ہو اور ہر شخص مختلف جہت کیطرف نماز پڑھتا ہو۔ (۱۱) امام نے اس عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت کی ہو۔ اگر امام نے اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہو گی۔ بلکہ اسی عورت کی نماز صحیح نہ ہو گی۔

(۱۲) نماز کی صحت کے شرائط مفقود ہو جانے کے بعد کسی رکن کا ادا کرنا یا بقدر ادا کرنے کسی رکن کے اسی حالت میں رہنا۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۳) امام کا بعد حدث کے بے خلیفہ کیے ہوئے مسجد سے باہر نکل جانا۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۴) امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دینا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۵) مقتدی لاحق کا ہر حال میں اور امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو موضع اقتدا میں باقی نماز کو تمام کرنا۔

(۱۶) قرآن مجید کی قرأت میں غلطی ہو جانا۔ خواہ یہ غلطی اعراب میں ہو یا کسی مشدد حرف کے مخفف پڑھنے میں یا کسی مخفف حرف کے مشدد پڑھنے میں یا کوئی حرف یا کلمہ بڑھ جائے یا بدل جائے یا کم زیادہ ہو جائے۔ قرآن مجید کی قرأت میں غلطی ہو جانا ان صورتوں میں مفسد نماز ہو (۱) اس غلطی سے معنی بدل جائیں ایسے کہ جنکا اعتقاد کفر ہو خواہ وہ عبارت قرآن مجید میں ہو یا نہیں (۲) معنی بدل گئے ہوں اگرچہ ایسے نہ ہوں کہ جنکا اعتقاد کفر ہو مگر وہ عبارت قرآن میں نہو (۳) معنی میں تغیر آگیا ہو اور وہ معنی وہاں مناسب نہو اگرچہ وہ لفظ قرآن مجید میں ہو

ع یہ بیان جو صورتین ہم نے بیان کی ہیں وہ متقدمین کے قواعد کے موافق ہیں اور انھیں کے مذہب میں احتیاط زیادہ ہے۔ خلافاً متاخرین کے نزدیک اعراب کی غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوتی لہذا ہم نے متقدمین کا مذہب اختیار کیا۔ (قاضی خان۔ شامی وغیرہ)

(۴) معنی میں ایسا تغیر آگیا ہو جس سے لفظ بے معنی ہو گیا ہو جیسے سرائر کی جگہ کوئی شخص سرائل پڑھ جائے۔ اگر ایسی غلطی ہو جس سے معنی میں بہت تغیر نہ آئے اور مثل اسکا قرآن مجید میں موجود ہو تو نماز فاسد نہ ہو گی۔

اگر کسی لکھے ہوئے کاغذ پر نظر پڑ جائے اور اسکے معنی بھی سمجھ میں آجائیں تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ اگر کسی شخص کی جسم عورت پر نظر پڑ جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہو گی۔ (بحر الرائق)

اگر عورت کسی مرد کا حالت نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہو گی ہاں اگر شہوت کے ساتھ بوسہ لے تو البتہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ (در مختار)

اگر کوئی شخص نماز کے سامنے سے نکل جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہو گی ہاں نماز کے سامنے سے نکلنے والے پر سخت گناہ ہو گا۔

اگر کوئی شخص نماز کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس سے مزاحمت کرنا اور اسکو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے۔ (در مختار وغیرہ)

تمام مفسدات جنکا بیان اوپر ہو چکا اگر قبل قعدۂ اخیرہ کے یا قعدۂ اخیرہ میں قبل التحیات پڑھنے کے پائے جائیں تو مفسد نماز ہیں ورنہ مفسد نہیں بلکہ متمم نماز ہیں یعنی انکے پائے جانے سے نماز ختم ہو جائیگی۔ مگر ان چند صورتوں میں اگر بعد التحیات پڑھنے کے قعدۂ اخیرہ میں کسی تیمم کرنے والے کو وضو پر قدرت ہو جائے یا موزوں پر مسح کرنے والے کی مدت گذر جائے یا پٹی پر مسح کرتا ہو اور وہ پٹی جس زخم پر بندھی ہو اچھا ہو جائے یا کسی کا موزہ اتر جائے یا خود اتارے مگر عمل کثیر نہ ہونے پائے یا کسی امی کو کوئی سورت یاد ہو جائے یا کسی برہنہ نماز پڑھنے والے کو کپڑا مل جائے یا

یہ بارہ صورتیں ہیں جن میں امام صاحب کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے اور صاحبین کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ ختم ہو جاتی ہے اسلیے کہ ان صورتوں میں مفسد نماز قعدۂ اخیرہ میں بعد التحیات پڑھ چکنے کے پایا گیا جبکہ کوئی رکن نماز کا باقی نہیں رہا اور ایسے وقت میں اگر کوئی چیز مفسد نماز پائی جاتی ہے تو نماز تمام ہو جاتی ہے۔ مگر چونکہ احتیاط امام صاحب کے مذہب میں ہے اور عبادات میں جہاں تک احتیاط ممکن ہو بہتر ہے اور فقہ کے جملہ متون میں اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اسلیے ہم نے بھی اسی کو اختیار کیا واللہ اعلم ۱۲ (شامی) ف وہ بارہ صورتیں جن میں قعدۂ اخیرہ کے بعد بھی مفسد نماز کے پائے جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اشاروں سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے پر قادر ہو جائے یا امام کو حدث ہو جائے اور وہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دے جس میں امامت کی صلاحیت نہیں یا فجر کی نماز میں آفتاب نکل آئے یا جمعے کی نماز میں عصر کا وقت آ جائے یا کوئی شخص وضو سے معذور ہو اور اسکا عذر جاتا رہے یا کسی صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد آ جائے اور وقت میں اسکے ادا کرنے کی گنجایش ہو تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے اگرچہ یہ امور بعد تمام ہو جانے ارکان نماز کے پائے گئے ہیں۔

نماز جن چیزوں سے مکروہ ہو جاتی ہے

(۱) حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا۔ یعنی جو طریقہ اسکے پہننے کا ہو اور جس طریقہ سے اسکو اہل تہذیب پہنتے ہوں اسکے خلاف اسکا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مثال کوئی شخص چادر اوڑھے اور اسکا کنارہ شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے

(۲) رکوع یا سجدے میں جاتے وقت اپنے کپڑوں کو مٹی وغیرہ سے بچانے کے لیے اور کسی غرض سے اٹھا لینا مکروہ تحریمی ہے (رد المحتار وغیرہ)

(۳) حالت نماز میں کوئی لغو فعل کرنا جو عمل کثیر کی حد تک نہ پہونچنے پائے مکروہ تحریمی ہے مثال (۱) کوئی شخص اپنی داڑھی کے بال ہاتھ میں لے (۲) اپنے کپڑے کو پکڑے (۳) اپنے بدن کو بے ضرورت کھجلائے۔

(۴) حالت نماز میں وہ کپڑے پہننا مکروہ تحریمی ہے جنکو پہن کر عام طور پر لوگوں کے پاس نہ جا سکتا ہو۔ ہاں اگر اس کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا اس کے پاس نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

(۵) کوئی ٹکڑا چاندی سونے یا پتھر وغیرہ کا منہ میں رکھ لینا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ قرأت میں مخل نہ ہو اگر قرأت میں مخل ہو گا تو پھر نماز فاسد ہو جائیگی۔ (در مختار شامی)

(۶) برہنہ سر نماز پڑھنا ہاں اگر اپنا تذلل اور خشوع ظاہر کرنے کے لیے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھتے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اسے اٹھا کر پہن لے

لیکن اگر اسکے پہننے میں عمل کثیر کی ضرورت پڑے تو پھر نہ پہنے (در المختار)

(۷) پاخانہ پیشاب یا خروجِ ریح کی ضرورت کے وقت بے ضرورت رفع کیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (در مختار وغیرہ)

اگر کسی کو بعد نماز شروع کرنے کے عین حالتِ نماز میں پاخانہ پیشاب وغیرہ معلوم ہو تو اسکو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور ان ضرورتوں سے فراغت کرکے باطمینان پڑھے خواہ وہ نماز نفل ہو یا فرض اور خواہ تنہا پڑھتا ہو یا جماعت سے اور یہ خوف بھی ہو کہ بعد اس جماعت کے دوسری جماعت نہ ملیگی ہاں اگر یہ خوف ہو کہ وقت نماز کا نہ رہیگا یا جنازے کی نماز ہو اور خوف ہو کہ نماز ہو جائیگی تو نہ توڑے بلکہ اسی حالت میں نماز تمام کرلے۔ (شامی)

(۸) مردوں کو اپنے بالوں کا جوڑا وغیرہ باندھکر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر حالتِ نماز میں جوڑا وغیرہ باندھے تو نماز فاسد ہو جائیگی اسلیے کہ یہ عمل کثیر ہے (در مختار۔ شامی وغیرہ)

(۹) سجدے کے مقام سے کنکریاں وغیرہ کا ہٹانا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر بغیر ہٹائے سجدہ بالکل ممکن ہی نہ ہو تو پھر ہٹانا ضروری ہے اور اگر مسنون طریقہ سے بے ہٹائے ممکن نہ ہو تو ایک مرتبہ ہٹا دے اور نہ ہٹانا بہتر ہے (در مختار۔ شامی وغیرہ)

(۱۰) حالتِ نماز میں انگلیوں کا توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیوں کا دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا مکروہ تحریمی ہے (در مختار شامی وغیرہ)

(۱۱) حالتِ نماز میں ہاتھ کولے پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے (بحر الرائق۔ شامی وغیرہ)

(۱۲) حالتِ نماز میں منہ کا قبلے سے پھیرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ پورا منہ پھیرا جائے یا تھوڑا۔ (شامی وغیرہ)

(۱۳) گوشۂ چشم سے بے ضرورتِ شدیدہ ادھر اودھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے (در مختار وغیرہ)

(۱۴) حالتِ نماز میں اس طرح بیٹھنا کہ دونوں ہاتھ اور سرین زمیں پر ہوں اور دونوں زانو کھڑے ہوئے سینے سے لگے ہوں مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۱۵) مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدے کی حالت میں زمیں پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۱۶) کسی آدمی کی طرف نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۱۷) سلام کا جواب دینا ہاتھ یا سر کے اشارہ سے مکروہ تنزیہی ہے (شامی)

(۱۸) سجدہ صرف پیشانی یا صرف ناک پر کرنا مکروہ تحریمی ہے (درمختار وغیرہ)

(۱۹) عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے (درمختار وغیرہ)

(۲۰) نماز میں بے عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے (درمختار وغیرہ)

(۲۱) حالتِ نماز میں جمھائی لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی)

(۲۲) حالتِ نماز میں آنکھوں کا بند کر لینا مکروہ تنزیہی ہو۔ ہاں اگر آنکھ بند کر لینے سے خشوع زیادہ ہوتا ہو تو مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۳) امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہو۔ اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۴) صرف امام کا بے ضرورت کسی بلند مقام پر کھڑا ہونا جسکی بلندی ایک گز سے کم نہو مکروہ تنزیہی ہے اگر امام کے ساتھ مقتدی بھی ہو تو مکروہ نہیں (درمختار وغیرہ)

(۲۵) مقتدیوں کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں (درمختار وغیرہ)

(۲۶) حالت نماز میں کوئی ایسا کپڑا پہننا جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو مکروہ تحریمی ہے۔ اسیطرح ایسے مقام میں نماز پڑھنا جہاں چھت پر یا داہنے بائیں جانب کسی جاندار کی تصویر ہو (درمختار وغیرہ) اگر فرش پر جہاں کھڑے ہوتے ہوں تصویر ہو تو مکروہ نہیں اسیطرح اگر تصویر چھپی ہوئی ہو یا اسقدر چھوٹی ہو کہ اگر زمین پر رکھدی جائے اور کوئی شخص کھڑے ہو کر اسکو دیکھے تو اسکے اعضاء محسوس نہ ہوں یا اسکا سر یا چہرہ کاٹ دیا گیا ہو یا مٹا دیا گیا ہو یا تصویر جاندار کی نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۷) حالتِ نماز میں آیتوں یا سورتوں یا تسبیح کا انگلیوں سے شمار کرنا مکروہ تنزیہی ہو ہاں اگر انگلیوں پر شمار نہ کرے بلکہ انکے دبانے سے حساب رکھے تو مکروہ نہیں جیسا کہ صلوۃ التسبیح کے بیان میں گذر چکا۔ (شامی)

(۲۸) حالتِ نماز میں ناک صاف کرنا یا اسی طرح کوئی اور عمل قلیل بے ضرورت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۲۹) ناک اور منہ کسی کپڑے وغیرہ سے بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی)

(۳۰) مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کسی فعل کا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی)

(۳۱) قرأت ختم ہونے سے پہلے رکوع کے لیے جھک جانا اور اس جھکنے کی حالت میں قرأت تمام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی)

(۳۲) رکوع اور سجدہ سے قبل تین مرتبہ تسبیح کہنے کے سر اٹھا لینا مکروہ تنزیہی ہے۔

(۳۳) کسی ایسے کپڑے کو پہنکر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جسمیں بقدر معافی نجاست ہو مثلاً نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ نہ ہو یا خفیفہ چوتھائی حصہ سے زیادہ نہ ہو (رسائل ارکان)

(۳۴) فرض نمازوں میں قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قرأت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی جو سورت پیچھے ہے اسکو پہلی رکعت میں پڑھنا اور جو پہلے ہے اسکو دوسری رکعت میں مثلاً قل یا ایہا الکافرون پہلی رکعت میں اور الم ترکیف دوسری رکعت میں۔ اگر سہواً خلاف ترتیب ہو جائے تو مکروہ نہیں۔ نوافل میں اگر قصداً بھی خلاف کرے تو کچھ کراہت نہیں سہواً اگر کسی سے خلافِ ترتیب ہو جائے اور معاً اسکو خیال آ جائے کہ میں خلافِ ترتیب قرأت کر رہا ہوں تو اسکو چاہیے کہ اُسی سورت کو تمام کر لے اسلیے کہ اُس سورت کے شروع کرتے وقت اُسکا قصد خلافِ ترتیب پڑھنے کا نہ تھا اور قصد نہونے کے سبب سے اُسکا پڑھنا مکروہ نہ رہا (شامی)

(۳۵) ایک ہی سورت کی کچھ آیتیں ایک جگہ سے ایک رکعت میں پڑھنا اور کچھ آیتیں دوسری جگہ سے دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہِ تنزیہی ہے بشرطیکہ درمیان میں دو آیتوں سے کم چھوڑ دیا جائے اگر بے مسلسل قرأت کیجائے یعنی درمیان میں کچھ آیتیں چھوٹنے نہ پائیں یا دو آیتوں سے زیادہ چھوڑ دیجائیں تو پھر مکروہ نہیں۔ اسیطرح اگر دو سورتیں دو رکعتوں میں پڑھی جائیں اور ان دونوں سورتوں کے درمیان کوئی چھوٹی سورت جسمیں تین آیتیں ہوں چھوڑ دیجائے تو مکروہ تنزیہی ہے مثال۔ پہلی سورت میں سورہ تکاثر پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سورۂ ہمزہ اور درمیان میں سورۂ عصر جو تین آیتوں کی سورت ہے چھوڑ دیجائے۔ یہ کراہت بھی فرائض کے

ساتھ خاص ہے نفل نمازوں میں اگر ایسا کیا جائے تو کراہت نہیں۔ (شامی)

(۳۶) ایسی دو سورتوں کا ایک رکعت میں پڑھنا جن کے درمیان میں کوئی سورت ہو خواہ چھوٹی یا بڑی ایک یا ایک سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے اس کی کراہت بھی صرف فرائض میں ہے۔ (شامی)

(۳۷) نماز کے سنن میں کسی سنت کا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے (بحرالرائق وغیرہ)

(۳۸) مقتدی کو جبکہ امام قرات کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ پڑھنا یا قرآن مجید کی قرات کرنا خواہ وہ سورۂ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اسکے پڑھنے سے قرآن کے سننے میں خلل واقع ہو یا ایسی آواز سے پڑھے کہ امام کو پڑھنے میں اشتباہ ہونے لگے ہاں اگر کوئی مقتدی ایسی طرح قرائت کرے کہ امام کی قرات میں بھی خلل انداز نہ ہو اور قرآن مجید کے سننے میں حرج نہ ہو مثلاً آہستہ آواز کی نماز میں بہت آہستہ آواز سے جو امام تک نہ پہونچے تو کوئی حرج نہیں نماز اس سے

عہ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کا ارشاد ہے وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا جب قرآن مجید پڑھا جائے تو تم لوگ اس کو سنو اور چپ رہو۔ اس آیہ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کا سننا واجب ہے خواہ نماز کے اندر پڑھا جائے یا خارج نماز میں پس اگر اس کے خلاف کیا جائے گا تو بے شبہہ مکروہ تحریمی ہو گا اسی واسطے جب امام قرات شروع کر چکا ہو تو مقتدی کو سبحانک اللھم وغیرہ پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ ایسی حالت میں مقتدی کو نیت باندھ کر چپ کھڑا ہو جانا چاہیے ۱۲

عہ ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے صحابہ سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے میرے پیچھے قرأت کی ہے تو ایک نے عرض کیا کہ ہیں نے کی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ کیا حال ہے کہ تم لوگ قرآن پڑھنے میں مجھ سے نزاع کرتے ہو یعنی مجھے اطمینان سے پڑھنے نہیں دیتے (نسائی موطا امام مالک۔ ترمذی وغیرہ) یہ حدیث اور اسکے مثل اور بھی چند حدیثیں ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے کوئی چیز اس طرح پڑھنا جو اسکے اطمینان میں مخل ہو ممنوع ہے۔ ان احادیث کی بعض لوگوں نے تضعیف بھی کی ہے گر وہ قابل اعتبار نہیں ان سب کے جوابات امام الکلام میں موجود ہیں ۱۲

مکروہ نہ ہوگی بلکہ بعض محققین علما کے نزدیک ایسی حالت میں مقتدی کو سورۂ فاتحہ کا پڑھنا مستحب ہے۔

نماز میں حدث ہوجانے کا بیان

نماز میں اگر حدث ہوجائے تو اگر حدث اکبر ہوگا تو نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر حدث اصغر ہوگا تو

ف اس مسئلے میں علمائے امت مختلف ہیں صحابہ سے لیکر اسوقت تک قرآن مجید سے اس مسئلہ کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوتا۔ قرآن مجید سے صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا سننا اور اُس وقت سکوت کرنا حاضرین پر ضروری ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ امام جب آواز سے قرأت کر رہا ہو تو مقتدی کچھ نہ پڑھیں ساکت رہیں یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اگر آہستہ آواز سے قرآن مجید پڑھا جائے تب بھی حاضرین پر سکوت ضروری ہو۔ اور نہ خارج نماز میں کوئی اس امر کا قائل ہے حالانکہ اگر اس آیت سے آہستہ قرآن مجید پڑھنے کے وقت بھی سکوت ثابت کیا جائیگا تو خارج نماز میں بھی ثابت ہوجائے گا۔ اس لیے کہ اس آیت میں کوئی تخصیص نماز کی نہیں کی گئی احادیث نبویہ کے تتبع سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مقتدی پر قرأت فرض اور واجب نہیں چنانچہ ہم اس کو پہلے بیان کرچکے ہیں اور اگر کوئی شخص اس طرح قرأت کرے جو امام کو پریشان کردے اسکی بھی ممانعت حدیث سے ثابت ہوتی ہے ہاں اگر کوئی خرابی نہ ہونے پائے اور مقتدی قرأت کرے تو اسکا جواز بلکہ استحباب بھی احادیث سے نکلتا ہے۔ صحابہ کے اقوال و افعال اسمیں مختلف ہیں بعض قرأت نہیں کرتے تھے اور منع کرتے تھے جیسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ بعض سے اجازت اور منع دونوں منقول ہیں جیسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ طحاوی ان سے اجازت روایت کرتے ہیں اور امام محمد ممانعت۔ بعض سے آہستہ آواز کی نماز میں اجازت بلند آواز کی نماز میں ممانعت منقول ہے بعض سے ہر وقت کی نماز میں اجازت منقول ہے۔ ہمارے فقہا کا مذہب یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قرأت امام اور منفرد پر واجب ہے مقتدی پر واجب نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے اور بعض نے مفسد نماز بھی لکھدیا ہے اور بعض نے آہستہ آواز کی نماز میں مستحب اور بلند آواز کی نماز میں مکروہ لکھا ہے۔ اور یہی مسلک معتدل اور قابل اختیار کرنے کے ہے امام محمد سے بھی صاحب ہدایہ نے اسی مذہب کو نقل کیا ہے۔ شیخ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی نے اس مسئلہ کو رسالہ مذہب فاروق اعظم اور حجۃ اللہ البالغہ میں بہت صاف لکھا ہے اور اس سے بھی مفصل اور مدلل علامہ لکھنوی نے اپنے رسالہ امام الکلام میں جو خاص اسی مسئلہ میں تحریر فرمایا ہے اگر زیادہ تحقیق کسی کو منظور ہو تو ان کتابوں کو دیکھے ہمنے یہاں بقدر ضرورت نہایت اختصار کے ساتھ لکھدیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۱۲

دو حال سے خالی نہین اختیاری ہوگا یا بے اختیاری یعنی اسکے وجود مین یا اُس کے سبب مین بندون کے اختیار کو دخل ہوگا یا نہین اگر اختیاری ہوگا تو نماز فاسد ہو جائیگی مثلاً کوئی شخص نماز مین قہقہہ کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن مین کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر مین لگے اور خون نکل آئے ان سب صورتون مین نماز فاسد ہو جائیگی اس لیے کہ یہ تمام افعال بندون کے اختیار سے صادر ہوئے ہین۔ اور اگر بے اختیاری ہوگا تو اُسمین دو صورتین ہین یا نادر الوقوع ہوگا جیسے قہقہہ جنون بیہوشی وغیرہ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح پیشاب پاخانہ مذی وغیرہ اگر نادر الوقوع ہوگا تو نماز فاسد ہو جائیگی اگر نادر الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اُس شخص کو اختیار ہے کہ بعد اُس حدث کے رفع کرنے کے اُسی نماز کو تمام کرلے اور اگر نماز کا اعادہ کرلے تو بہتر ہے۔

اس صورت مین نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطین ہین۔ (۱) کسی رکن کو حالتِ حدث مین ادا نہ کرے (۲) کسی رکن کو چلنے کی حالت مین ادا نہ کرے مثلاً جب وضو کے لیئے جائے یا وضو کر کے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے اس لیئے کہ قرأت نماز کا رکن ہے (۳) کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو (۴) بعد حدث کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کے لیے جائے ہان اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو مضائقہ نہین مثلاً صفین زیادہ ہون اور خود پہلی صف مین ہو اور صفون کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو (۵) مقتدی کو ہر حال مین اور امام کو اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز وہین پڑھنا جہان پہلے شروع کی تھی (۶) امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کرنا جسمین امامت کی صلاحیت نہ ہو۔

منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اُس کو چاہیے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کرلے اور جسقدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحبات کے ساتھ چاہیئے اور اس زمانہ مین کوئی کلام وغیرہ نہ کرے پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے حاصل یہ کہ جسقدر حرکت سخت ضروری ہو اُس سے زیادہ نہ کرے بعد وضو کے چاہے وہین اپنی نماز تمام کرلے جہان پہلے تھا

وہان جاکر پڑھے۔

امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قعدۂ اخیرہ مین ہو تو اُس کو چاہیئے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کرنے کیلئے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیون مین جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اُسکو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مسبوق کو کر دے تب بھی جائز ہے۔ اور اس مسبوق کو اشارے سے بتا دے کہ اتنی رکعتین وغیرہ میرے اوپر باقی ہین رکعتون کیلئے انگلی سے اشارہ کرے مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک اُنگلی اُٹھا دے دو رکعت باقی ہون تو دو اُنگلی۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھدے سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر قرأت باقی ہو تو مُنھ پر سجدۂ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر سجدہ سہو کرنا ہو تو سینے پر۔

پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت مین آکر اپنے خلیفہ کا مقتدی بنجائے اور جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کرلے خواہ جہان وضو کیا ہے وہین یا جہان پہلے تھا وہان۔ اگر پانی مسجد کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہین چاہے کرے اور چاہے نہ کرے بلکہ جب خود وضو کرکے آئے پھر امام بنجائے اور اتنی دیر تک مقتدی اس کے انتظار مین رہین (شامی وغیرہ) خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہین رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے لہذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرے۔ اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے مین سے خلیفہ کر دین یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھکر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام کی نیت کرلے تب بھی درست ہے بشرطیکہ امام مسجد سے باہر نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد مین نہوتی ہو تو صفون سے یا سُترے سے آگے نہ بڑھا ہو۔ اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اس کو بھی فوراً سلام پھیر کر وضو کرنا چاہیئے۔ بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہو تو جماعت مین شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کرلے۔

مقتدی کو ہر حال مین اپنے مقام پر جاکر نماز پڑھنا چاہیئے خواہ جماعت باقی ہو یا نہین۔ اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے تو اس کو چاہیئے کہ جس قدر رکعتین وغیرہ امام پر باقی تھین اُنکو ادا کرکے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تاکہ وہ سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتون کے ادا کرنے مین مصروف ہو۔

اگر کسی کو قعدۂ اخیرہ مین بعد اسکے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا عمداً حدث اصغر کرے یا بیہوش ہو جائے یا قہقہہ کے ساتھ ہنسے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اُس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔

نماز کے اقسام اور اُنکے پڑھنے کا طریقہ اور نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن و مستحبات وغیرہ اور جن چیزون سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور جو چیزین حالت نماز مین مکروہ ہین ان سب کا بیان بتفصیل ہو چکا - اب ہم چاہتے ہین کہ ان سب مضامین کو بحذف تفصیل تین نقشون مین درج کرین - پہلے نقشہ مین نماز کے اقسام دوسرے نقشہ مین نماز کے فرائض واجبات سنن مستحبات - تیسرے نقشہ مین نماز کے مکروہات و مفسدات تاکہ یہ اجمالی صورت ذہن نشین ہو جائے اور ما سبق کی تفصیل بھی از سر نو تازہ ہو جائے۔

پہلا نقشہ

فرض نمازین	واجب نمازین	مسنون نمازین	مستحب نمازین
فرض نمازین دن رات مین جمعہ کے دن پندرہ اور دوسرے دنون مین ستر ورکعت ہین۔ دُو رکعت فجر کے وقت چارؔ ظہر کے وقت اور جمعہ کے دن بجاے چار رکعت کے دو۔ چارؔ عصر کے وقت تینؔ مغرب کے وقت چارؔ عشا کے وقت یہ نمازین فرض ہین ہین۔ اور جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے۔	شریعت کیطرف سے تین نمازین واجب ہین وتر اور عیدین وتر تین رکعت ہر روز عشا کے بعد اور عیدین دو دو رکعت سال بھر بعد انکے علاوہ جو نماز نذر کیجاوے وہ بھی واجب ہے اور ہر نفل بعد شروع کردینے کے واجب ہو جاتی ہے یعنی اسکا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے مین اسکی قضا ضروری ہے۔	فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت ظہر کے وقت چھ رکعت چار فرض سے پہلے دو فرض کے بعد مغرب کے وقت دو رکعت فرض کے بعد عشا کے وقت دو رکعت فرض کے بعد نماز تہجد۔ تحیۃ المسجد۔ نماز تراویح بیس رکعت نماز احرام۔ نماز کسوف دو رکعت نماز خسوف دو رکعت	وتر کے بعد دو رکعت سنت وضو دو رکعت نماز سفر دو رکعت نماز استخارہ دو رکعت نماز حاجت دو رکعت صلوٰۃ الاوابین چھ رکعت صلوٰۃ التسبیح چار رکعت نماز توبہ دو رکعت نماز قتل دو رکعت۔

دوسرا نقشہ

فرائض	واجبات
(۱) قیام (۲) قرأت (۳) رکوع۔ (۴) سجدہ (۵) قعدۂ اخیرہ (۶) نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا۔	(۱) تکبیر تحریمہ مین اللہ اکبر کا لفظ ہونا (۲) بعد تکبیر تحریمہ کے بقدر سورہ فاتحہ کے قیام کرنا (۳) فرض نمازون کے پہلے دو رکعت باقی نمازون کی سب رکعتون مین سورۂ فاتحہ پڑھنا (۴) سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا فرض کی پہلی دو رکعت اور باقی نمازون کی سب رکعتون مین۔ (۵) قومہ (۶) تعدیل ارکان یعنی رکوع سجدون مین اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح پڑھی جاسکے (۷) جلسہ (۸) قعدۂ اولی بقدر التحیات کے (۹) دونون قعدون مین ایک مرتبہ التحیات پڑھنا (۱۰) نماز مین اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل نہ کرنا جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہوجائے (۱۱) نماز وتر مین دعاے قنوت (۱۲) عیدین مین چھ تکبیرین (۱۳) عیدین کی دوسری رکعت کے رکوع مین تکبیر (۱۴) امام کو فجر مغرب عشا کی پہلی دو رکعتون مین بلند آواز سے قرأت کرنا اور باقی نمازون مین آہستہ آواز سے (۱۵) نماز کو دو مرتبہ السلام علیکم کہکر ختم کرنا۔

بقیہ دوسرا نقشہ

سنن

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت سر نہ جھکانا۔ (۲) تکبیر تحریمہ سے پہلے دونون ہاتھون کا اٹھانا مردون کو کانون تک عورتون کو شانون تک (۳) اٹھے ہوے ہاتھونکی ہتھیلیان قبلہ رخ ہونا (۴) ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیون کا نہ کشادہ کرنا نہ ملانا (۵) بعد تکبیر تحریمہ کے فوراً ہاتھ باندھ لینا مردونکو ناف کے نیچے عورتون کو سینے پر (۶) مردونکو اس طرح کہ بائین کلائی داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کے حلقہ مین ہو اور داہنی تین انگلیان بائین کلائی کے اوپر ہون اور عورتون کو صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھ لینا (۷) بعد ہاتھ باندھنے کے فوراً سبحانک اللہم پڑھنا۔ (۸) منفرد اور امام کو بعد سبحانک اللہم کے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا (۹) ہر رکعت کے شروع پر بسم اللہ پڑھنا (۱۰) بعد سورۂ فاتحہ کے آہستہ آواز سے آمین کہنا (۱۱) حالت قیام مین دونون قدمون کے درمیان چار انگل کا فصل ہونا (۱۲) فجر اور ظہر کے فرض مین طوال مفصل عصر عشا مین اوساط مغرب مین قصار پڑھنا (۱۳) فجر کی پہلی رکعت مین دوسری رکعت سے ڈیوڑھی سورت پڑھنا۔ (۱۴) رکوع سجدون مین جاتے وقت اور سجدہ سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ (۱۵) مردون کو رکوع مین گھٹنون کا دونون ہاتھ سے پکڑنا اور عورتون کو صرف رکھ لینا (۱۶) مردون کو کشادہ کر کے گھٹنون پر رکھنا اور عورتون کو ملا کر (۱۷) رکوع کی حالت مین پنڈلیون کا سیدھا رکھنا (۱۸) مردون کو رکوع مین اچھی طرح جھک جانا عورتون کو صرف اسقدر کہ ہاتھ گھٹنون تک پہونچ جائین (۱۹) کم سے کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم رکوع مین اور سبحان ربی الاعلی سجدون مین کہنا (۲۰) رکوع مین مردون کو ہاتھ پہلو سے جدا رکھنا (۲۱) قومہ مین امام کو صرف سمع اللہ۔ مقتدی کو صرف ربنا۔ منفرد کو دونون کہنا (۲۲) سجدہ مین جاتے وقت پہلے گھٹنے کا پھر ہاتھون کا پھر ناک پھر پیشانی کا زمین پر رکھنا اور اٹھتے وقت اسکے برعکس (۲۳) سجدہ مین منھ کو دونون ہاتھون کے درمیان رکھنا (۲۴) سجدہ مین مردون کو اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیون کا پہلو سے جدا رکھنا اور ہاتھون کی باہون کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا۔ (۲۵) سجدہ کی حالت مین دونون ہاتھون کی انگلیون کا ملا ہوا رکھنا اور پیر کی انگلیون کا رخ قبلہ کی طرف اور دونون زانوؤن کا ملا ہوا رکھنا (۲۶) سجدہ سے کھڑے ہوتے وقت زمین سے سہارا نہ دینا (۲۷) دونون سجدون کے درمیان مین اور قعدۂ اولیٰ و اخریٰ مین اسی خاص کیفیت سے بیٹھنا جو اوپر بیان ہوا (۲۸) التحیات مین خاص کیفیت سے اشارہ کرنا (۲۹) فرض کے پہلے دو رکعت کے بعد ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ پڑھنا (۳۰) قعدۂ اخیرہ مین بعد التحیات کے درود پڑھنا (۳۱) بعد درود کے کوئی دعائے ماثورہ پڑھنا (۳۲) السلام علیکم کہتے وقت داہنے بائین طرف منھ پھیرنا پہلے داہنی طرف پھر بائین طرف (۳۳) امام کو بلند آواز سے سلام کہنا (۳۴) دوسرے سلام کی آواز کا پہلے سلام سے پست ہونا۔ (۳۵) امام کو سلام مین مقتدیون اور فرشتون کی اور مقتدیون کو اپنے ساتھ والون اور امام اور فرشتون کی اور منفرد کو صرف فرشتون کی نیت کرنا۔

مستحبات

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردون کو آستین وغیرہ سے ہاتھ باہر نکال لینا (۲) حالت قیام مین سجدہ کے مقام پر رکوع مین قدم پر سجدے مین ناک پر بیٹھنے کی حالت مین گود پر سلام کی حالت مین شانون پر نظر رکھنا (۳) کھانسی جمھائی کا روکنا (۴) اگر جمھائی آجائے تو حالت قیام مین داہنے ہاتھ ورنہ بائین ہاتھ کی پشت سے منھ بند کر لینا (۵) بعد قد قامت الصلوٰۃ کے فوراً امام کو تکبیر تحریمہ کہنا (۶) دونون قعدون مین وہی خاص التحیات پڑھنا (۷) دعائے قنوت مین اللہم انا نستعینک اور اللہم اہدنی پڑھنا۔

تیسرا نقشہ

جن چیزون سے نماز فاسد ہوجاتی ہی

(۱) نماز کی شرائط مین سے کسی شرط کا مفقود ہوجانا (۲) نماز کے فرائض کا چھوٹ جانا - (۳) نماز کے واجبات کا عمداً چھوڑ دینا (۴) نماز کے واجبات کا سہواً چھوڑ کر سجدۂ سہو نہ کرنا (۵) حالت نماز مین کلام کرنا (۶) بے عذر اور بے کسی غرض صحیح کے کھانسنا (۷) کسی مصیبت یا درد کے سبب سے رونا یا آہ یا اُف کرنا (۸) کھانا پینا (۹) وہ عمل کثیر جو افعال و اعمال نماز کی جنس سے نہو (۱۰) نماز مین بے عذر چلنا پھرنا (۱۱) عورت کا حالت نماز مین محاذی ہوجانا گیارہ شرطون کے ساتھ جو اوپر بیان ہوچکین (۱۲) نماز کی صحت کی شرائط مفقود ہوجانے کے بعد کسی رکن کا ادا کرنا (۱۳) امام کا بعد حدث کے بے خلیفہ کئے ہوئے مسجد سے چلا جانا (۱۴) ایسے شخص کو خلیفہ کردینا جسمین امامت کی صلاحیت نہو (۱۵) مقتدی لاحق کا ہر حال مین اور امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز کو غیر موضع اقتدا مین تمام کرنا (۱۶) قرآن مجید کی قرأت مین غلطی کرنا بتفصیل مذکور۔

جو چیزین نماز مین مکروہ ہین

مکروہ تحریمی (۱) حالتِ نماز مین کپڑے کا خلاف دستور پہننا (۲) رکوع سجدہ مین جاتے وقت مٹی وغیرہ سے بچانے کیلئے کپڑون کا اٹھالینا (۳) حالت نماز مین کوئی لغو فعل کرنا جو عمل کثیر کی حد تک پہونچے (۴) جو خراب کپڑے لوگون کے سامنے پہنکر نہ نکل سکتا ہو اُنکو حالت نماز مین پہننا (۵) برہنہ سر نماز پڑھنا بشرطیکہ اظہار خشوع کیلئے نہ ہو (۶) پیشاب پاخانہ یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت بے ضرورت رفع کئے ہوئے نماز پڑھنا - (۷) سجدہ کے مقام سے کنکریون کا ہٹانا بشرطیکہ بے ہٹائے ہوئے سجدہ ممکن ہو (۸) حالتِ نماز مین اُنگلیونکا توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیان دوسرے ہاتھ کی انگلیو مین داخل کرنا (۹) نماز مین ہاتھ کو لے پر رکھنا (۱۰) منھ قبلے سے پھیرنا (۱۱) حالتِ نماز مین اس طرح بیٹھنا کہ دونون ہاتھ اور سُرین زمین پر ہون اور دونون زانو کھڑے ہوے سینے سے لگے ہون (۱۲) مردون کو دونون ہاتھون کی کہنیون کا سجدہ مین زمین پر بچھا دینا (۱۳) کسی آدمی کی طرف سجدہ کرنا (۱۴) صرف پیشانی یا ناک پر سجدہ کرنا (۱۵) عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا (۱۶) حالت نماز مین وہ کپڑا پہننا جسمین جاندار کی تصویر ہو بتفصیل مذکور (۱۷) حالت نماز مین بے ضرورت عمل قلیل کرنا (۱۸) ناک اور منھ کپڑے سے بند کرلینا (۱۹) قرأت ختم ہونے سے پہلے رکوع کیلئے جھک جانا اور اس جھکنے کی حالت مین باقی قرأت تمام کرنا (۲۰) کسی ایسے کپڑے کو پہننا جسمین بقدر معافی نجاست ہو - (۲۱) فرض نمازون مین قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قرأت کرنا (۲۲) نماز کی سُنن مین کسی سنت کا ترک کردینا (۲۳) مقتدی کو امام کے پیچھے کچھ پڑھنا جس سے قرآن مجید کے سُننے مین خلل واقع ہو یا امام کی قرأت مین انتشار ہو۔

مکروہ تنزیہی (۱) کوئی ٹکڑا چاندی سونے پتھر وغیرہ کا منھ مین رکھ لینا بشرطیکہ قرأت مین مخل نہو (۲) مردونکو اپنے بالون کا جوڑا باندھکر نماز پڑھنا (۳) گوشۂ چشم سے بے ضرورت ادھر اُدھر دیکھنا (۴) سلام یا سلام کا جواب اشارے سے دینا (۵) نماز مین بے عذر چار زانو بیٹھنا (۶) جمھائی لینا - (۷) آنکھونکا بند کرلینا (۸) امام کا محراب مین کھڑا ہونا (۹) صرف امام کا کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا (۱۰) مقتدیون کا بے ضرورت کسی مقام پر کھڑے ہونا (۱۱) آیتون یا سورتون وغیرہ کا انگلیون پر شمار کرنا (۱۲) فرض نمازون مین ایک ہی سورت کی کچھ آیتین ایک رکعت مین اور کچھ دوسری رکعت مین پڑھنا بشرطیکہ درمیان مین دو آیتون سے کم چھوڑا جائے (۱۳) فرض نمازون مین ایک سورت کا درمیان مین چھوڑکر دو سورتون کا ایک ہی رکعت مین پڑھنا۔

نماز مین سہو کا بیان

نماز کے سنن اور مستحبات کے ترک سے نماز مین کچھ خرابی نہین آتی یعنی صحیح ہو جاتی ہے ہان جن سنن کے چھوڑ دینے سے نماز مین کراہت تحریمیہ آجاتی ہے اُن کے ترک سے البتہ نماز کا اعادہ کرلینا چاہیے اس لیے کہ جو نماز کراہت تحریمیہ کے ساتھ ادا کیجائے اُس نماز کا اعادہ واجب ہے (شامی)

نماز کے فرائض مین اگر کوئی چیز سہواً یا عمداً چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اُسکا کوئی تدارک نہین ہو سکتا۔

نماز کے واجبات مین اگر کوئی چیز عمداً چھوٹ جائے تو اُسکا بھی تدارک نہین ہو سکتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

نماز کے واجبات مین اگر کوئی چیز سہواً چھوٹ جائے تو اُسکا تدارک ہو سکتا ہے وہ تدارک یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ مین بعد التحیات پڑھنے کے داہنی طرف ایک مرتبہ سلام پھیر کر دو سجدے کیے جائین اور بعد سجدون کے پھر قعدہ کیا جائے اور التحیات اور درود شریف اور دعا بدستور معمول پڑھکر سلام پھیرا جائے ان سجدون کو سجدۂ سہو کہتے ہین (شامی)

سجدۂ سہو کرلینے سے وہ خرابی جو ترک واجب کے سبب سے نماز مین آئی تھی رفع ہو جاتی ہے۔ خواہ وہ جس قدر واجب چھوٹ گئے ہون دو ہی سجدے کافی ہین یہان تک کہ اگر کسی سے نماز کے سب واجبات چھوٹ گئے ہون اُس کو بھی دو ہی سجدے کرنا چاہئین دو سے زیادہ سجدۂ سہو مشروع نہین۔ (درمختار)

سجدۂ سہو اُس شخص پر واجب ہے جس سے کوئی واجب نماز کا چھوٹ گیا ہو اور بعد سجدہ کے التحیات پڑھنا بھی واجب ہے۔ افضل یہ ہے کہ بعد داہنی طرف سلام پھیرنے کے یہ سجدے کیے جائین اور اگر بے سلام پھیرے یا سامنے ہی سلام کہکر سجدے کرلیے جائین تب بھی جائز ہے۔ نماز کے واجبات چونکہ اس سے پہلے بیان ہو چکے ہین لہذا یہان اب ہر واجب کے ترک کا ذکر کرنا بیکار ہے۔ ہان چند واجبات کا بحسب ضرورت ذکر کیا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ یا دوسری سورت چھوڑ جائے اور اُسی رکعت کے رکوع مین یا بعد رکوع کے

یاد آجائے تو اُسکو چاہیئے کہ کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی سورت کو پڑھ لے اور پھر رکوع کرے اور سجدہ سہو کرے اسلیئے کہ رکوع کے ادا کرنے میں تاخیر ہوگئی اور اگر سورہ فاتحہ وغیرہ چھوٹ جائے اور دوسری رکعت میں یاد آئے تو اگر دوسری سورت چھوٹی ہے تو اوسکو پڑھ لے اور سورہ فاتحہ چھوٹی ہو تو اُس کو نہ پڑھے ورنہ ایک رکعت دو سورہ فاتحہ ہو جائینگی اور تکرار سورہ فاتحہ کی مشروع نہیں اِس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔

اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ سے پہلے دوسری سورت پڑھجائے اور اُسی وقت اُس کو خیال آجائے تو چاہیئے کہ سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد پھر سورت پڑھے اور سجدہ سہو کرے اسلیئے کہ دوسری سورت کا سورہ فاتحہ کے بعد پڑھنا واجب ہی اور یہاں اسکے خلاف ہوا۔

اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ دو مرتبہ پڑھ جائے تو اُسکو بھی سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔ اسلیئے کہ سورہ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد دوسری سورت کا ملانا واجب ہے،

اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص بلند آواز سے قرأت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرأت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لیئے کافی نہ ہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں تو کچھ مضایقہ نہیں۔

اگر کوئی شخص حالت قیام میں التحیات پڑھ جائے تو اگر پہلی رکعت ہو اور سورہ فاتحہ سے پہلے پڑھے تو کچھ حرج نہیں اسلیئے کہ تحریمہ اور سورہ فاتحہ کے درمیان میں کوئی ایسی چیز پڑھنا چاہیئے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو اور التحیات بھی اِسی قسم سے ہی اور اگر قرأت کے بعد پڑھے یا دوسری رکعت میں پڑھے خواہ قرأت سے پہلے یا قرأت کے بعد اُسکو سجدہ سہو کرنا چاہیئے اسلیئے کہ قرأت کے بعد فوراً رکوع کرنا واجب ہے اور دوسری رکعت کی ابتدا بھی قرأت سے کرنا واجب ہے۔

اگر کوئی شخص قومہ بھول جائے یا سجدوں کے درمیان میں جلسہ نہ کرے تو اوس کو بھی سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص کسی رکعت میں ایک ہی سجدہ کرے دوسرا سجدہ بھول جائے اور دوسری رکعت میں یا دوسری رکعت کے بعد یا قعدہ اخیرہ میں قبل التحیات پڑھنے کے یاد آجائے تو اُس سجدہ کو ادا کرلے اور سجدہ سہو کرے اور اگر قعدہ اخیرہ میں بعد التحیات کے یاد کرے تو اُس سجدہ کو ادا کر کے پھر التحیات

پڑھے اور سجدۂ سہو کرے،

اگر کوئی شخص کسی رکعت مین سجدہ کر لے رکوع نہ کرے اور دوسری رکعت سے پہلے اُسکو یاد آجائے تو اُسکو چاہیئے کہ رکوع کرے اور پھر سجدہ کرے بعد اُسکے دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو اور سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر دوسری رکعت سے پہلے نہ یاد آئے بلکہ دوسری رکعت مین تو دوسری رکعت کا رکوع پہلی رکعت کا رکوع سمجھا جائیگا اور یہ دوسری رکعت کالعدم ہو جائیگی اسکے عوض میں اور رکعت اُسکو پڑھنا ہوگی۔ اِس صورت میں بھی سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔

اگر کوئی شخص قعدۂ اولیٰ بھول جائے تو اگر پورا کھڑا ہو چکا ہو تو پھر نہ بیٹھے اور سجدۂ سہو کرلے اور اگر پورا نہ کھڑا ہوا ہو بلکہ سجدے سے قریب ہو یعنی گھٹنوں سے اونچا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور اس صورت میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔

اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو جائے اور قبل سجدہ کرنے کے اُسکو یاد آجائے تو اُسکو چاہیئے کہ بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کرلے اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو پھر نہیں بیٹھ سکتا بلکہ اُسکی یہ نماز اگر فرض کی نیت سے پڑھتا تھا تو نفل ہو جائیگی اور اسکو اختیار ہے کہ اس ایک رکعت کے ساتھ دوسری رکعت اور ملالے تاکہ یہ رکعت بھی ضائع نہ ہو اور دو رکعتیں یہ بھی نفل ہو جائیں۔ اگر عصر اور فجر کے فرض میں یہ واقعہ پیش آجائے تب بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اسلئے کہ عصر اور فجر کے فرض کے بعد نفل مکروہ ہے اور یہ رکعتیں فرض نہیں رہیں بلکہ نفل ہو گئی ہیں پس گویا فرض سے پہلے نفل پڑھی گئی اور اس میں کچھ کراہت نہیں۔ مغرب کے فرض میں صرف یہی رکعت کافی ہے دوسری رکعت نہ ملائے ورنہ پانچ رکعت ہو جائے گی۔ اور نفل میں طاق رکعتیں منقول نہیں اور اس صورت میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہ ہوگی۔ (در مختار۔ رد المحتار وغیرہ)

اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ میں بعد اس قدر بیٹھنے کے جس میں التحیات پڑھی جاسکے کھڑا ہو جائے تو اگر سجدہ نہ کر چکا ہو تو بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کرلے اسلئے کہ سلام کے اوا کرنے میں جو واجب تھا تاخیر ہو گئی اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو اُسکو چاہیئے کہ ایک رکعت اور ملالے تاکہ یہ رکعت ضائع نہ ہو اور اگر رکعت نہ ملائے بلکہ اسی رکعت کے بعد سلام پھیر دے تب بھی جائز ہے مگر ملا دینا بہتر ہے اس صورت مین اُسکی وہ رکعتیں اگر فرض کی نیت کی تھی تو فرض ہی رہینگی نفل نہ ہو جائیں گی عصر اور فجر کے

فرض میں بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اسلئے کہ بعد عصر اور فجر کے فرض کے قصداً نفل پڑھنا مکروہ ہے اگر سہواً پڑھ لی جائے تو کچھ کراہت نہیں اس صورت میں فرض کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی گئی ہیں یہ اُن موکدہ سنتوں کی قائم مقام نہیں ہو سکتیں جو فرض کے بعد ظہر مغرب عشا کے وقت مسنون ہیں کیونکہ اُن سنتوں کا نئی تحریمہ سے ادا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (درمختار ردالمحتار)

اگر کوئی شخص نماز میں ایسا فعل کرے جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے اُسکو بھی سجدہ سہو کر لینا چاہیئے مثال (۱) سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی شخص اسقدر سکوت کرے جس کوئی رکن ادا ہو سکے (۲) کوئی شخص بعد قرأت کے اتنی ہی دیر تک سکوت کیئے ہوئے کھڑا رہے (۳) کوئی شخص قعدۂ اولیٰ میں بعد التحیات کے اتنی ہی دیر تک چپ بیٹھا رہے یا درود شریف پڑھے یا کوئی دعا مانگے اِن سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

اگر کسی شخص سے سہو ہو گیا اور سجدۂ سہو کرنا اُسکو یاد نہ رہے یہاں تک کہ نماز ختم کرنے کی غرض سے سلام پھیر دے اسکے بعد سجدۂ سہو کا اُسکو خیال آئے تو اب بھی وہ سجدۂ سہو کر سکتا ہے۔ تاوقتیکہ قبلے سے نہ پھرے یا کلام نہ کرے۔

اگر کسی نے ظہر کے فرض میں دو ہی رکعت کے بعد یہ سمجھکر کہ میں چاروں رکعتیں پڑھ چکا ہوں سلام پھیر دیا اور بعد سلام کے خیال آیا تو اُسکو چاہیئے کہ دو رکعتیں اور پڑھکر تمام کر دے اور سجدہ سہو کرلے۔

اگر کسی نماز میں شک ہو جائے کہ کے رکعتیں پڑھ چکا ہے تو اُس کی عادت شک کرنے کی نہو تو اُسکو چاہیئے کہ پھر نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر اُسکو شک ہوا کرتا ہو تو اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جے رکعتیں اسکو غالب گمان سے یاد پڑیں اسی قدر رکعتیں سمجھے کہ پڑھ چکا ہے اور اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو کمی کی جانب کو اختیار کرے مثلاً کسی کو ظہر کی نماز میں شک ہو کہ تین رکعتیں پڑھ چکا ہے یا چار اور غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اُسکو چاہیئے کہ تین شمار کرے اور ایک رکعت اور پڑھکر نماز پوری کرے اور ان سب صورتوں میں اسکو سجدۂ سہو کرنا چاہیئے۔

اگر کسی شخص کو کسی رکعت کے بعد یہ شبہہ ہو کہ اسکے بعد قعدہ کرنا چاہیئے خواہ قعدۂ اولیٰ کا شبہہ ہو یا قعدۂ اخیرہ کا تو اُسکو چاہیئے کہ وہاں قعدہ کرے۔ اور سجدۂ سہو کرے۔

قضا نمازوں کا بیان

بے عذر نماز کا قضا کرنا گناہ کبیرہ ہی جو بے صدق دل سے توبہ کئے ہوئے معاف نہیں ہوتا۔ حج کرنے سے بھی گناہ کبیرہ معاف ہوتے ہیں اور ارحم الراحمین کو اختیار ہو کہ بے کسی وسیلہ اور سبب کے معاف کر دے۔ اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہو گئی ہو تو اُنکو چاہیئے کہ اُس نماز کو جماعت سے ادا کریں اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قرأت کیجائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے قضا نماز کا بالاعلان ادا کرنا گناہ ہے اس لیئے کہ نماز کا قضا ہونا گناہ ہی اور گناہ کا ظاہر کرنا گناہ ہے نماز قضا کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو ادا نماز کا ہے قضا نماز میں یہ بھی نیت کرنا چاہیئے کہ میں فلاں نماز کی قضا پڑھتا ہوں اور اگر نہ کرے تب بھی جائز ہی اسلیئے کہ قضا بہ نیت ادا اور ادا بہ نیت قضا درست ہے۔

فرض نمازوں کی قضا بھی فرض اور واجب کی قضا واجب ہے۔ وتر کی قضا واجب ہی اور اسی طرح نذر کی نماز اور اُس نفل کی جو شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو اسلیئے کہ نفل بعد شروع کرنے کے واجب ہو جاتی ہی۔ سنن مؤکدہ وغیرہ یا اور کسی نفل کی قضا نہیں ہو سکتی بلکہ جو نماز اُن کی قضا کی غرض سے پڑھی جائیگی وہ مستقل نماز علیحدہ سمجھی جائیگی اُسکی قضا نہ ہو گی۔ ہاں فجر کی سنتوں کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر فرض کے ساتھ قضا ہو جائیں اور فرض کی قضا قبل زوال کے پڑھی جائے تو وہ سنتیں بھی پڑھی جائیں اور اگر بعد زوال کے پڑھی جائے تو نہیں اور اگر صرف سنتیں قضا ہوئی ہوں تو بعد طلوع آفتاب کے زوال سے پہلے پڑھ لیجائیں۔ اور ظہر کی سنتوں کیلئے یہ حکم ہے کہ اگر رہ جائیں تو وقت کے اندر قبل اُن دو سنتوں کے جو فرض کے بعد میں پڑھ لی جائیں وقت کے بعد نہیں پڑھی جا سکتیں خواہ فرض کے ساتھ رہ جائیں یا تنہا۔

وقتی نماز اور قضا نمازیں اور ایسا ہی قضا نمازوں میں باہم ترتیب ضروری ہی بشرطیکہ وہ قضا فرض نماز کی ہو یا وتر کی مثلاً کسیکی ظہر کی نماز قضا ہو گئی ہو تو ظہر کی قضا اور عصر کی وقتی نماز میں ترتیب کی رعایت ضروری ہی یعنی جب تک پہلے ظہر کی قضا نہ پڑھ لیگا عصر کی فرض نہیں پڑھ سکتا اور اگر پڑھیگا تو وہ نفل ہو جائے گی۔ اور اگر کسی نے وتر نہ پڑھی ہو تو وہ فجر کا فرض بے وتر ادا کیئے ہوئے نہیں

پڑھ سکتا۔ اسی طرح اگر کسی کے ذمے فجر اور ظہر کی قضا ہو تو ان دونوں کے آپس میں بھی ترتیب ضروری ہے یعنی جب تک پہلے فجر کی قضا نہ پڑھ لیگا ظہر کی قضا نہیں پڑھ سکتا ہے۔ اور اگر پڑھے تو وہ نفل ہو جائیگی اور ظہر کی قضا بدستور اُسکے ذمے باقی رہیگی۔ ہاں اگر بعد اُس قضا کے پانچ نمازیں اسی طرح پڑھ لیجائیں تو پھر یہ پانچوں صحیح ہو جائینگی یعنی نفل نہ ہونگی فرض رہیں گی۔ چنانچہ آگے بیان ہوگا ترتیب اِن صورتوں میں ساقط ہو جاتی ہے۔

پہلی صورت۔ نسیان۔ یعنی قضا نماز کا یاد نہ رہنا۔ اگر کسی کے ذمے قضا نماز ہو اور اُس کو وقتی نماز پڑھتے وقت اُسکے ادا کرنے کا خیال نہ رہے تو اُسپر ترتیب واجب نہیں اور اُسکی وقتی نماز جسکو ادا کر رہا ہے صحیح ہو جائیگی اسلیئے کہ قضا نماز پڑھنے کا حکم یاد کرنے پر مشروط ہے۔

اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں مختلف ایام میں قضا ہوئی ہوں مثلاً ظہر کسی دن کی اور عصر کسی دن کی اور مغرب کسی دن کی اور اوسکو یہ یاد نہ رہے کہ پہلے کون قضا ہوئی تھی تو اِس صورت میں اُن کی آپس کی ترتیب ساقط ہو جائیگی جسکو چاہے پہلے ادا کرے چاہے پہلے ظہر کی قضا پڑھے یا عصر کی یا مغرب کی۔ (شامی)

اگر نماز شروع کرتے وقت قضا نماز کا خیال نہ تھا بعد شروع کرنے کے خیال آیا تو اگر قبل قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے یا بعد التحیات پڑھنے کے مگر قبل سلام کے یہ خیال آجائے تو وہ نماز اسکی نفل ہو جائیگی اور فرض اُسکو پھر پڑھنا ہوگا۔ (شامی)

اگر کسی شخص کو وجوب ترتیب کا علم نہ ہو یعنی وہ یہ نہ جانتا ہو کہ پہلی قضا نمازوں کے بغیر پڑھے ہوئے وقتی نمازوں کو نہ پڑھنا چاہیئے تو اُس کا یہ جہل بھی نسیان کے حکم میں رکھا جائیگا اور ترتیب اِس سے ساقط ہو جائے گی (رد المحتار)

دوسری صورت۔ وقت کا تنگ ہو جانا۔ اگر کسی کے ذمہ کوئی قضا نماز ہو اور وقتی نماز ایسے تنگ وقت پڑھے جس میں صرف ایک نماز کی گنجائش ہو خواہ اُس وقتی کو پڑھ لے یا قضا کو تو اِس صورت میں ترتیب ساقط ہو جائیگی اور بغیر اِس قضا کے پڑھے ہوئے وقتی نماز کا پڑھنا اس شخص کے لیئے درست ہوگا۔ عصر کی نماز میں وقت مستحب کا اعتبار کیا گیا ہے یعنی اگر مستحب وقت میں صرف اسی قدر گنجائش ہو کہ عصر کا فرض پڑھا جا سکتا ہو اُس سے زیادہ گنجایش

نہ ہو تو ترتیب ساقط ہو جائیگی اگرچہ اصل وقت میں گنجایش ہو اسلیئے کہ بعد آفتاب زرد ہو جانے کے نماز مکروہ ہے۔ (شامی)

اگر کسی کے ذمے کئی نمازوں کی قضا ہو اور وقت میں سب کی گنجایش نہ ہو بعض کی گنجایش ہو تب بھی صحیح یہ ہے کہ ترتیب ساقط ہو جائیگی اور اُسپر یہ ضروری نہ ہوگا کہ جس قدر نمازوں کی گنجایش وقت میں ہو پہلے اُن کو ادا کرلے اُسکے بعد وقتی نماز پڑھے مثلاً کسی کی عشا کی نماز قضا ہوئی تھی اور فجر کو ایسے تنگ وقت میں اُٹھا کہ صرف پانچ رکعت کی گنجایش تھی تو اسپر یہ ضروری نہیں کہ پہلے وتر پڑھے تب صبح کی نماز پڑھے بلکہ بے وتر ادا کیئے ہوئے بھی اگر صبح کے فرض پڑھیگا تو درست ہے۔

تیسری صورت۔ قضا نمازوں کا پانچ سے زیادہ ہو جانا۔ وتر کا حساب اِن پانچ میں نہیں ہی اگر وہ بھی ملالی جائے تو یوں کہینگے کہ چھ سے زیادہ ہونا۔ یہ قضا نمازیں خواہ حقیقۃً قضا ہوں جیسے وہ نمازیں جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائیں یا حکماً قضا ہوں جیسے وہ نمازیں جو کسی قضا نماز کے بعد باوجود ترتیب واجب ہونے کے بے اُسکے ادا کیئے ہوئے پڑھ لیجائیں مثلاً کسی سے فجر کی نماز قضا ہوئی ہو اور وہ ظہر کی نماز بے اُسکے ادا کیئے ہوئے باوجود یاد ہونے اور وقت میں گنجایش کے پڑھ لے تو یہ ظہر کی نماز حکماً قضا میں شمار ہوگی اسکے بعد عصر کی نماز بھی حکماً قضا سمجھی جائیگی اگر بے ادا کیئے ہوئے اِن دونوں نمازوں کے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجایش کے پڑھ لے اسی طرح مغرب اور عشا کی بھی پھر جب دوسرے دن کی فجر پڑھے گا تو چونکہ اُس سے پہلے قضا نمازیں پانچ ہو چکی تھیں ایک حقیقۃً اور چار حکماً لہذا اب اُس کے اوپر ترتیب واجب نہ تھی اور یہ فجر کی نماز اُس کی صحیح ہو گی۔

پانچ نمازوں تک ترتیب باقی رہتی ہی اگرچہ وہ مختلف اوقات میں قضا ہوئی ہوں اور زمانہ بھی بہت گذر چکا ہو مثلاً کسی کی کوئی نماز قضا ہوئی تھی اور وہ اُسکو یاد نہ رہی چند روز کے بعد پھر اسکی کوئی نماز قضا ہو گئی اور اس کا بھی خیال اُسکو نہ رہا۔ پھر چند روز کے بعد اُس کی کوئی نماز قضا ہو گئی۔ اور وہ بھی اُسکو یاد نہ رہی پھر چند روز کے بعد اُس کی کوئی نماز قضا ہوئی اور اسکا بھی اُسکو خیال نہ رہا پھر چند روز کے بعد اور کوئی نماز قضا ہوئی اور وہ بھی اُسکو یاد نہ رہی تو اب

یہ پانچ نمازیں ہوئیں اب تک ان میں ترتیب واجب ہے یعنی اِن کے یاد ہوتے ہوئے باوجود وقت میں گنجایش کے وقتی فرض اگر پڑھے گا تو وہ صحیح نہ ہوگی اور نفل ہو جائیگی (درمختار - ردالمحتار)

ترتیب ساقط ہو جانے کے بعد پھر عود نہیں کرتی مثلاً کسی کی قضا نمازیں پانچ سے زیادہ ہو جائیں اور اس سبب سے اُسکی ترتیب ساقط ہو جائے بعد اس کے وہ اپنی قضائی نمازوں کو ادا کرنا شروع کرے یہاں تک کہ ادا کرتے کرتے پانچ رہ جائیں تو اب وہ صاحب ترتیب نہ ہوگا اور بغیر ان کے ادا کیے ہوئے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجایش کے جو فرض نماز پڑھے گا وہ صحیح ہوگی۔

اگر کسی کی کوئی نماز قضا ہو گئی ہو اور اس کے بعد اُس نے پانچ نمازیں اور پڑھ لی ہوں اور اُس قضا نماز کو باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجایش کے نہ پڑھا ہو تو پانچویں نماز کا وقت گذر جانے کے بعد یہ پانچوں نمازیں اسکی صحیح ہو جائیں گی۔ یعنی فرض رہیں گی اِس لیے کہ یہ پانچوں نمازیں حکماً قضا ہیں اور وہ ایک حقیقۃً قضا سب ملکر پانچ سے زیادہ ہو گئیں۔ لہذا ان میں ترتیب ساقط ہو گئی۔ اور ان کا ادا کرنا خلاف ترتیب درست ہو گیا۔

اگر کسی کی نمازیں حالتِ سفر میں قضا ہوئی ہوں اور اقامت کی حالت میں اُن کو ادا کرے تو قصر کے ساتھ قضا کرنا چاہیے یعنی چار رکعت والی نماز کی دو رکعت اسی طرح حالت اقامت میں جو نمازیں قضا ہوئی تھیں اُن کی قضا حالتِ سفر میں پڑھے تو پوری چار رکعتیں پڑھے قصر نہ کرے۔ (درمختار وغیرہ)

نفل نمازیں شروع کر دینے کے بعد واجب ہو جاتی ہیں اگرچہ وہ کسی وقت مکروہ میں شروع کی جائیں یعنی انکا تمام کرنا ضروری ہے اور اگر کسی قسم کا فساد یا کراہت تحریمیہ اُس میں آجائے تو اُن کی قضا پڑھنا واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ نفل قصداً شروع کی جائے اور شروع کرنا اُس کا صحیح ہو اگر قصداً نہ شروع کی جائے مثلاً کوئی شخص یہ خیال کرکے کہ میں نے ابھی فرض نماز نہیں پڑھی فرض کی نیت سے نماز شروع کرے بعد اسکے اسکو یاد آجائے کہ میں فرض پڑھ چکا تھا تو یہ نماز اس کی نفل ہو جائے گی اس کا تمام کرنا اُسپر ضروری نہ ہوگا اور اگر اُس میں فساد وغیرہ آجائیگا تو اُس کی قضا بھی اسکو نہ پڑھنا پڑیگی۔ اسی طرح اگر کوئی قعدہ اخیرہ میں سہواً کھڑا ہو جائے

اور دو رکعتیں پڑھ لے تو یہ دو رکعتیں اسکی نفل ہو جائیں گی اور چونکہ قصداً نہیں شروع کی تھیں اسلئے اُن کا تمام کرنا اُس پر ضروری نہیں نہ فاسد ہو جانے کی صورت میں اس کی قضا ضروری ہے۔ اور اگر شروع کرنا صحیح نہ ہو تب بھی اُس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے کی صورت میں اُس کی قضا نہ کرنا ہوگی۔ مثلاً کوئی مرد کسی عورت کی اقتدا میں نفل نماز شروع کرے تو یہ شروع کرنا ہی اُسکا صحیح نہ ہوگا۔

اگر نفل نماز شروع کر دینے کے بعد فاسد کر دی جائے تو صرف دو رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اگرچہ نیت دو رکعت سے زیادہ کی ہو اسلئے کہ نفل کا ہر شفع یعنی ہر دو رکعتیں علیحدہ نماز کا حکم رکھتی ہیں۔

اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور اُسکے دونوں شفع میں قرأت نہ کرے یا پہلے شفع میں قرأت نہ کرے یا دوسرے میں نہ کرے یا صرف پہلے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا صرف دوسرے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا پہلے شفع کی دونوں رکعتوں اور دوسرے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے تو ان سب چھ صورتوں میں دو ہی رکعت کی قضا اُسکے ذمہ لازم ہوگی۔ پہلی دوسری صورت میں صرف پہلے شفع کی اسلئے کہ پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں قرأت نہ کرنے کے سبب سے اُسکی تحریمہ فاسد ہو گئی اور دوسرے شفع کی بنا اُسپر صحیح نہ ہوگی گویا دوسرا شفع شروع ہی نہیں کیا گیا پس اس کی قضا بھی لازم نہ ہوگی۔ تیسری صورت میں صرف دوسرے شفع کی اس سبب سے کہ پہلے شفع میں کچھ فساد نہیں آیا فساد صرف دوسرے شفع میں آیا ہے۔ چوتھی صورت میں صرف دوسرے شفع کی اسلئے کہ فساد صرف اُس میں آیا ہے دوسرا شفع بالکل صحیح ہے پانچویں صورت میں صرف دوسرے شفع کی اسلئے کہ فساد صرف اُس میں آیا ہے پہلا شفع بالکل صحیح ہے۔ چھٹی صورت میں صرف پہلے شفع کی اسلئے کہ پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں قرأت نہ کرنے کے سبب سے اُس کی تحریمہ فاسد ہو جائیگی اور دوسرے شفع کی بنا اُسپر صحیح نہ ہوگی لہٰذا اسکی قضا بھی اُسکے ذمے لازم نہ ہوگی۔

اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور ہر شفع کی ایک ایک رکعت میں قرأت کرے ایک ایک میں نہ کرے یا پہلے شفع کی ایک اور دوسرے کی دونوں رکعتوں میں نہ کرے تو ان دونوں

صورتوں میں چار رکعت قضا پڑھنا ہوگی اسلیئے کہ ان دونوں میں پہلے شفع کی تحریمہ فاسد نہیں ہوئی لہذا دوسرے شفع کی بنا اُس پر صحیح ہوگی اور فساد دونوں شفعوں میں آیا ہے۔

حیض و نفاس کی حالت میں جو نمازیں نہ پڑھی جائیں وہ معاف ہیں اُنکی قضا نہ کرنی چاہیئے ہاں اگر حیض و نفاس سے کسی ایسے وقت میں فراغت حاصل ہو جائے کہ اس میں تحریمہ کی بھی گنجایش ہو تو اُسوقت کی نماز کی قضا اسکو پڑھنا ہوگی۔ اور اگر وقت میں زیادہ گنجایش ہو تو اُسی وقت اُس نماز کو پڑھ لے اگرچہ پڑھ چکی ہو اسلیئے کہ اس سے پہلے اس پر نماز فرض نہ تھی اب فرض ہوئی ہے اس سے پہلے پڑھنے کا کچھ اعتبار نہیں یعنی فرض نہیں ساقط ہو سکتا اسی طرح اگر کوئی نابالغ ایسے وقت میں بالغ ہو تو اُسکو بھی اُسوقت کی نماز کی قضا پڑھنا ہوگی اس مسئلے کی تفصیل حیض کے بیان میں ہو چکی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی لڑکا عشا کی نماز پڑھکر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اُسکو احتلام ہو گیا ہے تو اُسکو چاہیے کہ عشا کی نماز کا پھر اعادہ کرے۔ (فتاوی قاضی خاں)

اگر کسی عورت کو آخر وقت میں حیض یا نفاس آجائے اور ابھی تک اُس نے نماز نہ پڑھی ہو تو اُس وقت کی نماز اُسے معاف ہے اسکی قضا اُسکو نہ کرنا ہوگی (شرح وقایہ وغیرہ)

اگر کسی کو جنون یا بیہوشی طاری ہو جائے اور چھ نمازوں کے وقت تک رہے تو اُن کے ذمے اُن نمازوں کی قضا نہیں وہ نمازیں معاف ہیں ہاں اگر پانچ نمازوں تک بیہوشی رہے چھٹی نماز میں اُسکو ہوش آجائے تو اُن نمازوں کی قضا اُسکو کرنا ہوگی۔

جو کافر دار الحرب میں اسلام لائے اور مسائل نہ جاننے کے سبب سے نماز نہ پڑھے تو جتنے دن وہاں رہنے کے سبب سے اُس کی نمازیں گئی ہوں اُن نمازوں کی قضا اُس کے ذمے نہیں (در مختار وغیرہ)

اگر کسی کی بہت نمازیں قضا ہو چکی ہوں اور اُن کو ادا کرنا چاہے تو قضا کے وقت اُن کی تعیین ضروری ہے اس طرح کہ میں اُس فجر کی قضا پڑھتا ہوں کہ جو سب کے اخیر میں مجھ سے قضا ہوئی ہے پھر اسکے بعد یہ نیت کرے کہ میں اُس فجر کی قضا پڑھتا ہوں جو اس سے پہلے مجھ سے قضا

ہوئی تھی اسی طرح ظہر عصر وغیرہ کی نماز میں بھی تعیین کرلے۔

اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں حالت مرض میں فوت ہوئی ہوں اور وہ اُن کے ادا کرنے پر قادر تھا اگرچہ اشارے ہی سے سہی تو اُسکو چاہیئے کہ مرتے وقت اپنے وارثوں سے وصیت کرجائے کہ میرے مال میں سے ہر نماز کے عوض میں صدقہ دیدینا اور اسکے وارث اسکے مال کی تہائی سے ہر نماز کے عوض میں سوا سیر گیہوں یا ڈھائی سیر جو یا اُنکی قیمت محتاجوں کو دے دیں انشاء اللہ تعالیٰ اِن نمازوں کی قضا اُس میّت کے ذمہ سے اُتر جائیگی۔

نماز کا شروع کرکے قطع کردینا بے کسی عذر کے حرام ہے خواہ فرض نماز ہو یا واجب یا نفل اور اگر مال کے خوف سے قطع کردی جائے خواہ اپنا مال ہو یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کا تو جائز ہے مثلاً کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور کسی شخص کو دیکھے کہ اُسکا یا کسی دوسرے کا مال چرائے لئے جاتا ہی اور اگر نماز کی تکمیل کے لیے قطع کرے تو مستحب ہی مثلاً کوئی شخص تنہا فرض پڑھ رہا ہو اور جماعت میں شریک ہونے کی غرض سے جو نماز کی تکمیل کا ذریعہ ہی اس فرض کو توڑدے اور اپنی یا کسی دوسرے کی جان بچانے کیلئے قطع کرنا فرض ہے۔

اگر کوئی شخص کسی کو نماز کی حالت میں فریاد رسی کے لیے بلائے تو ایسی حالت میں بھی توڑدینا فرض ہے اگرچہ یہ نہ معلوم ہو کہ اُسپر کون مصیبت آئی ہے یا معلوم ہو اور جانتا ہو کہ میں اسکی مدد کرسکوں گا۔

اگر کسی کو نماز پڑھنے کی حالت میں اُسکے ماں باپ پکاریں اگر فرض نماز ہو تو نہ توڑے اور نفل ہو اور وہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہے تو بھی نہ توڑنا بہتر ہے اور توڑدے تو کچھ مضائقہ نہیں اگر وہ لوگ نہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہی تو توڑدے اس خیال سے کہ وہ ناخوش نہ ہوجائیں (شامی وغیرہ)

مریض اور معذور کی نماز

اگر کوئی شخص کسی مرض کی وجہ سے نماز کے ارکان ادا کرنے پر پورے طور سے قادر نہ ہو تو اُسکو چاہیئے کہ اپنی طاقت و قدرت کے موافق ارکان نماز کو ادا کرے۔

اگر قیام پر قدرت نہ ہو کہ اگر کھڑا ہو تو گر پڑے یا کسی مرض کے پیدا ہوجانے یا بڑھ جانیکا خوف ہو

یا کھڑے ہونے سے بدن میں کہیں سخت درد ہونے لگتا ہو تو اسپر قیام فرض نہیں اُسکو چاہیے کہ بیٹھکر نماز پڑھے اور رکوع سجدے سر کے اشارے سے کرے اگر مسنون طریقے سے بیٹھ سکتا ہو یعنی جس طریقے سے التحیات پڑھنے کے لیئے حالت صحت میں بیٹھنا چاہیئے تو اسی طرح بیٹھے ورنہ جس طریقے سے بیٹھنے میں اُسکو آسانی ہو اُسی طرح بیٹھے اور اگر تھوڑی دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہو تو اُسکو چاہیئے کہ نماز کھڑے ہو کر شروع کرے اور جتنی دیر تک کھڑا ہو اجائے کھڑا رہے اسکے بعد بیٹھ جائے حتی کہ اگر صرف بقدر تکبیر تحریمہ کے کھڑے ہونے کی قوت ہو تب بھی اُسکو چاہیے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے بعد اس کے بیٹھ جائے اگر نہ کھڑا ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی چیز کے سہارے سے خواہ لکڑی یا تکیہ کے یا کسی آدمی کے کھڑا ہو سکتا ہو تب بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیے۔ (دُرمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

اگر کسی شخص کے پاس کپڑا اسقدر ہو کہ کھڑے ہونے کی حالت میں اُسکا جسم عورت نہ چھپ سکتا ہو ہاں بیٹھنے کی حالت میں چھپ جاتا ہو تو اس صورت میں بھی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھنا چاہیے اسی طرح اگر کوئی کمزور آدمی کھڑے ہونے سے ایسا بے طاقت یا تنفس میں مبتلا ہو جاتا ہو کہ قرأت نہ کر سکے تو اُسکو بیٹھکر نماز پڑھنا چاہیئے۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)

اگر رکوع اور سجدے یا صرف سجدے پر قدرت نہ ہو تو اُسکو چاہیئے کہ بیٹھکر نماز پڑھے اگرچہ کھڑے ہونے کی قوت ہو اور رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرے سجدے کے لئے رکوع کی بہ نسبت زیادہ سر جھکائے۔ کسی چیز کا پیشانی کے برابر اُٹھاکر اُسپر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر کوئی اونچی چیز پیشانی کے برابر رکھدی جائے اور اُسپر سجدہ کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر کوئی مریض بیٹھنے سے بھی معذور ہو یعنی نہ اپنی قوت سے بیٹھ سکتا ہو نہ کسی کے سہارے سے تو اُسکو چاہیے کہ لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ لیٹنے کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ چت لیٹے پیر قبلے کی طرف ہوں اور سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ لے تاکہ مُنھ قبلے کے سامنے ہو جائے اور اگر پہلو پر لیٹے خواہ داہنے پر یا بائیں پہلو پر تب بھی درست ہے بشرطیکہ مُنھ قبلے کی طرف ہو اور سر سے رکوع سجدے کا اشارہ کرنا چاہیے سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے جھکا ہوا ہو۔ آنکھ یا ابرو وغیرہ کے اشارے سے سجدہ کرنا کافی نہیں۔ درمختار وغیرہ)

اگر کوئی عورت دردِ زہ میں مبتلا ہو مگر ہوش وحواس قائم ہوں تو اُسکو چاہیئے کہ بہت جلد نماز پڑھلے تاخیر نہ کرے مبادا انفاس میں مبتلا ہو جائے اور نماز قضا ہو جائے ہاں اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں یہ خوف ہو کہ اگر اسی حالت میں بچہ پیدا ہو جائیگا تو اس کو صدمہ پہونچے گا تو بیٹھکر پڑھے اسی طرح اگر کسی عورت کے خاص حصّے سے بچے کا کچھ حصہ نصف سے کم باہر آگیا ہو مگر ابھی تک نفاس نہ ہوا ہو تو اُسکو بھی نماز میں تاخیر کرنا جائز نہیں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھے اور زمین کوئی گڑھا کھود کر روئی وغیرہ بچھا کر بچے کا سر اُس میں رکھدے یہ بھی ممکن نہ ہو تو اشاروں سے نماز پڑھلے۔ (خزانۃ المروایات وغیرہ)

اگر کوئی مریض سر سے اشارہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اُسکو چاہیئے کہ نماز اُس وقت نہ پڑھے بعد صحت کے اُسکی قضا پڑھلے پھر اگر یہی حالت اُس کی پانچ نمازوں سے زیادہ تک رہے تو اُسپر اُن نمازوں کی قضا بھی نہیں جیسا کہ قضا کے بیان میں گذر چکا۔

اگر کسی مریض کو رکعتوں کا شمار یاد نہ رہتا ہو تو اُسپر بھی اُسوقت کی نماز کا ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ بعد صحت کے اُنکی قضا پڑھلے ہاں اگر کوئی شخص اُسکو بتلاتا جائے اور وہ پڑھ لے تو جائز ہے۔ یہی حکم ہے اُس شخص کا جو زیادہ بڑہاپے کے سبب سے مخبوط العقل ہو گیا ہو یعنی دوسرے شخص کے بتلانے سے اُسکی نماز درست ہو جائیگی اور اگر کوئی بتلانے والا نہ ملے تو وہ اپنی غالب رائے پر عمل کرے۔ (نفع المفتی)

اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کی حالت میں بیمار ہو جائے تو اُسکو چاہیئے کہ باقی نماز جس طرح پڑھ سکتا ہو تمام کرلے مثلاً اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا اور اب کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی تو بیٹھکر پڑھے رکوع سجدے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو اشارے سے رکوع سجدہ کرے بیٹھنے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو لیٹ کر۔

اگر کوئی معذور بحالتِ نماز میں قادر ہو جائے تو اگر صرف قیام سے معذور تھا اور بیٹھکر رکوع سجدہ کرتا تھا اور اب کھڑے ہونے کی قدرت ہو گئی تو باقی نماز کھڑے ہو کر تمام کرے ورنہ اگر رکوع سجدے سے بھی معذور تھا اور اُس نے اشارے سے رکوع سجدہ کرنے کا ارادہ کر کے نیت باندھی تھی مگر اب تک کوئی رکوع سجدہ اشارے سے ادا نہیں کیا تھا اور اب اُسکو رکوع سجدے پر قدرت

ہو گئی تو وہ باقی نماز اپنے رکوع سجدے کے ساتھ ادا کرے اور اگر اشارے سے کوئی رکوع سجدہ کر چکا ہو تو وہ نماز اُس کی فاسد ہو جائیگی اور پھر نئے سر سے اُس نماز کا پڑھنا اُسپر لازم ہوگا۔

اگر کوئی شخص قرأت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اُسکو دیوار یا کسی درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں۔ تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اسکی ضرورت پیش آتی ہے۔ (شامی وغیرہ)

نفل نماز میں جیسا کہ ابتدا میں بیٹھکر پڑھنے کا اختیار حاصل ہے ویسا ہی درمیان نماز میں بھی بیٹھ جانے کا اختیار رہیگا اور اسمیں کسی قسم کی کراہت نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

چلتی ہوئی کشتی میں بیٹھکر نماز پڑھ جائز ہے۔ اگر خوف نہ ہو کہ چلتی ہوئی کشتی میں کھڑے ہونے سے سر گھومنے لگے گا۔

اگر کوئی کشتی دریا کے کنارے رکی ہوئی ہو تو وہ خشکی کے حکم میں ہے اور اُسپر بیٹھکر نماز کسی طرح جائز نہیں اور اگر دریا کے اندر رکی ہوئی ہو اور ہوا سے اُسکو جنبش و حرکت بھی ہوتی ہو تو وہ چلتی ہوئی کشتی کے حکم میں ہے۔ کشتی میں نماز پڑھنے کی حالت میں استقبال قبلہ ضروری ہے اور جب کشتی اور کسی طرف پھرے کہ قبلہ بدل جائے تو نماز پڑھنے والے کو بھی پھر جانا چاہیے تاکہ استقبال قبلہ نہ جانے پائے۔ اگر استقبال قبلہ ممکن نہ ہو تو اخیر وقت تک تامل کرے جب دیکھے کہ اب نماز کا وقت جاتا ہے تو پھر جس طرف چاہے نماز پڑھ لے۔ (در مختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص کسی جانور پر سوار ہو اور اپنے گانوں یا شہر کی آبادی سے باہر ہو تو اُسکو تمام نوافل کا سوا سنت فجر کے اسی سواری پر بیٹھے بیٹھے پڑھنا جائز ہے رکوع سجدہ اشارے سے کرے اسی حالت میں استقبالِ قبلہ بھی شرط نہیں نہ نماز شروع کرتے وقت نہ حالتِ نماز میں بلکہ جس طرف وہ جانور جا رہا ہو اُسی طرف نماز پڑھنا چاہیئے۔

اگر کسی شخص نے سواری پر نفل نماز شروع کی اور بعد اسکے بے عمل کثیر کے اُس سواری سے اُتر پڑا تو وہ اُسی نماز کے بقیہ حصہ کو تمام کرلے نئے سر سے نماز پڑھنے کی حاجت نہیں مگر اب استقبال قبلہ ضروری ہو جائیگا اور رکوع سجدہ اشارے سے کافی نہ ہوگا۔ اور اگر کسی نے اپنے گانوں یا شہر سے باہر سواری پر نماز پڑھنا شروع کی تھی اور ابھی نماز تمام نہ ہونے پائی تھی کہ گانوں یا شہر میں

ہونچ گیا تو اسکو اسی سواری پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے بقیہ نماز تمام کر لینا چاہیئے اترنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

گاڑی وغیرہ کی سواری میں بھی نفل کا پڑھنا جائز ہے خواہ چلتی ہوئی گاڑی ہو یا کھڑی ہوئی فرائض اور واجبات کا کسی جانور یا گاڑی کی سواری میں پڑھنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً سواری سے خود نہ اُتر سکتا ہو یا اُترنے کے بعد چڑھنا دشوار ہو یا اترنے میں کسی درندے جانور یا دشمن کا خوف ہو یا عورت کو اپنی بےحرمتی کا خوف ہو یا کیچڑ وغیرہ اس قدر ہو کہ اگر نیچے اُتر کر نماز پڑھے تو منھ وغیرہ میں کیچڑ بھر جانے کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ اگر اُتر کر نماز پڑھے گا تو ساتھ کے لوگ آگے بڑھ جائیں گے اور خود تنہا رہ جائیگا۔ ایسی صورتوں میں اُسی سواری پر بیٹھے بیٹھے اشارے سے فرض اور واجب نمازوں کا پڑھنا بھی جائز ہے مگر استقبال قبلہ ضروری ہے اور اگر گاڑی کا کوئی جزو جانور پر نہ ہو خواہ کھڑی ہو یا چلتی ہو جانور اُسکو تسمے یا رسی کے سہارے کھینچ رہا ہو جس کا ایک سرا اُس جانور پر ہو اور دوسرا سرا گاڑی پر تو ایسی گاڑی پر فرائض اور واجبات کا بیعذر پڑھنا بھی جائز ہے مگر کھڑے ہو کر اور استقبال قبلہ کے ساتھ۔ (شامی وغیرہ)

ریل کی سواری میں نماز پڑھنا جائز ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور اُترنے سے معذور ہو یا نہیں ہاں استقبال قبلہ ضروری ہے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیئے۔ (عمدۃ الرعایۃ)

اگر کھڑے ہونے میں ریل کی حرکت سے گر جانے کا خوف ہو جیسا کہ بعض ناہموار لائینوں میں ہوتا ہے تو پھر بیٹھکر پڑھے۔

اگر کسی کے دانتوں میں درد ہوتا ہو اور بغیر مُنھ میں سرد پانی یا کوئی دوا ڈالے ہوئے درد میں سکون نہیں ہوتا تو اُسکو چاہیئے کہ اگر کوئی شخص لائق امامت کے مل جائے تو اُسکے پیچھے نماز پڑھ لے ورنہ اسی حالت میں یعنی مُنھ میں دوا رکھے ہوئے خود ہی نماز پڑھ لے اور قرأت وغیرہ نہ کرے۔ (قنیہ)

مسافر کی نماز

مسافر جب اپنے شہر کی یا گانوں کی آبادی سے باہر نکل جائے تو اُسکو قصر یعنی چار رکعت فرض میں دو ہی رکعت پڑھنا واجب ہے اگر پوری چار رکعت پڑھے گا تو گنہگار ہو گا اور دو واجب

اُس سے ترک ہو گئے ایک قصر دوسرے قعدۂ اخیرہ کے بعد فوراً سلام پھیرنا اسلیئے کہ پہلا قعدہ مسافر کے حق میں قعدۂ اخیرہ ہے اُسکے بعد اُسکو فوراً سلام پھیر دینا چاہیئے تھا اور اُسنے نہیں پھیرا بلکہ کھڑا ہو گیا تین رکعت یا دو رکعت کے فرایض میں قصر نہیں ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسافر اگر چار رکعت فرض پڑھے گا تو پہلی دو رکعتیں اُسکی فرض ہو جائیں گی اور دوسری نفل

اگر کوئی شخص اِس مسافت کو جو متوسط چال سے تین دن سے کم میں طے نہیں ہو سکتی کسی تیز سواری کے ذریعہ سے مثل گھوڑے یا ریل وغیرہ کے تین دن سے کم میں طے کر لے تب بھی وہ مسافر سمجھا جائیگا۔ متوسط چال سے مراد آدمی یا اونٹ کی متوسط رفتار ہی۔

تین دن کی مسافت سے مراد یہ ہو کہ صبح سے دوپہر تک چلے نہ یہ کہ صبح سے شام تک اسی لیئے ہم نے اِس مسافت کا اندازہ ساٹھ میل کیا ہے جیسا کہ اوپر لکھ چکے۔ صبح سے دوپہر تک آدمی متوسط چال سے بیس میل سے زیادہ نہیں چل سکتا۔

سفر خواہ جائز ہو یا ناجائز مثلاً کوئی شخص چوری کی غرض سے یا کسی کے قتل کے ارادہ سے یا کوئی غلام اپنے مولیٰ کی بے اجازت یا کوئی لڑکا اپنے والدین کے خلاف مرضی سفر کرے ہر حال میں اُسکو قصر کرنا چاہیئے۔

مسافر کو اُسوقت تک قصر کرنا چاہیئے جب تک اپنے وطن اصلی نہ پہونچ جائے یا کسی مقام پر کم سے کم پندرہ دن ٹھہرنے کا قصد کرلے بشرطیکہ وہ مقام ٹھہرنے کے لایق ہو اگر کوئی شخص پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے تو اُسکو قصر کرنا چاہیئے۔ اسی طرح اگر پندرہ دن کی نیت کرے مگر وہ مقام قابل سکونت نہ ہو۔ مثلاً کوئی شخص دریا میں ٹھہرنے کی نیت کرلے یا دار الحرب میں یا جنگل میں تو اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا ہاں خانہ بدوش لوگ اگر جنگل میں بھی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلیں تو یہ نیت صحیح ہو جائیگی اسلیئے کہ وہ جنگلوں میں رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص قبل قطع کرنے اُس مقدار مسافت کے جس کا اعتبار سفر میں کیا گیا ہی کسی مقام میں ٹھہرنے کی یا اپنے وطن لوٹ جانے کی نیت کرے تو وہ مقیم ہو جائیگا اگرچہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو یہ سمجھا جائیگا کہ اُسنے اپنے ارادۂ سفر کو فسخ کر دیا۔ (ردالمحتار)

اِن چند صورتوں میں اگر کوئی مسافر بعد قطع کرنے مسافت سفر کے پندرہ دن سے بھی زیادہ ٹھہر جائیگا تو وہ مقیم نہ ہوگا اور قصر کرنا اُسپر واجب رہیگا (۱) ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا نہ ہو مگر کسی وجہ سے بے قصد وارادہ زیادہ ٹھہرنے کا اتفاق ہو جائے (۲) کچھ نیت ہی نہ کی ہو بلکہ امروز فردا میں اُسکا ارادہ وہاں سے چلے جانیکا ہو خواہ اسی پس وپیش میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ بھی ٹھہر جائے (۳) پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے مگر وہ مقام قابل سکونت نہ ہو (۴) پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام میں بشرطیکہ اُن دونوں مقاموں میں اسقدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کی اذان کی آواز دوسرے مقام میں نہ جا سکتی ہو مثلاً دس روز مکہ معظمہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منیٰ میں مکہ سے منیٰ تین میل کے فاصلہ پر ہے اور اگر رات کو ایک مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں تو جس موضع میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کرلی ہو وہ اُسکا وطن اقامت ہو جائیگا وہاں اُسکو قصر کی اجازت نہ ہوگی اب دوسرا موضع جس میں دن کو رہتا ہے اگر اُس پہلے موضع سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائیگا ورنہ مقیم رہے گا اور اگر ایک موضع دوسرے موضع سے اس قدر قریب ہو گا کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جا سکتی ہو تو وہ دونوں موضع ایک سمجھے جائیں گے اور اُن دونوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کے ارادہ سے مقیم ہو جائیگا (۵) جو اپنے سفر وغیرہ میں دوسرے کا تابع ہو مثلاً عورت اپنے شوہر کے ساتھ سفر میں ہو یا ملازم اپنے آقا کے ساتھ یا لڑکا اپنے باپ کے ساتھ ان سب صورتوں میں اور انکے امثال میں اگر یہ لوگ پندرہ دن سے بھی زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرلیں تب بھی مقیم نہ ہونگے اور اُنپر قصر واجب ہوگا ہاں اگر وہ لوگ جنکے یہ تابع ہیں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کرلیں تو یہ بھی مقیم ہو جائینگے خواہ یہ لوگ ارادہ کریں یا نہیں بشرطیکہ ان لوگوں کے ارادے کا اِن کو علم ہو جائے اگر ان لوگوں کے ارادے کا انکو علم نہو تو یہ لوگ مقیم نہ ہونگے مسافر ہی رہینگے یہانتک کہ ان کو علم ہو جائے (در مختار رد المحتار وغیرہ)

مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضا اور مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھکر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیئے کہ اپنی نماز اُٹھکر تمام کرلے اور اس میں قراٗت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اسلئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدہ اُولیٰ اس مقتدی پر بھی فرض

ہوگا۔ مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو بعد سلام پھیرنے کے فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کرے۔ (درمختار وغیرہ)

مسافر بھی مقیم کی اقتدا کرسکتا ہے مگر وقت کے اندر بعد وقت کے نہیں اسلیئے کہ مسافر جب مقیم کی اقتدا کرے گا تو بہ تبعیت امام کے پوری چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قعدۂ اولے نفل ہوگا اور اس کا فرض امام کی تحریمہ قعدہ اولی کے نفل ہونیکے ساتھ ہوگی اور مسافر مقتدی کی اسکی فرضیت کے ساتھ پس فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہیں۔ (درمختار۔ رد المحتار)

مسافر فجر کی سنتوں کو ترک نہ کرے اور مغرب کی سنت کا بھی نہ ترک کرنا بہتر ہے باقی سنتوں کے ترک کرنے کا اختیار ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اگر چل رہا ہو اور اطمینان نہ ہو تو نہ پڑھے ورنہ پڑھ لے (رد المحتار۔ درمختار)

ایک وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے باطل ہوجاتا ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی مقام مین تمام عمر سکونت کے ارادے سے مقیم تھا بعد اس کے اُس نے اُس مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام میں اسی نیت سے سکونت اختیار کی تو اب یہ دوسرا مقام وطن اصلی ہوجائیگا اور پہلا مقام وطن نہ رہے گا یہاں تک کہ اگر ان دونوں مقاموں میں سفر کی مسافت ہو اور اس دوسرے مقام سے سفر کرکے پہلے مقام میں جائے تو مقیم نہ ہوگا۔ (درمختار وغیرہ)

وطن اصلی وطن اقامت سے باطل نہیں ہوتا یعنی اگر کوئی شخص کسی مقام میں چندروز کی سکونت اختیار کرے بعد اسکے اپنے وطن اصلی میں جائے تو معاً وہاں پہونچتے ہی مقیم ہوجائیگا۔ وطن اقامت وطن اصلی میں جانے سے باطل ہوجاتا ہے یعنی جب وطن اقامت سے وطن اصلی میں پہونچ جائیگا تو مقیم ہوجائیگا پھر جب وہاں سے اُس وطن اقامت میں جائے تو مقیم نہ ہوگا ہاں پھر وہاں پہونچکر اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلے تو دوبارہ وطن اقامت ہوجائیگا اور وطن اقامت وطن اقامت سے بھی باطل ہوجاتا ہے اگر کوئی شخص ایک مقام میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہر کی نیت سے اقامت کرے بعد اسکے اس مقام کو چھوڑ دے اور بجائے اسکے دوسرے مقام میں اسی نیت کے ساتھ اقامت کرے تو وہ پہلا مقام وطن نہ رہیگا وہاں جانے

سے مقیم نہ ہوگا۔ اگر کوئی مسافر کسی نماز کے وقت گو وہ اخیر وقت ہو جس میں صرف تحریمہ کی گنجایش ہو پندرہ ۱۵ دن اقامت کی نیت کر لے تو وہ مقیم ہو جائیگا اور اگر ابھی تک اُسوقت کی نماز نہ پڑھی ہو اور چار رکعت والی نماز ہو تو اسے قصر جائز نہیں اور اگر قصر کے ساتھ پڑھ چکا ہو تو پھر اعادہ کی حاجت نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی مسافر حالتِ نماز میں اقامت کی نیت کر لے خواہ اول نماز میں یا درمیان میں یا اخیر میں مگر سجدہ سہو یا سلام سے پہلے تو اُسکو وہ پوری نماز پڑھنا چاہیے اس میں قصر جائز نہیں ہاں اگر نماز کا وقت گذر جانے کے بعد نیت کرے یا لاحق ہو تو اُس کی نیت کا اثر اس نماز میں ظاہر نہ ہوگا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اُسکو قصر کرنا اس میں واجب ہوگا۔ ہاں بعد اس نماز کے البتہ اسکو قصر جائز نہ ہوگا **مثال** (۱) کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی بعد ایک رکعت پڑھنے کے وقت گذر گیا بعد اسکے اُسنے اقامت کی نیت کی تو یہ نیت اُس نماز میں اثر نہ کریگی اور یہ نماز اُسکو قصر سے پڑھنا ہوگی۔ (۲) کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہوا اور لاحق ہو گیا پھر جب اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے لگا اُس نے اقامت کی نیت کر لی تو اس نیت کا اثر اُس نماز پر کچھ نہ پڑیگا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اُسکو قصر سے پڑھنا ہوگی (درمختار وغیرہ)

خوف کی نماز

جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدہا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اُترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہیے سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں اور اگر اس کی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں اُسوقت نماز نہ پڑھیںعہ اطمینان کے بعد اسکی قضا پڑھ لیں۔

عہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب کی ایسی ہی مجبوری کی حالت میں چار وقت کی نماز احزاب کی لڑائی میں قضا ہو گئی تھی جس کو آپ نے بعد اطمینان کے ادا کیا ۱۲

اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں انکو جماعت نہ چھوڑنا چاہیئے۔ اس قاعدہ[ع] سے نماز پڑھیں۔ تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دیئے جائیں ایک حصہ دشمن کے مقابلہ میں رہے اور دوسرا حصہ نماز شروع کر دے اگر تین یا چار رکعت نماز ہو جیسے ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا بشرطیکہ یہ لوگ مسافر نہ ہوں اور قصر نہ کریں تو جب امام دو رکعت نماز پڑھکر تیسری رکعت کے لیئے کھڑا ہونے لگے ورنہ ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے جیسے فجر۔ جمعہ۔ عیدین کی نماز۔ یا ظہر۔ عصر۔ عشا کی نماز قصر کی حالت میں اور دوسرا حصہ وہاں سے آکر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے امام کو اُن لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہیئے پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو تنہا سلام پھیر دے اور یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آکر اپنی بقیہ نماز بے قرأت کے تمام کریں اسلیئے کہ وہ لوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور دوسرا حصہ یہاں آکر اپنی نماز قرأت کے ساتھ تمام کرے اس لیئے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔ حالت نماز میں دشمن کے مقابلہ میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کیلئے آتے وقت پیادہ چلنا چاہیئے اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائیگی اسلیئے یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر کی اُسی قدر اجازت دی گئی ہے جسکی سخت ضرورت ہو۔ اگر امام تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلے حصہ کے ساتھ ایک رکعت دوسرے کے ساتھ دو یا تین رکعت پڑھے گا

ع۔ یہ قاعدہ نماز پڑھنے کا خلاف قیاس ہے اس میں بہت عمل کثیر کرنا ہوتا ہے۔ قبلے سے بھی انحراف ہوتا ہے۔ مگر چونکہ احادیث میں و نیز قرآن مجید میں یہ طریقہ نماز خوف کا وارد ہو گیا ہے اس لئے مشروع رکھا گیا قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ طریقہ ناجائز ہے۔ اُن کے نزدیک یہ طریقہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص تھا آپ کے بعد پھر اس طریقہ سے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ بحر العلوم نے ارکان اربعہ میں اسی رائے کو پسند کیا ہے۔ مگر جس قدر دلائل بیان کئے گئے ہیں وہ قابل تسکین نہیں ہیں۔ ایک دلیل انکی یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس طریقہ نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص کیا ہے اور انھیں سے خطاب کر کے کہا ہے کہ جب تم کسی لشکر میں ہو اور نماز پڑھاؤ تو یہ طریقہ کرو۔ کسی دوسرے کو اجازت نہیں دی۔ مگر درحقیقت اس آیت سے خصوصیت نہیں ثابت ہو سکتی۔ بہت سی آیتیں ایسی ہیں جن میں حضرت سے خطاب کیا گیا ہے اور مراد تعمیم ہے واللہ اعلم ۱۲

تو نماز فاسد ہوجائیگی۔ (شامی)

دوسرے حصے کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھکر چلا جانا اور پہلے حصے کا پھر یہاں آکر اپنی نماز تمام کرنا اُسکے بعد دوسرے حصے کا یہیں آکر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہی۔ یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھکر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھکر اپنی نماز وہیں تمام کرلے تب دشمن کے مقابلے میں جائے جب یہ لوگ وہاں پہونچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آوے۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)

یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اسوقت کے لیے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں۔ مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بناکر پوری نماز پڑھ لے۔

اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد یہاں پہونچ جائیگا اور اس خیال سے اِن لوگوں نے پہلے قاعدے سے نماز پڑھی بعد اسکے یہ خیال غلط نکلا تو ان کو اس نماز کا اعادہ کرلینا چاہیئے اسلیئے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے وقت خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ شروع کی گئی ہے بغیر ضرورت شدیدہ اسقدر عمل کثیر مفسد نماز ہے۔

اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اسوقت اس طریقے سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ مثلاً باغی لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دنیاوی غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کے لیے اس قدر عمل کثیر معاف نہ ہوگا۔

نماز خلاف جہت قبلے کی طرف شروع کرچکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو اُن کو چاہیئے کہ فوراً قبلے کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔

اگر اطمینان سے قبلے کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آجائے تو فوراً انکو دشمن کی طرف پھر جانا چاہیئے اور اسوقت استقبال قبلہ شرط نہ رہیگا۔

اگر کوئی شخص دریا میں پیر رہا ہو اور نماز کا وقت اخیر ہوجائے تو اُسکو چاہیئے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔

یہاں تک پنجوقتی نمازوں کا اور اون کے متعلقات کا ذکر تھا۔ اب چونکہ بحمد اللہ اُس سے فراغت ہوئی لہذا نماز جمعہ کا بیان لکھا جاتا ہے اس لئے کہ نماز جمعہ بھی اعظم شعائر اسلام سے ہے اسی لئے نماز عیدین سے اسکو مقدم کیا گیا ہے۔

نماز جمعہ کا بیان

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی عبادت پسند نہیں اور اسیواسطے کسی عبادت کی اسقدر تاکید اور فضیلت شریعت صافیہ میں نہیں وارد ہوئی اور اسی وجہ سے پروردگار عالم نے اِس عبادت کو اپنی اُن غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کے لئے جنکا سلسلہ ابتدائے پیدایش سے آخر وقت تک بلکہ موت کے بعد اور قبل پیدایش کے بھی منقطع نہیں ہوتا ہر دن میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے۔ اور جمعہ کے دن چونکہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائض ہوئی ہیں حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام جو انسانی نسل کے لئے اصل اوّل ہیں اِسی دن پیدا کیئے گیئے لہذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا۔ اور ہم اوپر جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جسقدر جماعت زیادہ ہوگی اُسی قدر اُن فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے۔ اور یہ اُسی وقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلّوں کے لوگ اُس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں اور ہر روز پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتے میں ایک دن ایسا مقرر فرمایا جس میں مختلف محلّوں اور گانوؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چونکہ جمعے کا دن تمام دنوں میں افضل واشرف تھا لہذا یہ تخصیص اسی دن کے لیئے کی گئی۔

اگلی امتوں کو بھی خدائے تعالیٰ نے اِس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر اُنھوں نے اپنی بدنصیبی سے اِس میں اختلاف کیا اور اِس سرکشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ اِس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی اُمت کے حصّے میں پڑی۔ یہود نے سنیچر کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ اسدن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کر لی تھی۔

نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہے چنانچہ اب تک یہ دونوں فرقے اُن دونوں دنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دنیا کے کام چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہو جاتی ہے۔

نماز جمعہ کی فرضیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ ہی میں معلوم ہو گئی تھی مگر غلبہ کفار کے سبب سے اس کے ادا کرنے کا موقع نہ ملتا تھا بعد ہجرت کے مدینہ منورہ میں تشریف لاتے ہی آپ نے نماز جمعہ شروع کر دی۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں اپنے اجتہادِ صائب اور کشف صادق سے نماز جمعہ شروع کر دی تھی۔ (فتح الباری)

جمعہ کے فضائل

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے اسی میں حضرت آدم ؑ پیدا کیے گئے اور اسی دن وہ جنت میں بھیجے گئے اسی دن جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہو گا۔ (صحیح مسلم)

علما میں اختلاف ہے کہ جمعہ کا دن افضل ہے یا عرفہ کا یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ۔ مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کا دن تمام دنوں سے بہتر ہے جن میں عرفہ بھی داخل ہے۔

(۲) امام احمد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اُنھوں نے فرمایا شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے اسلیئے کہ اسی شب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت کا تشریف لانا اسقدر خیر و برکت دنیا و آخرت کا سبب ہوا جسکا شمار و حساب نہیں ہو سکتا۔ (اشعۃ اللمعات۔ شرح فارسی مشکوٰۃ)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اُس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

علما مختلف ہیں کہ یہ ساعت جس کا ذکر حدیث میں گذرا کس وقت ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ میں چالیس قول نقل کیے ہیں مگر ان سب میں دو قولوں کو ترجیح دی ہے

ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے دوسرے یہ کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے اور اس دوسرے قول کو ایک جماعت کثیرہ نے اختیار کیا ہے اور بہت احادیث صحیحہ اسکی مؤید ہیں۔ شیخ دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہو کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جمعہ کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعہ کا دن ختم ہونے لگے تو انکو خبر کر دے تاکہ وہ اسوقت ذکر اور دعا میں مشغول ہو جائیں۔ (اشعۃ اللمعات)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے اسی دن صور[عہ] پھونکا جائیگا اور اسی دن تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کیے جائیں گے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر کیسے پیش کیا جائیگا حالانکہ آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہونگی حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا علیہم السلام کا بدن حرام کر دیا۔ (ابو داؤد)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاھد سے مراد جمعہ کا دن ہو کوئی دن جمعہ سے زیادہ بزرگ نہیں اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اُس میں دعا نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہو اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسکو پناہ دیتا ہے (ترمذی)۔ شاھد کا لفظ سورۂ بروج میں واقع ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن کی قسم کھائی ہو[عہ] وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُودٍ ۝

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ پاک کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسکی عظمت ہے۔ (ابن ماجہ)

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہی۔ (ترمذی)

عہ بعض علما کے نزدیک تین مرتبہ صور پھونکا جائے گا مگر اکثرین کے نزدیک دو مرتبہ ایک مرتبہ سب لوگ مرجائیں گے دوسری مرتبہ پھر سب زندہ ہو جائیں گے ۱۲

عہ قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں اور قسم ہے یوم موعود (قیامت) کی اور قسم ہے شاہد (جمعہ) کی اور مشہود (عرفہ) کی ۱۲

(۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آیہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی تلاوت فرمائی اُن کے پاس ایک یہودی بیٹھا ہوا تھا اُس نے کہا کہ اگر ہمپر ایسی آیت اُترتی تو ہم اُس دن کو عید بنا لیتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن اُتری تھی جمعہ اور عرفہ کے دن یعنی ہمکو بنانے کی کیا حاجت اُس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں۔

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتے تھے شب جمعہ کو فرماتے تھے کہ جمعہ کی رات سفید رات ہے اور جمعہ کا دن روشن دن ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۱۰) قیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقین جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیجدیگا اور یہی دن وہاں بھی ہونگے اگرچہ وہاں دن رات نہ ہوں گے مگر اللہ تعالےٰ ان کو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرمادیگا پس جب جمعہ کا دن آئیگا اور وہ وقت ہوگا جس وقت مسلمان دنیا میں جمعہ کی نماز کے لئے نکلتے تھے ایک منادی آواز دیگا کہ اے اہل جنت مزید کے جنگل میں چلو وہ ایسا جنگل ہے جسکا طول و عرض سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا وہاں مشک کے ڈھیر ہونگے آسمان کے برابر بلند انبیا علیہم السلام نور کے منبروں پر بٹھلائے جائینگے اور مومنین یاقوت کی کرسیوں پر پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائینگے حق تعالی ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ مشک جو وہاں ڈھیر ہوگا اڑیگا وہ ہوا اس مشک کو انکے کپڑوں کے اندر لیجائیگی اور منھ میں اور بالوں میں لگائیگی وہ ہوا اس مشک کے لگانیکا طریقہ اُس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہے جسکو تمام دنیا کی خوشبوئیں دیجائیں پھر حق تعالی حاملان عرش کو حکم دیگا کہ عرش کو ان لوگوں کے درمیان میں لیجا کر رکھو پھر اُن لوگوں کو خطاب کر کے فرمائیگا کہ اے میرے بندو جو غیب پر ایمان لائے ہو حالانکہ مجھکو دیکھا نہ تھا اور میرے پیغمبر کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی اب کچھ مجھ سے مانگو یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنے کا ہے سب لوگ ایک زبان کہینگے کہ اے پروردگار ہم تجھ سے خوش ہیں تو بھی ہم سے راضی ہوجا حق تعالی فرمائیگا کہ اے اہل جنت اگر میں تم سے راضی ہوتا تو تم کو اپنی بہشت میں نہ رکھتا اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہے تب سب لوگ متفق اللسان ہوکر عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہمکو اپنی صورت زیبا دکھادے کہ ہم تیری ذات مقدس کو اپنی آنکھوں سے دیکھلیں پس حق سبحانہ پردے اٹھادیگا اور اُن لوگوں پر ظاہر ہوجائیگا اور اپنے جمال جہاں آرا سے

اُن لوگوں کو گھیرے گا اگر اہل جنت کیلئے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائیں تو بیشک وہ اُس نور کی تاب نہ لاسکیں اور جلجائیں پھر اُن سے فرمائیگا کہ اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ۔ اور اُن لوگوں کا حسن و جمال اُس جمال حقیقی کے اثر سے دو نا ہو گیا ہو گا۔ یہ لوگ اپنی بیبیوں کے پاس آئینگے۔ نہ بیبیاں اُنکو دیکھیں گی نہ یہ بیبیوں کو تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو اُنکو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جائیگا تب یہ آپس میں ایکدوسرے کو دیکھیں گے اُنکی بیبیاں کہینگی کہ جاتے وقت جیسی صورت تمھاری تھی وہ اب نہیں یہ لوگ جواب دینگے کہ ہاں اس سبب سے کہ حق تعالےٰ نے اپنی ذاتِ مقدس کو ہمپر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اُس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا (شرح سفر السعادۃ) دیکھیے جمعہ کے دن کتنی بڑی نعمت ملی۔

(۱۱) ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کی جاتی ہے مگر جمعہ کی برکت سے جمعہ کے دن نہیں تیز کی جاتی۔ (احیاء العلوم)

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعہ کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید مقرر فرمایا ہی پس اِس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کو اُس دن لازم کرلو۔ (ابن ماجہ)

جمعہ کے آداب

(۱) ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پنجشنبہ کے دن بعد عصر کے استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر رکھے اور خوشبو گھر میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اُسی دن لاکر رکھ لے تاکہ پھر جمعہ کے دن ان کاموں میں اُسکو مشغول ہونا نہ پڑے۔ بزرگان سلف نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ فائدہ جمعہ کا اُس کو ملے گا جو اُسکا منتظر رہتا ہو اور اُسکا اہتمام پنجشنبہ سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جس کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ جمعہ کب ہے حتیٰ کہ صبح کو لوگوں سے پوچھے کہ آج کون دن ہے اور بعض بزرگ شب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی میں جاکے رہتے تھے۔ (احیاء العلوم)

(۲) پھر جمعہ کے دن بعد نماز فجر کے غسل[ع] کرے سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرے اگر کوئی شخص فجر کی نماز سے پہلے غسل کرے تو سنت ادا نہ ہوگی۔ اور مسواک کرنا بھی اسدن بہت فضیلت رکھتا ہے۔

(۳) جمعہ کے دن بعد غسل کے عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اُسکے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخن وغیرہ بھی کتروائے۔

(۴) جامع مسجد میں بہت سویرے جائے۔ جو شخص جتنے سویرے جائیگا اُسی قدر اُسکو ثواب یادہ ملیگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے دروازے پہ کھڑے ہوتے ہیں اور سب سے پہلے جو آتا ہے اُسکو، اُسکے بعد دوسرے کو اسی طرح درجہ بدرجہ سب کا نام لکھتے ہیں سب سے پہلے جو آیا اُسکو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ کی راہ میں اونٹ قربانی کرنے والے کو اُسکے بعد پھر جیسے گائے کی قربانی کرنے میں پھر جیسے مُرغ کی قربانی میں پھر جیسے اللہ کی راہ میں کسی کو انڈا صدقہ دیا جائے پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم)

اگلے زمانہ میں صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستہ گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں۔ تمام لوگ اتنے سویرے سے جامع مسجد میں جاتے تھے اور سخت اژدحام ہوتا تھا۔ جیسے عید کے دنوں میں پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو لوگوں نے کہا کہ یہ پہلی بدعت ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی یہ لکھکر امام غزالی رح

[ع] ہمارے امام صاحب کے نزدیک یہ غسل سنتِ موکدہ ہے اور بعض علماء اس کے وجوب کے قائل ہیں۔ احادیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔ مگر چونکہ بعض احادیث میں ترک غسل کی بھی اجازت آگئی ہے۔ اس لئے وہ تاکید وجوب کی حد تک نہ پہنچے گی مگر بے ضرورت شدیدہ سنت موکدہ کو بھی ترک کرنا گناہ ہے۔ اہل مدینہ جب کسی کو گالی دیتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ تو اُس سے بھی زیادہ ناپاک ہے جو جمعہ کے دن غسل نہ کرے۔ (احیاء العلوم) حضرت عثمانؓ ایک دن کسی وجہ سے غسل نہ کرسکے حضرت فاروق اعظمؓ نے خطبہ پڑھنے ہی کی حالت میں اُنکو ٹوکا رضی اللہ عنہما ۱۲ ف صحیح یہ ہے کہ غسل نماز کے لئے سنت ہے۔ جن لوگوں پر نماز جمعہ فرض نہیں اُن پر غسل بھی مسنون نہیں۔ چاہیں کریں چاہیں نہ کریں۔ واللہ اعلم۔ (بحر الرائق۔ شرح وقایہ وغیرہ)

فرماتے ہیں کہ کیوں نہیں شرم آتی مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہود سنیچر کے دن اور نصاریٰ اتوار کو اپنے عبادت خانوں اور گرجا گھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دنیا کتنے سویرے بازاروں میں خرید و فروخت کیلئے پہونچ جاتے ہیں پس طالبانِ دین کیوں پیش قدمی نہیں کرتے۔ (احیاء العلوم)

درحقیقت مسلمانوں نے اس زمانے میں اس مبارک دن کی قدر بالکل گھٹا دی انکو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ آج کون دن ہے اور اسکا کیا مرتبہ ہے۔ افسوس وہ دن جو کسی زمانے میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر تھا اور جو دن اگلی امتوں کو نصیب نہ ہوا تھا۔ آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اُسکی ایسی ذلت اور ناقدری ہو رہی ہے خدا کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۵) جمعہ کی نماز کے لئے پیادہ پا جانے میں ہر قدم پر ایک سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ الم سجدہ اور ہل اتی علی الانسان پڑھتے تھے لہذا انھیں سورتوں کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سنت سمجھکر پڑھا کرے کبھی کبھی ترک بھی کر دے تاکہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہ ہو۔

(۷) جمعہ کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورہ جمعہ اور سورہ منافقون یا سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتٰک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔

(۸) جمعہ کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے سورہ کہف پڑھنے میں بہت ثواب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جو کوئی سورہ کہف پڑھے اُسکے لئے عرش کے نیچے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے میں اُسکے کام آئیگا اور اس جمعہ سے پچھلے جمعہ تک کے جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائینگے۔ (شرح سفر السعادۃ) علما نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہ صغیرہ مراد ہیں اسلیئے کہ کبیرہ بے توبہ کیئے نہیں معاف ہوتے۔ واللہ اعلم وہو ارحم الراحمین۔

(۹) جمعہ کے دن کے درود شریف پڑھنے میں بھی اور دونوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اسی لیے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔
اسکے علاوہ ہر عبادت کا ثواب جمعہ کے دن زیادہ ملتا ہے۔

نماز جمعہ کی فضیلت اور تاکید

نماز جمعہ فرض عین ہے قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اعظم شعائر اسلام سے ہے منکر اسکا کافر اور بے عذر تارک اسکا فاسق ہے،

(۱) قولہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ۚ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝
جب نماز جمعہ کے لیئے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمھارے لیئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ ذکر سے مراد اس آیت میں نماز جمعہ اور اس کا خطبہ ہے دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل اور طہارت بقدر امکان کرے بعد اسکے اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوشبو کا استعمال کرے اسکے بعد نماز کے لیئے چلے اور جب مسجد میں آئے تو کسی آدمی کو اُسکی جگہ سے اُٹھا کر نہ بیٹھے پھر جسقدر نوافل اسکی قسمت میں ہوں پڑھے پھر جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گذشتہ جمعہ سے اسوقت تک کے گناہ اُس شخص کے معاف ہو جائیں گے۔ (صحیح بخاری)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد میں پیادہ پا جائے سوار ہو کر نہ جائے پھر خطبہ سنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اُسکو ہر قدم کے عوض میں ایک سال کامل کی عبادت کا ثواب ملیگا ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا۔ (ترمذی)

(۴) ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہیں ورنہ خدائے تعالیٰ انکے دلوں پر مہر کر دیگا پھر

وہ سخت غفلت میں پڑ جائیں گے۔ (صحیح مسلم)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اُس کے دل پر اللہ تعالیٰ مُہر کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

اور ایک روایت میں ہے کہ خداوند تعالیٰ اُس سے بیزار ہو جاتا ہے۔

(۶) طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر غلام۔ عورت۔ لڑکا۔ بیمار۔ (ابوداؤد)

(۷) ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جمعہ کے حق میں فرمایا کہ میرا مصمم ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہ امام کروں اور خود اُن لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے (صحیح مسلم)

اسی مضمون کی حدیث ترک جماعت کے حق میں وارد ہوئی ہے جسکو ہم اوپر لکھ چکے ہیں

(۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بےضرورت جمعہ کی نماز ترک کر دیتا ہے وہ منافق لکھدیا جاتا ہے ایسی کتاب میں جو تغیر و تبدل سے بالکل پاک ہے (مشکوٰۃ) یعنی اسکے نفاق کا حکم ہمیشہ رہیگا ہاں اگر توبہ کرلے ارحم الراحمین اپنی محض عنایت سے معاملہ فرمائے تو دوسری بات ہے۔

(۹) جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اُسکو جمعے کے دن نماز جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکا اور غلام پس اگر کوئی شخص لغو کام یا تجارت میں مشغول ہو جائے تو خداوند عالم بھی اُس سے اعراض فرماتا ہے اور وہ بے نیاز اور محمود ہے (مشکوٰۃ) یعنی اُسکو کسی کی عبادت کی پروا نہیں نہ اُسکا کچھ فائدہ ہے اُسکی ذات بہمہ صفت موصوف ہے کوئی اُسکی حمد و ثنا کرے یا نہ کرے۔

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ جس شخص نے پے در پے کئی جمعے ترک کر دیئے پس اُس نے اسلام کو پس پشت ڈالدیا۔ (اشعۃ اللمعات)

(۱۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا اور وہ جمعہ اور جماعت میں

شریک نہ ہوتا تھا اُسکے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں اُنھوں نے جواب دیا کہ وہ دوزخ میں ہے۔ پھر وہ شخص ایک مہینے تک برابر اُن سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے۔ (احیاء العلوم)

اِن احادیث سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نمازِ جمعہ کی سخت تاکید شریعت میں ہے اور اسکے تارک پر سخت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ کیا اب بھی کوئی شخص بعد دعویٔ اسلام کے اِس فرض کے ترک پر جرأت کرسکتا ہے۔

نماز جمعہ کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مقیم ہونا۔ مسافر پر نمازِ جمعہ واجب نہیں۔

(۲) صحیح ہونا۔ مریض پر نماز جمعہ واجب نہیں۔ جو مرض جامع مسجد تک پیادہ پا جانے سے مانع ہو اُسی مرض کا اعتبار ہے۔ بوڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہوگیا ہو کہ مسجد تک نہ جاسکے یا نابینا ہو۔ یہ سب لوگ مریض سمجھے جائینگے اور نماز جمعہ انپر واجب نہ ہوگی۔

(۳) آزاد ہونا۔ غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

(۴) مرد ہونا عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

(۵) جماعت کے ترک کرنے کے جو عذر اوپر ہم بیان کرچکے ہیں اُنسے خالی ہونا۔ اگر اُن عذروں میں سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہ ہوگی۔ **مثال** (۱) پانی بہت زور سے برستا ہو (۲) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو۔ (۳) مسجد جانے میں کسی دشمن کا خوف ہو۔

(۶) اور نمازوں کے واجب ہونے کی شرطیں جو ہم اوپر ذکر کرچکے ہیں وہ بھی اِس میں معتبر ہیں یعنی عاقل ہونا۔ بالغ ہونا۔ مسلمان ہونا۔

یہ شرطیں جو بیان ہوئیں نماز جمعہ کے واجب ہونے کی تھیں۔ اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرطوں کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز ہوجائے گی۔ یعنے ظہر کا فرض اوس کے ذمے سے اُتر جائے گا۔ مثلاً کوئی مسافر یا کوئی عورت نماز جمعہ پڑھے۔

نمازِ جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مصر ۔ گانوں یا جنگل میں نمازِ جمعہ درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی گانوں شہر سے اس قدر قریب ہو کہ وہاں سے نماز جمعہ پڑھنے کے لیئے اگر کوئی شخص آئے تو دن ہی دن میں اپنے گھر واپس جا سکے تو ایسا مقام بھی مصر کے حکم میں ہے اور وہاں کے لوگوں پر بھی نماز جمعہ فرض ہے (شرح سفر السعادۃ) عه مصر فقہا کی اصطلاح میں اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں ایسے مسلمان جن پر نماز جمعہ واجب ہے

عه یہ مذہب حنفیہ کا ہے امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ایسا مقام شرط ہے جہاں چالیس مرد آزاد مکلف رہتے ہوں امام مالکؒ کے نزدیک دو جگہ شرط ہے جہاں ملی ہوئی بستی اور مسجد اور بازار ہو خلاصہ یہ کہ باتفاق جمیع علمائے امت و اجماع مجتہدین ملت آیت فرضیت جمعہ مکان کے بارے میں مطلق نہیں بلکہ ضرور کوئی نہ کوئی خاص مکان مراد ہے۔ اور چونکہ حضرت علی مرتضیٰ سے مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں بسند صحیح مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جمعہ اور تشریق صحیح نہیں مگر مصر جامع میں اسلیئے حنفیہ نے مصر کی شرط کی۔ اور صحابہ سے منقول نہیں کہ انھوں نے کسی گانوں یا جنگل میں نماز جمعہ پڑھی ہو (فتح القدیر) حضرت علیؓ کی اس حدیث پر اگرچہ بعض محدثین نے جرح کی ہے مگر وہ قابل اعتبار نہیں بعض سندیں اسکی بالکل صحیح ہیں علامہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ جو نووی نے کہا ہے کہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کا ضعف متفق علیہ ہے پس شاید وہ مطلع نہیں ہوئے اس سند پر جسمیں حجاج ہیں اور اس سند پر جسمیں جریر منصور سے راوی ہیں اسلیئے کہ وہ سند صحیح ہے اگر یہ سندیں انکو معلوم ہو جاتیں تو ایسا نہ کہتے بعض لوگوں نے اس آیت کو مطلق قرار دیا ہے اُن کے نزدیک ہر جگہ نماز جمعہ درست ہے۔ گانوں ہو یا شہر اور بخاری کی اس حدیث سے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سب سے پہلا جمعہ جو مسجد نبویؐ کے بعد قایم ہوا جواثی میں تھا جو ایک قریہ ہے بحرین کا اسوجہ سے استدلال نہیں ہو سکتا کہ قریہ کا اطلاق شہر پر بھی آیا ہے خود قرآن مجید میں یہ استعمال جابجا واقع ہے سورہ یوسف میں مصر جیسے شہر کو اور سورہ یٰسین میں انطاکیہ شہر کو قریہ لکھا ہے واللہ اعلم۔

عه مصر کی تعریف میں فقہا کے اقوال مختلف ہیں بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ جہاں حاکم اور قاضی رہتا ہو جو حدود شرعیہ جاری کرے۔ بعض نے یہ تعریف کی کہ جہاں دس ہزار آدمی رہتے ہوں۔ بعض نے یہ کہ جہاں ہر پیشے والا اپنے پیشے کو چلا سکے۔ بعض نے یہ کہ جہاں اسقدر لوگ رہتے ہوں کہ اگر کوئی دشمن اُن سے مقابلہ کرے تو وہ اہل کے دفع پر قادر ہوں۔ بعض نے یہ کہ جہاں ہر روز کوئی نہ کوئی نوبت پیدا ہوتی ہو مگر اکثر فقہا کے نزدیک مختار اور تمام متاخرین کا مفتی بہ وہی قول ہے جو ہم نے لکھا ہے (بحر الرائق ۔ خزانۃ المفتین ۔ فتاوائے زاہدیہ)

اس قدر ہوں کہ اگر سب ملکر وہاں کی کسی بڑی مسجد میں جمع ہونا چاہیں تو اس مسجد میں اُن سب کی گنجایش نہ ہو۔ اس مسجد سے مراد جمعہ مسجد نہیں بلکہ پنجوقتی نماز کی مسجد مراد ہے۔ جس مقام پر یہ تعریف صادق ہو وہ مصر ہے اور جہاں نہ صادق ہو وہ قریہ ہے (خزانتہ المفتیین) بحرالرائق۔ مختصر وقایہ وغیرہ)

(۲) دارالاسلام۔ دارالحرب عہ میں نماز جمعہ درست نہیں۔ دارالاسلام وہ مقام ہے جہاں کا بادشاہ مسلمان ہو یا وہاں احکام اسلام جاری ہوں اور کافروں کی طرف سے کوئی مزاحمت اُن احکام شرعیہ میں نہ ہوتی ہو اور اہل اسلام وہاں با منِ امان بلا اجازت کفار کے رہ سکتے ہوں جہاں یہ باتیں نہ ہوں وہ دارالحرب ہے۔ جو مقام کسی زمانے میں دارالاسلام تھا اُسکے دارالحرب ہونے میں تین شرطیں ہیں (۱) اُسمیں کفر کے احکام علانیہ جاری ہونے لگیں (۲) دارالحرب سے ملکے متصل ہو اُسکے اور دارالحرب کے درمیان میں کوئی دوسرا شہر نہ ہو (۳) کوئی مسلمان اُسمیں بغیر امانِ کفار نہ رہ سکے۔ (خزانتہ المفتیین)

(۳) بادشاہ اسلام یا اُسکی طرف سے کسی شخص کا موجود ہونا عہ۔ ہاں جن مقامات میں کفار کا

عہ ہندوستان کو بعض لوگ دارالحرب کہتے ہیں حالانکہ دارالحرب کی تعریف اسپر کسی طرح صادق نہیں آتی مولانا عبدالحی صاحب مرحوم کے فتاوی میں کئی فتوی اس مسئلے کی تحقیق و تفصیل موجود ہیں جنمیں انھوں نے فقہا کی عبارتیں اس مضمون کی نقل کی ہیں کہ جو شہر آجکل کفار کے قبضہ میں ہیں وہ دارالاسلام ہیں، اسلئے کہ وہاں احکام اسلام جاری ہیں اور کفار کی طرف سے کوئی مزاحمت نہیں ہوتی واللہ اعلم ۱۲

عہ یہ شرط اس مصلحت سے کی گئی ہے کہ نماز جمعہ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے جسمیں ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں اور فتنہ و فساد کا بھی خوف ہوتا ہے لہذا اگر کوئی شخص بادشاہ کی طرف سے موجود ہوگا تو اسکا انسداد کر سکیگا اور انتظام درست رہیگا اسی وجہ سے بعض فقہا نے لکھا ہے کہ بادشاہ کا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں بعض محققین نے اس شرط کی مخالفت کی ہے کہ یہ شرط صرف احتیاطی عقلی ہے نہ یہ کہ بے اسکے شرعاً نماز نہ صحیح ہو۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فتح المنان میں ایسا ہی لکھا ہے بعض نے یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ جس زمانہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باغیوں کے خوف سے خانہ نشین تھے۔ جمعہ کی نماز بے اُنکی اجازت اور موجودگی کے پڑھی گئی اور اگر نماز جمعہ کے صحیح ہونے کیلئے بادشاہ کی اجازت وغیرہ شرط ہوتی تو وہ لوگ جو اعلم تھے کیوں خلاف کرتے۔ مگر یہ واقعہ دلیل نہیں ہو سکتا۔ حالت عذر و مجبوری میں ہمارے فقہا نے بھی شرط کو ساقط کر دیا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

قبضہ ہو اور وہاں کے قاضی اور حاکم سب کافر ہوں وہاں یہ شرط نہیں مثلاً ہمارے زمانہ میں ہندوستان کا یہی حال ہے لہذا یہاں کے لیے یہ شرط نہیں مسلمان خود ہی جمع ہو کر نماز پڑھ لیں درست ہے۔ (رد المحتار)

(۴) ظہر کا وقت۔ وقتِ ظہر سے پہلے اور اسکے بعد نماز جمعہ درست نہیں حتیٰ کہ اگر نماز جمعہ پڑھنے کیحالت میں وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائیگی اگرچہ قعدۂ اخیرہ بقدر تشہد کے ہو چکا ہو اور اسی وجہ سے نماز جمعہ کی قضا نہیں پڑھی جاتی۔

(۵) خطبہ۔ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ کا ذکر کرنا خواہ صرف سبحان اللہ یا الحمد للہ کہدیا جائے۔ اگرچہ صرف اسیقدر پر اکتفا کرنا بوجہ مخالفت سنت کے مکروہ ہو۔ (در مختار وغیرہ)

(۶) خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا۔ اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہو گی۔

(۷) خطبہ کا وقت ظہر کے اندر ہونا۔ وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہ ہو گی۔

(۸) جماعت۔ یعنی امام کے سوا کم سے کم دو آدمیوں کا شروع خطبہ سے نماز ختم ہونے تک موجود ہونا گو وہ تین آدمی جو خطبہ کے وقت تھے اور ہوں اور نماز کے وقت اور مگر یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کر سکیں اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہو گی۔ (بحر الرائق۔ بنایہ۔ رد المحتار)

اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہ جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو کچھ حرج نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

(۹) عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار نماز جمعہ کا پڑھنا کسی خاص مقام میں چھپکر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر کسی ایسے مقام میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی

ع۔ بعض لوگوں نے جمعہ کی نماز زوال سے پہلے بھی جائز رکھی ہے حالانکہ کسی حدیث سے ثابت نہیں بخاری اور مسلم کی حدیثوں میں صاف صاف موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی نماز زوال کے بعد پڑھا کرتے تھے واللہ اعلم ۱۲

جازت نہ ہو یا جمعہ مسجد کے دروازے بند کرلیے جائیں تو نماز نہ ہو گی۔

یہ شرائط جو بیان ہوے نماز کے صحیح ہونے کے تھے اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے نماز جمعہ پڑھے تو اسکی نماز نہ ہوگی۔ یعنی ظہر کا فرض اسکے ذمے سے نہ اترے گا نماز ظہر پھر اسکو پڑھنا ہوگی اور چونکہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے لہذا ایسی حالت میں نماز جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (درالمختار)

خطبہ کے مسائل

جب سب لوگ جماعت میں آجائیں تو امام کو چاہیے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور موذن اس کے سامنے کھڑے ہوکر اذان کہے بعد اذان کے فوراً امام کھڑے ہوکر خطبہ شروع کردے خطبہ پڑھنے والے کا بالغ ہونا شرط نہیں اگر کوئی نابالغ لڑکا خطبہ پڑھ دے تب بھی جائز ہے (درمختار وغیرہ)

خطبہ میں اللہ تعالی کا ذکر کرنا فرض ہے اگر نہ کیا جائے تو وہ خطبہ معتبر نہ ہوگا اور نماز جمعہ کی شرط ادا نہ ہوگی۔ یا اگر صرف الحمد للہ یا سبحان اللہ کہہ لیا جائے مگر نہ خطبہ کی نیت سے تب بھی خطبہ ادا نہ ہوگا۔

خطبہ میں بارہ چیزیں مسنون ہیں (۱) خطبہ پڑھنے کیحالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا (۲) دو خطبے پڑھنا (۳) دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں (۴) دونوں حدثوں سے طہارت کیحالت میں خطبہ پڑھنا (۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کیطرف رکھنا (۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دلمیں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا (۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں (۸) خطبہ میں ان آٹھ قسم کے مضامین ہونا اللہ تعالی کا شکر اور اسکی تعریف خداوند عالم کی وحدت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود۔ وعظ و نصیحت۔ قرآن مجید کی آیتوں یا کسی سورۃ کا پڑھنا۔ دوسرے خطبہ میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا۔ دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کیلیے دعا کرنا۔ (۹) خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا

(۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھکر کھڑا ہونا۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول نہیں (۱۱) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا۔ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا یا اسکے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ بِلا دینا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بعض عوام کا دستور ہے خلافِ سنتِ مؤکدہ اور مکروہ[ع] تحریمی ہے۔ (۱۲) خطبہ سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔

دوسرے خطبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل اور اصحاب و ازواجِ مطہرات خصوصًا خلفاے راشدین اور حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ عنہم کیلیے دعا کرنا مستحب ہے۔ بادشاہ وقت کے لیے بھی دعا کرنا جائز ہے مگر اسکی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے (بحر الرائق۔ در مختار وغیرہ)

جب امام خطبہ کے لیے اُٹھ کھڑا ہو اُسوقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں قضا نماز کا پڑھنا اسوقت بھی جائز بلکہ واجب ہے پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کردے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔

جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اسکا سننا واجب ہے خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دور اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا بات چیت کرنا چلنا پھرنا سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالتِ نماز میں

ع باوجودیکہ صدہا بلادِ عجم صحابہ کے زمانے میں فتح ہو گئے تھے اور وہاں کے لوگ عربی سے بالکل واقف نہ تھے مگر صحابہ نے ان کے لیے خطبہ ان کی زبان میں نہیں بدلا اور عربی زبان میں پڑھا کیے مصفّے شرح مؤطا میں ہے کہ جب ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے خلفا رضی اللہ عنہم اور انکے تابعین وغیرہ کے خطبوں کو دیکھا تو اس میں چند چیزیں معلوم ہوئیں اللہ تعالیٰ کی حمد اور وحدت اور رسالت کی شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود، مسلمانوں کو تقوے کی نصیحت قرآن مجید کی کسی آیت کی تلاوت مسلمانوں کیلیے دعا اور خطبہ کا عربی ہونا بسبب التزام مسلمانوں کے مشرق سے مغرب تک اس عربی خطبہ پر باوجودیکہ اکثر ملکوں میں حاضرین عجمی ہوتے تھے فقط اور ہمارے فقہا جو لکھتے ہیں کہ خطبہ فارسی زبان میں جائز ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ نماز جمعہ کی شرط ادا ہو جائے گی نہ یہ کہ بالکل خالی از کراہت ہے۔ زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی مولانا شیخ عبدالحی لکھنوی کے رسالہ احکام النفائس میں موجود ہے واللہ اعلم ۱۲۔

ممنوع ہے ویسا ہی اسوقت بھی ممنوع ہے ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتادے اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور خطبہ شروع ہو جائے تو جماعت حاصل کرنے کے طریقہ پر عمل کرے۔ (خزانۃ المفتین)

دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا[ع۱] مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں بے ہاتھ اٹھائے ہوئے اگر دل میں دعا مانگی جائے تو جائز ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے اصحاب سے منقول نہیں۔

رمضان کے اخیر جمعہ کے خطبہ میں وداع اور فراقِ رمضان کے مضامین پڑھنا اگرچہ جائز ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب سے منقول نہیں نہ کتب فقہ میں کہیں اسکا پتہ ہے لہذا اسپر مداومت کرنا جس سے عوام کو اسکے سنت ہونے کا خیال پیدا ہو نہ چاہیے۔

ہمارے زمانہ میں اس خطبہ پر ایسا التزام ہو رہا ہے کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو وہ مورد طعن ہوتا ہے اور اس خطبہ کے سننے میں اہتمام بھی زیادہ کیا جاتا ہے (دروع الاخوان)

خطبہ کا کسی کتاب میں دیکھکر پڑھنا جائز ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اگر خطبہ میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ کے دن

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اس غرض سے نہیں نقل کرتے کہ لوگ اسی خطبہ پر التزام کریں بلکہ روش اور طریقہ معلوم ہونے کیلیے۔ ہاں کبھی کبھی بغرض تبرک و اتباع اسکے مقدس الفاظ بھی

ع اگر یہ ضروری ہو کہ کچھ کہے تو عربی زبان میں کہے کسی اور زبان میں کہے گا تو مکروہ ہوگا ۱۲

ع۱ بعض لوگ اس زمانہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور طرفہ یہ کہ اسکو مسنون سمجھتے ہیں۔ ہاں چونکہ بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ جمعہ کی وہ ساعت جس میں دعا قبول ہوتی ہے اسی وقت ہے لہذا اگر کوئی شخص بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے اپنے دل ہی دل میں دعا مانگ لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہاتھ اٹھا کر نہ چاہیے احادیث میں صاف تصریح موجود ہے کہ حضرتؐ اسوقت کچھ کلام نہ کرتے تھے نہ دعا نہ غیر دعا شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ نے سفر السعادۃ وغیرہ میں اس مسئلہ کو صاف لکھدیا ہے واللہ اعلم ۱۲

خطبہ میں شامل کر لیے جایا کریں تو مناسب ہو۔ بہتر یہی ہو کہ ہر مرتبہ نیا خطبہ پڑھا جائے اور لوگوں کو جن مسائل کی زیادہ ضرورت ہو خطبہ میں بیان کیے جایا کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ من اولہ الی آخرہ ابھی تک کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذرا ہاں کچھ ٹکڑے خطبہ کے لوگوں نے نقل کیے ہیں۔

عادت شریف یہ تھی کہ جب سب لوگ جمع ہو جاتے اسوقت آپ تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام کرتے اور حضرت بلالؓ اذان کہتے جب اذان ختم ہو جاتی آپ کھڑے ہو جاتے اور معاً خطبہ شروع فرما دیتے جبتک منبر نہ بنا تھا کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اُس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے تکیہ لگا لیتے تھے بعد منبر بنجانے کے پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا دینا منقول نہیں۔

دو خطبے پڑھتے اور دونوں کے درمیان میں کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اسوقت کچھ کلام نہ کرتے نہ دعا مانگتے جب دوسرے خطبہ سے آپکو فراغت ہوتی حضرت بلالؓ اقامت کہتے اور آپ نماز

ع۔ بقول صحیح منبر [illegible] ہجری میں بنایا گیا۔ منبر بنانے کا قصہ یہ ہو کہ مدینہ میں ایک انصاریہ تھیں جنکا غلام نجار تھا ان کے پاس حضرتؐ کا ارشاد ہوا تھا کہ بہتر ہوتا اگر تم اپنے غلام سے میرے لیے ایک منبر بنوا دیتیں جب الارشاد انھوں نے ایک منبر گز کی لکڑی سے جس میں تین سیڑھیاں تھیں بنوا کر مسجد شریف میں بھیجدیا۔ جس مقام پر آپ منبر شریف ہو وہیں وہ مقدس منبر رکھدیا گیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوے وہ ستون جس سے آپ پہلے تکیہ لگا لیتے تھے حضرتؐ کے فراق صحبت سے فریاد کرنے لگا اور ایسی آواز سے رویا کہ جیسے اونٹنی بولتی ہو۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ جیسے روتا ہوا لڑکا چپ کیا جائے۔ تمام صحابہ اس کے حال سے رونے لگے حضرت منبر سے اتر پڑے اور اس ستون کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ یہاں تک کہ اسکا رونا موقوف ہو گیا۔ یہ روایت بہت صحیح ہے اور مشہور ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ متواتر ہے۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس مقدس منبر کو اپنے زمانۂ خلافت میں شام لے جانا چاہا مگر جیسے ہی وہ منبر اپنی جگہ سے اٹھایا گیا آفتاب میں سخت گرہن پڑ گیا کہ ستارے نظر آنے لگے اس حال کو دیکھکر وہ اپنے ارادے سے باز رہے۔ [illegible] ہجری میں جب مسجد شریف میں آگ لگی تھی وہ منبر جل گیا ۱۲ (شرح سفر السعادۃ)

شروع فرماتے خطبہ پڑھتے وقت حضرت کی آواز بلند ہوجاتی تھی اور مبارک آنکھیں سرخ ہوجاتی تھیں مسلم میں ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت حضرت کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے لشکر سے جو عنقریب آنے چاہتا ہو اپنے لوگوں کو خبر دیتا ہو اکثر خطبہ میں فرمایا کرتے تھے عــه بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃَ کَھَاتَیْنِ اور بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا دیتے تھے اور بعد اسکے فرماتے تھے عــه اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِہٖ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِاَھْلِہٖ وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْ ضَیَاعًا فَاِلَیَّ وَعَلَیَّ ۔

کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے عــه یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ وَصِلُوا الَّذِیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ بِکَثْرَۃِ ذِکْرِکُمْ لَہٗ وَکَثْرَۃِ الصَّدَقَۃِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ تُؤْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْجُمُعَۃَ مَکْتُوْبَۃً فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِیْ ھٰذَا فِیْ عَامِیْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَنْ وَجَدَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا فَمَنْ تَرَکَھَا فِیْ حَیَاتِیْ اَوْ بَعْدِیْ جُحُوْدًا بِھَا وَاسْتِخْفَافًا بِھَا وَلَہٗ اِمَامٌ جَائِرٌ اَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰہُ شَمْلَہٗ وَلَا بَارَکَ لَہٗ فِیْ اَمْرِہٖ

عــه میں اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجا گیا ہوں جیسے یہ دو انگلیاں ۱۲

عــه لیکن بعد حمد و صلوٰۃ کے پس سب کلاموں سے بہتر خدا کا کلام ہے اور سب طریقوں سے اچھا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور سب چیزوں سے بری نئی باتیں ہیں ہر بدعت دوزخ میں ہے میں ہر مومن کا اسکی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں جو شخص کچھ مال چھوڑے تو اسکے اعزا کا ہے اور اگر کچھ قرض چھوڑے یا کچھ اہل و عیال تو وہ میرے ذمہ ہیں ۱۲

عــه اے لوگو توبہ کرو موت آنے سے پہلے اور جلدی کرو نیک کام میں اور پورا کرو اس عہد کو جو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہے اسکے ذکر کی کثرت اور صدقہ دینے سے ظاہر و باطن میں اسکا ثواب پاؤ گے اور اللہ کے نزدیک تعریف کیے جاؤ گے اور رزق پاؤ گے اور جان لو کہ اللہ نے تمہارے اوپر جمعہ کی نماز فرض کی ہے میرے اس مقام میں اسی شہر میں اسی سال میں قیامت تک بشرط امکان جو شخص اسکو ترک کرے میری زندگی میں یا میرے بعد اسکی فرضیت کا انکار کرکے یا سہل انگاری سے بشرطیکہ اسکا کوئی بادشاہ ہو ظالم یا عادل تو اللہ اسکی پریشانیوں کو نہ دور کرے نہ اسکے کام میں برکت دے ۔ ۱۲

ع۱ اَلَا وَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ اَلَا وَلَا صَوْمَ لَہٗ اَلَا وَلَا زَکٰوۃَ لَہٗ اَلَا وَلَا حَجَّ لَہٗ اَلَا وَلَا بِرَّ لَہٗ حَتّٰی یَتُوْبَ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ اِمْرَأَۃٌ رَجُلًا اَلَا وَلَا یَؤُمُّ اَعْرَابِیٌّ مُہَاجِرًا اَلَا وَلَا یَؤُمُّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا اِلَّا اَنْ یَقْہَرَہٗ سُلْطَانٌ یَخَافُ سَیْفَہٗ وَسَوْطَہٗ (ابن ماجہ) کبھی بعد حمد و صلوٰۃ کے یہ خطبہ ع۲ پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ع۳ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّہْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاہْتَدٰی وَمَنْ یَّعْصِہِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا (ابوداؤد وغیرہ) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ ق خطبہ میں اکثر پڑھا کرتے تھے حتیٰ کہ میں نے سورۂ ق حضرت ہی سے سن سنکر یاد کی ہے جب آپ منبر پر اسکو پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

ع۱ آگاہ ہو نہ اسکی نماز قبول ہوگی نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ کوئی نیکی یہانتک کہ توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسکی توبہ کو قبول کریگا۔ آگاہ ہو نہ امامت کرے کوئی عورت کسی مرد کی نہ کوئی اعرابی یعنی جاہل کسی مہاجر یعنی عالم کی نہ کوئی فاسق کسی صالح کی مگر یہ کہ کوئی بادشاہ جبراً ایسا کرائے جسکی تلوار اور کوڑے کا خوف ہو ۱۲۔

ع۲ اسی خطبہ کی نسبت صاحب بحر الرائق نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خطبہ تھا ۱۲

ع۳ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہم اسکی تعریف کرتے ہیں اور اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اپنے نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جسکو اللہ ہدایت کرے اسکو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسکو وہ گمراہ کرے اسکو کوئی ہدایت نہیں کرسکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اسکے بندے اور پیغمبر ہیں اُن کو اللہ نے سچی باتوں کی بشارت اور اُن سے ڈرانے کے لیے قیامت کے قریب بھیجا ہے جو کوئی اللہ اور رسول کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہیں ۱۲۔ اس کا ذکر اس مقام میں صرف عادۃً فرمایا ہے ورنہ جمعہ کی نماز تو مکہ ہی میں فرض ہو چکی تھی ۱۲ اعرابی چونکہ اکثر جاہل اور مہاجرین عالم تھے اسلئے اعرابی سے جاہل اور مہاجر سے عالم مراد لیا گیا ۱۲۔

اور کبھی سورہ والعصر اور کبھی لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ط اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ اور کبھی وَنَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ (بحرالرائق)

نماز کے مسائل

بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز بھی پڑھائے۔ اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی دوسرا شخص امام بنایا جائے تو وہ ایسا شخص ہو جس نے خطبہ سنا ہو اگر کوئی شخص ایسا امام بنا دیا جائے جسنے خطبہ نہیں سنا تو نماز نہ ہوگی اور اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنائے تب بھی جائز نہیں ہاں بعد نماز شروع کر دینے کے اگر امام کو حدث ہو جائے اور وہ اُسوقت کسی کو امام بنائے تو اس میں یہ شرط نہیں جسنے خطبہ نہیں سنا اسکا امام بنانا بھی درست ہے خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہکر نماز شروع کر دینا مسنون ہے۔ خطبہ اور نماز کے درمیان میں کوئی دنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے اسکے بعد خطبہ کے اعادہ کی ضرورت ہے ہاں کوئی دینی کام ہو مثلاً کسی کو شرعی مسئلہ بتائے یا وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبہ کے معلوم ہو کہ اسکو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہیں نہ خطبہ کے اعادہ کی ضرورت۔ (درمختار۔ خزانۃ المفتین)

نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے۔

میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نماز جمعہ پڑھوں۔

بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں اگرچہ ایک مقام کی

عہ دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے جنت والے اپنی مراد کو پہونچیں گے ۱۲

عہ دوزخ والے کہیں گے کہ اے مالک (داروغہ دوزخ)، اب تیرا رب اس عذاب کو ختم کر دے گا وہ کہیگا تم ہمیشہ یہیں رہوگے ۱۲۔

سے بعض علما کے نزدیک جمعہ کی نماز ایک مقام کی متعدد مساجد میں جائز نہیں مگر یہ قول مختار اور مفتیٰ بہ نہیں ہے (بحرالرائق)

متعدد مسجدوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے (بحرالرائق وغیرہ)

اگر کوئی مسبوق قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدۂ سہو کے بعد آکر ملے تو اسکی شرکت صحیح ہو جائیگی اور اُسکو جمعہ کی نماز تمام کرنا چاہیے یعنی دو رکعت پڑھنے سے ظہر کی نماز اسکے ذمے سے اتر جائے گی۔ (بحرالرائق و درمختار وغیرہ)

جب کسی مقام میں جمعہ کے صحیح ہونے کی کسی شرط میں شک پڑ جائے مثلاً مصر ہونے میں یا جیسا بعض علما کے نزدیک[1] نماز جمعہ ایک ہی مقام کی ایک ہی مسجد میں ہونا چاہیے تو ایسی حالت میں وہاں کے لوگوں کو بہتر یہ ہے کہ بعد جمعہ کے فرض اور سنت پڑھ چکنے کے چار رکعت بہ نیت ظہر احتیاطاً پڑھ لیا کریں اور اسکی نیت یوں کریں نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اٰخِرَ الظُّهْرِ اَدْرَکْتُ وَقْتَهٗ وَلَمْ اُصَلِّهٖ بَعْدُ میں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اخیری ظہر جسکا اب مجھے وقت ملا اور ابتک اسکو میں نے نہیں پڑھا ادا کروں اور اس نماز کی چاروں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا ضروری نہیں اس نماز کو کچھ ضروری نہ سمجھے اور نہ یہ خیال کرے کہ جمعہ کی نماز نہیں ہوئی کسی زمانہ میں اس نماز نے جاہلوں کو اس خیال میں ڈالدیا تھا کہ جمعہ کی نماز فرض ہی نہیں اسی سبب سے صاحب بحرالرائق لکھتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ فتویٰ دیا کہ یہ نماز نہ پڑھی جائے تاکہ جاہلوں کا اعتقاد خراب نہ ہونے پائے۔

عیدین کی نماز کا بیان

شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر[2] کہتے ہیں اور ذیحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الاضحیٰ یہ دونوں

[1] امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک اگر دوسری رکعت کا اکثر حصہ ملجائے تو شرکت صحیح ہو گی اور اسکو جمعہ کی نماز تمام کرنا ہو گی ورنہ اسے امام کے سلام کے بعد ظہر کی نماز تمام کرنا چاہیے مثلاً ایک رکعت امام کے ساتھ ملی ہو تو بعد امام کے سلام کے تین رکعت اور پڑھے مگر فتویٰ اس قول پر نہیں نہ اسکی کوئی قوی دلیل ہے۔ (بحرالرائق)

---

[1] جب شہر مرو میں دو جمعے ہونے لگے تو وہاں کے علما نے احتیاطاً چار رکعت ظہر احتیاطی پڑھنے کا حکم لوگوں کو دیدیا (قنیہ) ۱۲

[2] عید الفطر کی نماز ۲ سنہ ہجری میں شروع ہوئی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مدینہ نے دو دن سال بھر میں مقرر کر لیے تھے کہ جنمیں خوشی کیا کرتے تھے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر وہاں تشریف لائے تو پوچھا کہ یہ دن کیسے ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اسلام سے پہلے دونوں دنوں میں خوشی کیا کرتے تھے تب آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کے عوض میں اس سے بہتر دوسرے دو دن دیے ہیں عید الفطر کا دن اور عید الاضحیٰ کا۔ (بحرالرائق) ۱۲

دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں ان دونوں دنوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے۔

جمعہ کی نماز کی صحت و وجوب کے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکے ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں۔ سوا خطبہ کے جمعہ کی نماز میں خطبہ شرط ہے عیدین کی نماز میں شرط نہیں۔ جمعہ کا خطبہ فرض ہے عیدین کا خطبہ سنت ہے مگر عیدین کے خطبہ کا سننا بھی مثل جمعہ کے خطبہ کے واجب ہے جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا ضروری ہے اور عیدین کا نماز کے بعد مسنون ہے۔

عید الفطر کے دن بارہ چیزیں مسنون ہیں اپنی آرائش کرنا غسل کرنا مسواک کرنا۔ عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا۔ خوشبو لگانا صبح کو بہت سویرے اٹھنا۔ عیدگاہ میں بہت سویرے جانا قبل عیدگاہ جانے کے صدقہ فطر دیدینا۔ قبل عیدگاہ جانے کے کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا[1] نماز عیدگاہ میں جاکر پڑھنا[2] جس راستہ سے جائے اسکے سوا دوسرے راستہ سے واپس آنا پیادہ پا جانا[3] اور راستہ میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔

عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَكْعَتَیِ الْوَاجِبِ صَلٰوةِ عِیْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَكْبِیْرَاتٍ وَاجِبَةٍ میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں یہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللہم پڑھکر تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر

---

[1] صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں جو دستور چھوہارے اور دودھ ملا کر کھانے کا ہے اسکی کوئی اصل نہیں مقصود یہ کہ اسکو مسنون نہ سمجھنا چاہیئے۔ علیٰ ہذا ہمارے زمانے میں ہندوستان میں سوئیاں اور دودھ کھانے کی رسم ہے یہ بھی محض بے اصل اور رواجی امر ہے اسکو بھی مسنون نہ سمجھنا چاہیے ۱۲

[2] ہمارے زمانے میں اکثر لوگ عید کی نماز شہر کی مسجدوں میں پڑھ لیتے ہیں عیدگاہ نہیں جاتے حالانکہ عیدگاہ جانا سنت موکدہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مقدس مسجد کو باوجود بے انتہا شرف و فضیلت کے عیدین کے دن چھوڑ دیتے تھے اور نماز پڑھنے عیدگاہ تشریف لیجاتے تھے۔ ۱۲

[3] سوار ہو کر واپس آنے کی اجازت ہے ۱۲ (در مختار وغیرہ)

کے ہاتھ لٹکا دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر تک توقف کرے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھکر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھکر حسب دستور رکوع سجدے کر کے کھڑا ہو اور اس دوسری رکعت میں پہلے سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت پڑھ لے اسکے بعد تین تکبیریں اسیطرح کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے[ع] بلکہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر[ب] کہکر رکوع میں جائے (مجالس الابرار)

بعد نماز کے دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبہ میں۔

بعد نماز عیدین کے یا بعد خطبہ کے دعا مانگنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول[ع] نہیں اور اگر ان حضرات سے کبھی دعا مانگی ہوتی تو ضرور نقل کیجاتی۔ لہذا الغرض اتباع دعا نہ مانگنا دعا مانگنے سے بہتر ہے۔

عیدین کے خطبہ میں پہلے تکبیر سے ابتدا کرے پہلے خطبے میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے دوسرے میں سات مرتبہ۔ (بحر الرائق وغیرہ)

عید الاضحیٰ کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عید الفطر میں۔ فرق اسقدر ہے کہ عید الاضحیٰ کی نیت میں بجائے عید الفطر کے عید الاضحیٰ کا لفظ داخل کرے اور عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے یہاں نہیں۔ عید الفطر میں راستہ چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے عید الفطر

[ع] عیدین کی نماز میں بھی مثل جمعہ کی نماز کے سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح اسم اور ہل أتاک حدیث الغاشیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ۱۲۔

[ع] علامہ لکھنوی مولانا شیخ عبدالحی فرنگی محلی رحمہ اللہ اپنے فتاوے میں لکھتے ہیں کہ میں اس تکبیر کے بعد ہاتھ باندھنے اور نہ باندھنے میں متردد تھا اور اپنے زمانے کے علما سے اسکا سوال بھی کیا مگر کسی نے شافی جواب نہ دیا یہانتک کہ میں مجالس الابرار کی اس عبارت پر مطلع ہوا اللہ تعالےٰ کا میں نے بہت شکر کیا کہ اس میں صاف تصریح ہے نہ باندھنے کا حکم موجود ہے۔

[ب] مولانا شیخ عبدالحی رحمہ اللہ اور مولوی محمد نعیم صاحب مرحوم نے بھی اپنے فتوے میں ایسا ہی لکھا ہے ۱۲

کی نماز دیر کر کے پڑھنا مسنون ہے اور عید الاضحیٰ کی سویرے۔ اذان و اقامت نہ یہاں ہے نہ وہاں جہاں عیدین کی نماز پڑھی جائے وہاں اور کوئی نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز سے پہلے بھی اور پیچھے بھی۔ ہاں بعد نماز کے گھر میں آکر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور قبل نماز کے یہ بھی مکروہ ہے (بحر الرائق)

عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں اُنکو قبل نماز عید کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ (بحر الرائق)

عید الفطر کے خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہیے۔

تکبیر تشریق یعنی ہر فرض عین نماز کے بعد ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہنا واجب ہے بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ مقام مصر ہو عـہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں ہاں اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائیگی (رد المحتار)

یہ تکبیر عرفہ یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں عـہ تاریخ کی عصر تک کہنا چاہیے سب تئیس نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔

اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے ہاں عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔ (رد المحتار)

عـہ یہ مذہب امام صاحب کا ہے صاحبین کے نزدیک اسکی کوئی شرط نہیں عورت اور مسافر اور منفرد پر اور قریہ میں بھی یہ تکبیر واجب ہے۔ صاحب بحر الرائق نے سراج و تاج وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ فتوے صاحبین کے قول پر ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ یہ لوگ بھی تکبیر کہہ لیا کریں ۱۲

عـہ یہ مذہب صاحبین کا ہے اور حضرت فاروق و مرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔ امام صاحب کے نزدیک عرفے کی فجر سے عید کی عصر تک کل آٹھ نمازوں کے بعد تکبیر واجب ہے اور یہی مذہب ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا۔ چونکہ بلند آواز سے تکبیر کہنا بدعت ہے اس لیے امام صاحب نے ابن مسعود کے مذہب کو اختیار کیا لیکن عبادات میں اکثر کا اختیار کرنا بہتر ہے اور اصول میں مقرر ہے کہ جب کوئی چیز بدعت اور وجوب میں دائر ہو تو اسکا کرنا اختیار کیا جائے اسلیے فتوے صاحبین کے قول پر دیا گیا اور اسی پر عمل ہے واللہ اعلم ۱۲

نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہیے۔ اگر کوئی عمل منافی نماز کے عمداً کرے مثلاً قہقہہ سے ہنسے یا بات کودے عمداً یا سہواً یا مسجد سے چلا جائے تو پھر ان چیزوں کے بعد تکبیر کہنا چاہیے۔ اگر کسی کا وضو نماز کے بعد فوراً ٹوٹ جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسی حالت میں فوراً تکبیر کہہ لے وضو کرنے نہ جائے اور اگر وضو کرکے کہے تب بھی جائز ہے (بحر الرائق)

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہدیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں۔ (در مختار۔ بحر الرائق وغیرہ)

عیدالاضحیٰ[ع] کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا واجب ہے (بحر الرائق۔ رد المحتار)

عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مساجد میں جائز ہے (در مختار وغیرہ)

اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نماز نہیں پڑھ سکتا اسلیے کہ جماعت اس میں شرط ہے۔ اسیطرح اگر کوئی شخص شریک نماز ہوا ہو اور کسی وجہ سے اسکی نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اسکی قضا نہیں پڑھ سکتا نہ اسپر اسکی قضا واجب ہے ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اسکے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھ سکتا ہے۔

اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عیدالفطر کی نماز دوسرے دن اور عیدالاضحیٰ کی تیرھویں

ع قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرفے کے دن مغرب کی نماز پڑھائی اور تکبیر تشریق کہنے کو بھول گیا تو امام ابو حنیفہ نے جو پیچھے نماز میں شریک تھے تکبیر کہدی صاحب بحر الرائق اس روایت نقل کرکے لکھتے ہیں کہ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک تو یہی مسئلہ یعنی اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدی کہدیں دوسرے یہ کہ تعظیم استاد کی یہی ہے کہ اسکی اطاعت کرے دیکھو امام ابو یوسف امام صاحب کے حکم سے امام بن گئے یہ نہ خیال کیا کہ مجھے اپنے استاد کے ہوتے ہوئے نماز نہ پڑھانا چاہیے۔ تیسرے یہ کہ استاد کو چاہیے کہ جب کسی اپنے شاگرد کو لائق دیکھے تو لوگوں کے سامنے اسکی عظمت کرے تاکہ لوگ بھی اسکو بزرگ سمجھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ چوتھے یہ کہ شاگرد کو چاہیے کہ اپنے استاد کا مرتبہ نہ بھولجائے دیکھو امام ابو یوسف استاد کی ہیبت سے تکبیر بھول گئے حالانکہ کئی وقت اس تکبیر کو کہتے ہوئے ہو چکے تھے ۱۲

ع ہمارے فقہا لکھتے ہیں کہ عید کی نماز کے بعد تکبیر کہنا تمام سلف سے منقول ہے اسلیے ضرور کہہ لینا چاہیے صاحب رد المحتار لکھتے ہیں کہ بحر الرائق کی عبارت سے اسکا وجوب معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲۔

تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے - اور یہ نماز قضا سمجھی جائیگی -

عید الاضحیٰ کی نماز میں بے عذر بھی تیرھویں تاریخ تک تاخیر کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے اور عید الفطر میں بے عذر بالکل جائز نہیں - (بحر الرائق - درمختار وغیرہ)

عذر کی مثال (۱) کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے کو نہ آیا ہو (۲) پانی برس رہا ہو - (۳) چاند کی تاریخ محقق نہ ہوا اور بعد زوال کے جب وقت جاتا رہے محقق ہو جائے (۴) ابر کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور بعد ابر کھل جانے کے معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی (ردالمحتار)

اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آکر شریک ہوا ہو کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو اگر قیام میں آکر شریک ہوا ہو تو فوراً بعد نیت باندھنے کے تکبیریں کہلے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں آکر شریک ہوا ہو تو اگر گمان غالب ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کا رکوع ملجائیگا تو نیت باندھکر تکبیر کہے بعد اسکے رکوع میں جائے اور اگر رکوع کے نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہے مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے - اور اگر قبل اسکے کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اٹھالے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جسقدر تکبیریں رہگئی ہیں وہ اسسے معاف ہیں (ردالمحتار)

اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں جاتی رہی تو جب وہ اسکو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کرلے اسکے بعد تکبیریں کہے اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہیے تھا لیکن چونکہ اس طریقہ سے دونوں رکعتوں کی قرأت میں تکبیر فاصل ہوئی جاتی ہے اور یہ کسی کا مذہب نہیں ہے اسلیے اسکے خلاف حکم دیا گیا - (ردالمحتار)

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے اور رکوع میں اسکو خیال آئے تو اسکو چاہیے کہ حالت رکوع میں تکبیر کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہوگی -

کعبہ مکرمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

جیسا کعبہ شریفہ کے باہر اسکی محاذاۃ پر نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبہ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے استقبال قبلہ ہو جائیگا خواہ جس طرف پڑھے اسوجہ سے کہ وہاں چاروں طرف

قبلہ ہے۔ جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے مگر ہاں جب ایک طرف منہ کر کے نماز شروع کیجائے تو پھر حالت نماز میں دوسری طرف پھر جانا جائز نہیں اور جس طرح نفل نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز عہ بھی۔ (ردالمحتار)

کعبہ شریفہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے اسلیے کہ جس مقام پر کعبہ ہے وہ زمین اور اُسکے محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہے سب قبلہ ہی قبلہ ہے کچھ کعبہ کی دیواروں میں منحصر نہیں اسی لیے اگر کوئی شخص کسی بلند پہاڑ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبہ کی دیواروں سے بالکل محاذاۃ نہ ہو تو اُسکی نماز بالاتفاق درست ہے لیکن چونکہ اس میں کعبہ کی بے تعظیمی ہے اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع بھی فرمایا ہے اسلیے مکروہ تحریمی ہوگی۔

کعبہ کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو اسلیے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے۔ ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے بڑھکر نہ کھڑے ہوں۔ اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے سامنے ہو تب بھی درست ہے اسلیے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام سے آگے نہ کہا جائیگا آگے جب ہوتا کہ جب دونوں کا منہ ایک طرف ہوتا مگر ہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہو گی اس لیے کہ کسی آدمی کیطرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کر لیجائے تو یہ کراہت نہ رہے گی۔ (در مختار وغیرہ)

اگر امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے ہوں تب بھی نماز ہو جائیگی لیکن اگر صرف امام کعبہ کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اسکے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہو گی اسلیے کہ اس صورت میں امام کا مقام بقدر ایک قد کے مقتدیوں سے اونچا ہوگا (ردالمحتار)

عہ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ مکرمہ میں کعبہ کے اندر نفل نماز پڑھی ہے مگر چونکہ نفل اور فرض دونوں استقبال قبلہ کی شرط ہونے میں برابر ہیں اسلیے فرض بھی جائز ہے امام مالک کے نزدیک فرض نماز جائز نہیں اسلیے کہ پورے قبلہ کا استقبال نہیں ہوتا۔ امام شافعی اس مسئلہ میں ہمارے موافق ہیں صاحب شرح وقایہ نے جو انکا خلاف نقل کیا ہے یہ صحیح نہیں اُن کے مذہب کی کتابوں میں ہمارے موافق لکھا ہے۔ صاحب نہایہ لکھتے ہیں کہ یہ لفظ صاحب شرح وقایہ کے قلم سے سہواً نکل گیا واللہ اعلم ۱۲

اگر مقتدی اندر ہوں اور امام باہر تب بھی نماز درست ہو بشرطیکہ مقتدی امام سے آگے نہ ہوں۔ (رد المحتار)

خداوند عالم کی توفیق سے اُن نمازوں کا بیان تمام ہو چکا جن میں قرآن مجید کی قرأت فرض ہے لہذا اب ہم کو مناسب معلوم ہوتا ہو کہ اسی کے ساتھ ہی کچھ حالات قرآن مجید کے اور اسکی تلاوت وغیرہ کے احکام بھی لکھدیں اور اسی لیے ہم نے سجدۂ تلاوت کا بیان ابھی تک نہیں کیا اگرچہ ہمارے فقہا کی عادت ہو کہ سجدۂ سہو کے بعد سجدۂ تلاوت کا بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ اگر خدا نے چاہا تو یہ تذکرہ بھی نہایت دلچسپ اور مفید ہوگا جسکی تفصیل سے اکثر فقہ کی کتابیں خالی ہیں۔ اس بحث میں سب سے پہلے ہم یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کیا چیز ہے اور وہ ہم تک کیسے پہونچا۔ اسکے بعد اسکے پڑھنے پڑھانے کی فضیلت اور ثواب بیان کرینگے اسکے بعد جو مسائل اس سے تعلق رکھتے ہیں اُنکا ذکر کرینگے۔ واللہ حسبی ونعم الوکیل۔

قرآن مجید کے نزول اور جمع و ترتیب کے حالات

جانتے ہو قرآن مجید کیا چیز ہو؟ ایک مقدس کتاب ہو جو نبی آخر الزماں بہترین پیغمبران محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی یہ مالک عرش و کرسی کا کلام ہو جو اسنے اپنے ایک برگزیدہ پیغمبر اور مقرب بندہ سے کیا۔ اسلام کی بنا اسی پاک آسمانی فرمان پر ہو جسنے اطاعت کی وہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوا جسنے ذرا بھی سرکشی کی وہ اس پاکیزہ جماعت سے خارج ہو گیا۔ اللہ جل شانہ کے باغیوں میں شامل ہوا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سن شریف چالیس برس کا ہوا اسوقت آپ کو خلعت نبوت عطا ہوئی اور تاجِ رسالت آپکے سر پر رکھا گیا اسی زمانے سے نزول قرآن کی ابتدا ہوئی وقتاً فوقتاً حسب حاجت وضرورت تھوڑا تھوڑا تیئیس برس تک نازل ہوتا رہا اگلی کتابوں کی طرح پورا ایک ہی مرتبہ نہیں نازل ہو گیا۔

عہ مثلاً حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور۔ یہ سب کتابیں پوری ایک ہی دفعہ نازل ہو گئیں اور بالاتفاق یہ سب کتابیں رمضان ہی کے مہینے میں اتریں۔ (اتقان) ۱۲

صحیح یہ ہے کہ بعد آپ کی نبوت کے رمضان کی شب قدر میں پورا قرآن مجید لوح محفوظ سے اِس آسمان پر جسے ہم دیکھ رہے ہیں حسب حکم رب العزت نازل ہو گیا اور بعد اسکے حضرت جبریل علیہ السلام کو جسوقت جسقدر حکم ہوا اُنھوں نے اُس متقدس کلام کو بعینہ بے کم و کاست بے تغیر و تبدل نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچا دیا کبھی دو آیتیں کبھی تین آیتیں کبھی ایک آیت سے بھی کم کبھی دس دس آیتیں کبھی کبھی پوری سورتیں۔ اِسی کو شریعت میں وحی کہتے ہیں علمانے وحی کے متعدد طریقے احادیث سے استخراج کیے ہیں (۱) فرشتہ وحی لیکر آئے اور ایک آواز مثل گھنٹی کے معلوم ہو یہ کیفیت متعدد صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور یہ قسم وحی کی تمام اقسام میں سخت تھی بہت تکلیف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتی تھی حتی کہ آپ نے فرمایا جب کبھی ایسی وحی آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اب جان نکل جائیگی (۲) فرشتہ دل میں کوئی بات ڈالدے۔ (۳) فرشتہ آدمی کی صورت میں آکر ہمکلام ہو۔ یہ قسم بہت آسان تھی اسمیں تکلیف نہ ہوتی تھی۔ (۴) اللہ تعالی بلا واسطہ بیداری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام فرمائے جیساکہ شب معراج میں (۵) حق تعالی حالت خواب میں کلام فرمائے یہ قسم بھی احادیث سے ثابت ہے۔ (۶) فرشتہ حالتِ خواب میں آکر کلام کرے مگر اخیر دو قسموں کی وحی سے کلام مجید خالی ہے۔ تمام قرآن مجید حالتِ بیداری میں نازل ہوا اگرچہ بعض علمانے سورہ کوثر کو اخیر قسم سے قرار دیا ہے مگر محققین نے اِسکو رد کر دیا ہے اور اُنکے شبہہ کا کافی جواب دیا ہے (اتقان) قرآن مجید کے بدفعات نازل ہونے میں یہ بھی حکمت تھی کہ اسمیں بعض وہ آیتیں تھیں جن کا کسی وقت منسوخ کر دینا خدائے تعالی کو منظور تھا۔ قرآن مجید میں تین قسم کے منسوخات ہوئے بعض وہ جن کا حکم بھی منسوخ اور تلاوت بھی منسوخ **مثال** (۱) سورہ لم یکن میں لَوْ کَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیًا مِنْ مَالٍ لَاَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اِلَیْهِ الثَّانِیْ وَلَوْ کَانَ لَهُ الثَّانِیْ لَاَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اِلَیْهِمَا الثَّالِثُ وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ بھی تھا۔ (۲) دعائے قنوت بھی قرآن مجید کی دو سورتیں تھیں۔ بعض وہ ہیں جنکی تلاوت منسوخ ہوگئی مگر حکم باقی ہے جیسے آیت رجم کہ حکم اس کا باقی ہے مگر تلاوت اِس کی نہیں ہوتی۔ یہ دونوں قسمیں قرآن مجید سے نکالدی گئیں اور ان کا لکھنا بھی قرآن مجید میں جائز نہیں۔ بعض وہ ہیں جن کی تلاوت باقی ہے مگر حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ یہ قسم بھی قرآن مجید میں داخل ہے اور اسکی بہت مثالیں ہیں بعض

لوگوں نے مستقل تصانیف میں ان کو جمع کیا ہے فن تفسیر میں اس سے بہت بحث ہوتی ہے مگر یہ مقام اُن کی تفصیل کا نہیں (تفسیر اتقان)

جب شافع قیامت پناہِ اُمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلیٰ جل مجدہٗ کے جوارِ رحمت میں سکونت اختیار فرمائی اور نزول وحی موقوف ہو گیا قرآن مجید کسی کتاب میں جیسا کہ آجکل ہے جمع نہ تھا متفرق چیزوں پہ سورتیں اور آیتیں لکھی ہوئی تھیں اور وہ مختلف لوگوں کے پاس تھیں اکثر صحابہ کو پورا قرآن مجید زبانی یاد تھا سب سے پہلے قرآن مجید کے یکجا کرنے کا خیال حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل میں پیدا ہوا اور حق تعالیٰ نے اُنکے ذریعہ سے اپنے اُس سچے وعدے کو پورا کیا جو اپنے پیغمبر سے کیا تھا یعنی یہ کہ قرآن مجید کے ہم حافظ ہیں اس کا جمع کرنا اور حفاظت کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ یہ زمانہ حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافتِ راشدہ کا تھا حضرت فاروق نے انکی خدمت میں عرض کیا کہ حفاظ قرآن شہید ہوتے جاتے ہیں اور بہت سے جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے مجھے خوف ہو کہ اگر یہی حال رہے گا تو بہت بڑا حصہ قرآن مجید کا ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اسطرف توجہ فرمائیے اور قرآن مجید کے جمع کرنے کا اہتمام کیجئے۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اُسکو تم کیسے کر سکتے ہو حضرت فاروقؓ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم یہ بہت اچھا کام ہو۔ پھر وقتاً فوقتاً حضرت فاروقؓ اسکی تحریک کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت صدیق کے دلِ مبارک میں بھی یہ بات جم گئی اُنھوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور یہ سب قصہ بیان کر کے فرمایا کہ قرآن مجید جمع کرنے کے لئے میں نے آپ کو منتخب کیا ہی آپ کاتب وحی تھے اور جوان صالح ہیں اُنھوں نے بھی وہی عذر کیا کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اُسکو آپ لوگ کیسے کر سکتے ہیں بالآخر وہ بھی راضی ہو گئے اور اُنھوں نے بہت اہتمام بلیغ سے قرآن مجید کا جمع کرنا شروع کیا۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے منتخب کرنے کی وجہ علما نے یہ لکھی ہے کہ ہر سال رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کا دورعہ کیا کرتے تھے! در سال وفات میں دو مرتبہ قرآن مجید کا دو[illegible]ہ ہوا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اِس اخیر دورہ میں شریک تھے اور اس اخیر

عہ حدیث میں معار[illegible]ہ کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ کبھی آپ اُنکو سُناتے تھے کبھی وہ آپ کو۔ فتح الباری۔

دورے کے بعد پھر کوئی آیت منسوخ نہین ہوئی جسقدر قرآن اس دورے مین پڑھا گیا وہ سب باقی رہا لہذا ان کو منسوخ التلاوہ آیتون کا خوب علم تھا (شرح السنہ)

جب قرآن مجید صحابہ کے اہتمام بلیغ سے جمع ہو گیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اسکی نظر ثانی کی اور جہان کہین کتابت میں غلطی ہو گئی تھی اسکی تصیح فرمائی سالہاسال اس فکر میں رہے اور اکثر اوقات صحابہ رض سے مناظرہ بھی کیا کبھی صحت اسی مکتوب کی ظاہر ہوتی تھی کبھی اسکے خلاف پس فوراً اسکو صحیح کر دیتے تھے پھر جب یہ سب مدارج طے ہو چکے حضرت فاروق نے اسکے پڑھنے پڑھانے کا سخت اہتمام کیا حفاظ صحابہ کو دور دراز ملکون میں قرآن و فقہ کی تعلیم کے لیے بھیجا جس کا سلسلہ ہم تک پہونچا۔

حق یہ ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا احسان اس بارے مین تمام امت محمدؐ پر ہے انھیں کی بدولت آج ہمارے پاس قرآن مجید موجود ہے اور ہم اُسکی تلاوت سے فیضیاب ہوتے ہیں اس احسان کی مکافات کس سے ہو سکتی ہے۔ اے اللہ اپنے رضوان کی خلعتیں اُن کے زیب بدن فرما اور تاج کرامت و خلعت اُن کے مقدس سر پر رکھ۔ آمین۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس احسان کو اور بھی کامل کر دیا۔ اپنے زمانۂ خلافت میں اُنھوں نے اس مصحف شریف کی سات نقلیں کرا کر ممالک بعیدہ میں بھیجدیں اور اختلاف قرأت کی وجہ سے جو فسادات برپا ہوئے تھے اور ایک دوسرے کی قرأت کو خلاف حق اور باطل سمجھتا تھا ان سب جھگڑوں سے دین اسلام کو پاک کر دیا صرف ایک قرأت پر سب کو متفق کر دیا۔ اب بحمد اللہ جیسی مضبوط کتاب اہل اسلام کے پاس ہے کوئی مذہب دنیا میں اُس کی مثال نہیں لا سکتا انجیل و توریت کی حالت ناگفتہ بہ وہ تحریف و تبدیل ہوئی کہ الامان۔ قرآن مجید کی نسبت مخالفون کو بھی اقرار ہے کہ ہاں یہ وہی کتاب ہے جسکی نسبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام خدا ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا اُسمیں کسی قسم کی کمی زیادتی اُنکے بعد نہیں ہوئی۔ والحمد للہ علی ذلک۔

قرآن مجید میں آیتوں اور سورتوں کی ترتیب جو اس زمانہ میں ہے یہ بھی صحابہ نے دی ہے مگر نہ اپنی رائے اور قیاس سے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس ترتیب سے پڑھتے تھے اور جو ترتیب اُس عہد مبارک میں تھی اسکے ذرا بھی خلاف نہیں کیا صرف دو سورتوں کی ترتیب البتہ صحابہ نے اپنے قیاس سے دی ہے

براۃ اور انفال تو یہ بھی یقیناً خلاف لوح محفوظ نہ ہوگی جس چیز کا قادر قوی حافظ ہو اُس میں ترتیب بھی خلاف مرضی نہیں ہو سکتی۔

بعض اور صحابہ نے بھی مثل ابن مسعود و ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے قرآن مجید کو جمع کیا تھا کسی کی ترتیب نزول کے موافق تھی کسی کی اور کسی طرح جابجا منسوخ التلاوۃ آیتیں بھی اُن میں کسی غرض سے مندرج تھیں کہیں کہیں تفسیری الفاظ بھی ان میں لکھے ہوئے تھے ان سب مصاحف کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لیلیا ورنہ آگے چلکر انکی وجہ سے سخت اختلاف پڑتا علاوہ اسکے یہ متفقہ قوت جو اس مصحف کے جمع کرنے میں تھی اُن مصاحف میں کہاں وہ صرف ایک ہی شخص کی محنت کا نتیجہ تھے اِس سبب سے اور بھی خرابیاں اُن میں ہونگی۔

صحابہ کے زمانہ میں قرآن مجید میں سورتوں کے نام پاروں کے نشانات وغیرہ کچھ نہ تھے بلکہ حرفوں پر نقطے بھی نہ دیئے گئے تھے بلکہ بعض صحابہ اسکو بُرا سمجھتے تھے وہ چاہتے تھے کہ مصحف میں سوا قرآن کے اور کوئی چیز نہ لکھی جائے عبد الملک کے زمانہ میں ابو الاسود یا امام حسن بصری نے اس میں نقطے بنائے اور انکے بعد پھر خمس عشر لکھے گئے اور سورتوں اور پاروں کے نام بھی لکھدیئے گئے علما ان سب چیزوں کے جواز پر متفق ہیں اسلیے کہ یہ ایسی کوئی چیزیں نہیں ہیں جن کے قرآن ہونے کا شبہہ ہو اور منع اُن چیزوں کا لکھنا ہے جنکے قرآن ہونے کا شبہہ پڑے۔

قرآن مجید کے فضائل اور اسکی تلاوت وغیرہ کا ثواب

قرآن مجید کی عظمت اور بزرگی اور اسکی فضیلت اور رفعت کیلئے اسیقدر کافی ہے کہ وہ خداوند عالم خالق لوح و قلم کا کلام ہے تمام عیوب و نقائص سے بری اور پاک ہے فصاحت و بلاغت اسکی تمام عرب نے مان لی بڑے بڑے فصاحت و بلاغت کے مدعی اسکے مثل دو تین فقرے بھی صدہا برس کی کوششوں میں نہ بنا سکے برسر مجمع اعلان بھی دیا گیا جوش دلانے والے خطاب سے کہا گیا کہ اگر تم اسکے کلام خدا ہونے میں شک کرتے ہو اور اسکو کلام بشر سمجھتے ہو تو تم اس کی چھوٹی سی چھوٹی سورت کے مثل کوئی عبارت بنا لاؤ اور تمام اعوان و انصار کو جمع کرو ہرگز نہ بنا سکوگے ہرگز نہ بنا سکو گے۔ قوم نے جب اس کلام معجز نظام کو سنا بے ساختہ کہہ اُٹھے کہ

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّھْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَا اَحَدًا ؕ بیشک ہم نے ایک عجیب قرآن سُنا جو نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے ہم اُس پر ایمان لائے اور اپنے پروردگار کا کسی کو شریک ہرگز نہ سمجھیں گے، خود اللہ جل شانہ اس مقدس کلام کی تعریف فرماتا ہے پھر ہم لوگوں کی زبان و قلم میں کیا طاقت ہے کہ اسکے اوصاف و فضائل کا ایک شمّہ بھی بیان کریں۔

اس کی تلاوت اور پڑھنے پڑھانے کا ثواب محتاج بیان نہیں تمام علمائے امت متفق ہیں کہ کوئی ذکر تلاوت قرآن مجید سے زیادہ ثواب نہیں رکھتا۔ احادیث اس باب میں بیش از بیش ہیں نمونہ کے تبرکاً چند حدیثیں نقل کیجاتی ہیں،

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی قرآن مجید پڑھنے میں مشغول ہو اور دعا یا کسی دوسرے ذکر کی اُسکو فرصت نہ ملے میں اُسکو دعا مانگنے والوں سے بھی زیادہ دونگا اور کلام اللہ کی بزرگی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے خدا کی بزرگی تمام مخلوق پر۔ (سنن دارمی)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہی تمام آسمانوں اور زمینوں اور اُن چیزوں سے جو اُس میں ہیں۔ (سنن دارمی)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر قرآن مجید کسی کھال میں ہو تو وہ کھال آگ میں نہیں جل سکتی (دارمی) کھال سے مراد قلب مومن ہو کہ اگر اُسمیں قرآن مجید ہو تو عذاب دوزخ سے محفوظ رہے،

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ تین قسم کے لوگوں کو قیامت میں خوف نہ ہوگا نہ اُنسے حساب لیا جائیگا۔ اور اُن تین میں سے قرآن مجید پڑھنے والے کو آپ نے بیان فرمایا۔ (دارمی)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے خطبے میں فرمایا کہ اے لوگو میں بھی ایک آدمی ہوں قریب ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے کوئی مجھکو بلانے آئے اور میں چلا جاؤں میں تم میں دو گراں قیمت اور بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدا کی مقدس کتاب اُس میں ہدایت اور نور ہے پس تم لوگ اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑ لو اور اسپر عمل کرو۔ (راوی کہتا ہی کہ پھر آپ نے لوگوں کو اسپر بہت رغبت دلائی) دوسرے میرے اہل بیت میں تمکو خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں اپنے اہل بیت کی رعایتِ حقوق میں۔ (سنن دارمی)

(۶) قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ملائکہ رحمت کا نزول ہوتا ہی، صحیح بخاری میں اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات کو وہ سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے اور اُنکا گھوڑا قریب ہی بندھا ہوا تھا وہ بھڑکنے لگا وہ چپ ہوگئے گھوڑے کو بھی سکون ہوگیا پھر اُنھوں نے پڑھنا شروع کیا پھر اُسکی وہی حالت ہوئی پھر اُنھوں نے پڑھنا شروع پھر اُس کی وہی حالت ہوئی تب اُنھوں نے تلاوت موقوف کردی اس خیال سے کہ اُن کے صاحبزادے یحییٰ قریب ہی تھے کہیں گھوڑا زیادہ بھڑکے اور وہ کچل نہ جائیں۔ صبح کو یہ واقعہ حضرت رسالت میں عرض کیا آپنے فرمایا اے ابن حضیر پڑھے جاؤ ابن حضیر پڑھے جاؤ۔ تب اُنھوں نے اپنا وہ خوف عذر میں پیش کیا اور کہا کہ بعد تلاوت ختم کرنے کے میں نے سر اُٹھاکر دیکھا تو ایک ابر کا ٹکڑا تھا جس میں چراغ روشن تھے یہاں تک کہ وہ میری نظر سے غائب ہوگیا۔ حضرت نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا چیز تھی اُنھوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپنے فرمایا کہ یہ فرشتے تھے تمھاری قراءت کے سبب سے نزدیک آگئے تھے اگر تم پڑھے جاتے تو وہ فرشتے تمھارے پاس آجاتے اور صبح کو سب لوگ انکو دیکھتے۔ اسی قسم کا واقعہ کئی صحابہ کو قراءت قرآن مجید کے وقت پیش آیا جو صحیح احادیث میں مروی ہے کئی قصے تو صحیح بخاری میں ہیں۔

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حسد کی اجازت نہیں مگر دو شخصوں پر۔ ایک وہ جو قرآن مجید پڑھا ہو اور وہ اُسکی تلاوت میں راتوں کو مشغول رہتا ہو۔ دوسرے وہ جسکو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اُسکو دن رات اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔ (صحیح بخاری)

اِس حدیث میں حسد سے مراد غبطہ ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ کسی شخص کی نعمت کے زائل ہوجانے کی خواہش کرنا حسد ہے اور اس نعمت کا اپنے لئے خواہش کرنا بغیر اسکے کہ دوسرے شخص سے زائل ہو غبطہ ہے۔ غبطہ مطلقاً جائز ہے حسد مطلقاً ناجائز۔ اس حدیث میں غبطہ کی اجازت صرف انھیں دونوں چیزوں میں منحصر کرنا مقصود نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی نعمت اِن دو نعمتوں سے بڑھکر نہیں جسکے حاصل ہونے کی خواہش کی جائے۔

(۸) ابو صالح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن مجید اپنے پڑھنے والوں کی قیامت میں سفارش کریگا پس اُسکو لباس کرامت پہنایا جائیگا پھر قرآن مجید کہے گا کہ اے اللہ اور زیادہ اسکے اوپر

انعام فرمایا تب اسکو تاجِ کرامت پہنایا جائے گا۔ پھر کہے گا اے اللہ اور زیادہ دے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی کے گراں بہا خلعت اُس شخص کو عطا فرمائے گا۔ (سنن دارمی)

(۹) جو شخص اچھی طرح قرآن پڑھے اور اُسکے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اللہ تعالےٰ اُسکو جنت میں داخل فرمائے گا اور اوسکے دس عزیزوں کے حق میں جو مستحق دوزخ ہوں گے اس کی سفارش قبول فرمائے گا۔ (ترمذی - ابن ماجہ)

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھنے سے ہر حرف کے عوض میں دس نیکیاں ملتی ہیں میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے میم ایک حرف ہے۔ (سنن دارمی) مقصود یہ ہے کہ صرف الم کہنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ اللہ اکبر۔

(۱۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب میں بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن مجید کو پڑھا اور پڑھایا۔ یہ حدیث ابو عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنکر قرآن مجید پڑھانا شروع کیا۔ حضرت عثمانؓ کے وقت خلافت سے حجاج کے زمانہ تک پڑھاتے رہے اور فرماتے تھے کہ اسی حدیث نے مجھے اس جگہ بٹھلا دیا ہے کہ قرآن پڑھانے میں مشغول ہوں۔ (صحیح بخاری، سنن دارمی)

(۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شخص اپنے لڑکے کو قرآن مجید تعلیم کرتا ہے حق تعالیٰ اُسکو قیامت میں ایک تاج جنت کا پہنائیگا۔ (طبرانی)

(۱۳) معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص اچھی طرح قرآن مجید پڑھے اور اسپر عمل کرے قیامت کے دن اُسکے والدین کو ایک تاج پہنایا جائیگا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بدرجہا بہتر ہوگی پھر کیا کہنا اُس شخص کا جس نے پڑھا اور عمل کیا۔ (ابوداؤد)

(۱۴) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ قرآن اللہ کا نعمت خانہ ہے اس سے جسقدر لے سکو میرے نزدیک اُس گھر سے زیادہ کوئی بے برکت مقام نہیں جس گھر میں خدا کی کتاب نہ ہو اور بے شک وہ دل جس میں کچھ بھی قرآن نہ ہو ایک ویران گھر ہے جس میں کوئی رہنے والا نہیں۔ (دارمی)

(۱۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید یاد کرکے بھول جائے وہ قیامت کے دن جذامی ہوگا۔ (صحیح بخاری) معاذ اللہ منہ

(۱۶) خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شخص قرآن مجید پڑھے اُسکو اکہرا ثواب ملیگا اور جو اُسکو سُنے اُسکو دوہرا ثواب ملیگا۔ (دارمی)

اسی حدیث سے علما نے اخذ کیا ہے کہ قرآن مجید کے سننے میں پڑھنے سے بھی زیادہ ثواب ہے۔ (کبیری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت مرغوب تھا کہ کوئی دوسرا شخص قرآن مجید پڑھے اور آپ سنیں ایک مرتبہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ارشاد ہوا کہ تم پڑھکر مجھے سناؤ اُنھوں نے کہا کہ میں آپ کو سناؤں آپ ہی پر تو نازل ہوا ہی ارشاد ہوا کہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہی کہ کسی دوسرے سے سنوں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ نسار پڑھنا شروع کی یہانتک کہ اس آیت پر پہونچے فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ہٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا عـه حضرت نے فرمایا بس بس۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپکی چشم مبارک سے آنسو بہہ رہے تھے عـه (صحیح بخاری سنن دارمی)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب کبھی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے ابو موسیٰ ہمکو اپنے پروردگار کی یاد دلاؤ۔ وہ قرآن پڑھنا شروع کر دیتے۔ (دارمی)

یہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز تھے قرآن مجید بہت اچھا پڑھتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے پڑھنے کی بہت تعریف فرمائی ہے۔

اسی طرح قرآن مجید کی خاص خاص سورتوں کے فضائل بھی صحیح احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں۔ مختصراً چند حدیثیں نقل کیجاتی ہیں۔ سورۂ فاتحہ کی نسبت احادیث میں وارد ہوا ہی کہ سبع مثانی اور قرآن عظیم یہی ہے۔ عـه (صحیح بخاری) ایسی سورت کسی نبی پر نہیں نازل ہوئی۔ (مستدرک حاکم)

عـه ترجمہ۔ کیا حال ہوگا اُسوقت جب ہم ہر امت کیلئے ان میں سے ایک گواہ نکالینگے اور ان لوگوں پر تمکو گواہ بنائیں گے یہ ذکر قیامت کا ہی کہ اُسدن خدائے غفور رحیم ہر امت پر انکے پیغمبر کو گواہ بنائیگا اور ہم لوگوں پر حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو ۱۲

عـه حضرت شاید اس سبب سے روئے کہ اس آیت میں آپکے گواہ بنانے کا ذکر ہے اور آپکو اپنی امت کے تمام اچھے اور بُرے حالات بیان کرنے پڑینگے اور امت کی بُرائی آپکو ناگوار ہو۔ علاوہ اسکے آپکی عادت بھی تھی کہ قرآن مجید کے پڑھنے میں اکثر رو دیا کرتے تھے ۱۲

عـه قرآن مجید میں حضرت کو خطاب ہے کہ ہم نے تمکو سبع مثانی اور قرآن عظیم عنایت فرمایا ہے اسی کو آپ نے بیان فرمادیا کہ سبع مثانی اور قرآن عظیم سے یہی سورت مراد ہے ۱۲

سورۂ بقرہ کے حق میں آیا ہے کہ جس گھر میں پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے (ترمذی)

اسکو پڑھو برکت ہوگی ورنہ حسرت ہوگی (مسلم) دو تروتازہ چیزوں کو پڑھا کرو بقرہ اور آل عمران

یہ دونوں قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرینگی اور مالک روز جزا سے جھگڑ کر اسکو

بخشائیں گی۔ آیۃ الکرسی تمام آیاتِ قرآنی کی بزرگ اور سردار ہے (مسلم) اخیر سورۂ بقرہ کی دو

آیتیں جس گھر میں پڑھی جائیں تین دن تک شیطان اُس گھر کے قریب نہیں جاتا۔ (ترمذی)

سورۂ انعام جب اُتری تو حضرت نے تسبیح پڑھی اور فرمایا کہ اسقدر فرشتے اسکے ساتھ تھے

کہ آسمان کے کنارے بھر گئے۔ (مستدرک حاکم)

سورۂ کہف جمعہ کے دن جو شخص پڑھے اُسکے لئے ایک نور ہوگا دوسرے جمعہ تک (مستدرک)

اُسکے لئے ایک نور ہوگا قیامت کے دن۔ (حصن حصین)

سورۂ یٰسین قرآن مجید کا دل ہے جو کوئی شخص اسکو خدا کے لئے پڑھے وہ بخشدیا جائے گا۔

اسکو اپنے مُردوں پر پڑھو۔ (مستدرک حاکم)

سورۂ فتح مجھ کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ (صحیح بخاری)

سورۂ تبارک الذی نے ایک شخص کی سفارش کی یہانتک کہ وہ بخشدیا گیا۔ (صحاح ستہ)

یہ اپنے پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے۔ یہانتک کہ وہ بخش دیا

جائے گا۔ (صحیح ابن حبان)

میں چاہتا ہوں کہ یہ سورت ہر مومن کے دل میں رہے (مستدرک حاکم) یہ سورت اپنے

پڑھنے والے کو عذاب قبر سے بچاتی ہے جو اسکو رات کو پڑھلے اُسنے بہت نیکی کی اور اچھا کام کیا (مستدرک)

سورۂ اذا زلزلت نصف قرآن کے برابر ثواب رکھتی ہے۔ (ترمذی)

سورۂ قل یا ایہا الکافرون میں ربع قرآن کے برابر ثواب ہے (ترمذی)

سورۂ اذا جاء کا ثواب ربع قرآن کے برابر ہے۔ (ترمذی)

سورۂ قل ہو اللہ احد میں ثلث قرآن کا ثواب ہے (بخاری) ایک شخص اس سورت کو ہر نماز میں پڑھا کرتے

تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے کہدو کہ اللہ اُنکو دوست رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری)

اسکی محبت تم کو جنت میں داخل کرے گی (صحیح بخاری) ایک شخص کو یہ سورت آپ نے

پڑھتے ہوئے سُنا تو فرمایا کہ جنت ضروری ہوگئی۔ (ترمذی)

سورۂ فلق اور ناس اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ (مستدرک) اس سے بڑھکے کوئی دعا یا استغفار نہیں ہے۔ (نسائی) یعنی یہ بہت اعلیٰ درجے کی دعا ہے اور اسکے پڑھنے سے تمام بلاؤں سے نجات ملتی ہے، جب سے یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کو ورد کر لیا اور دوسری دعائیں جو شر جن یا حسد وغیرہ سے بچنے کیلئے پڑھتے تھے چھوڑ دیں۔ (ترمذی)

قرآن مجید تمام امراض جسمانی وروحانی کی دوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی سچے دل سے قرآن مجید پڑھے تو پہاڑ بھی ٹل جائے۔ علامہ سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید طب روحانی ہے بشرطیکہ نیک لوگوں کی زبان سے ادا ہو اللہ کے حکم سے ہر مرض کی شفا اس سے حاصل ہوتی ہے مگر چونکہ نیک لوگ کم ہیں اور ہر کس وناکس کی زبان میں اثر نہیں ہوتا اسلیے لوگوں نے طب جسمانی کی طرف رجوع کیا۔

خاص خاص سورتوں کے خواص بھی صحیح احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں سیکڑوں مریضوں کو اس سے شفا ہوئی ہے ہزاروں بلائیں اس سے دفع ہوئی ہیں۔

صحیح بخاری میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ ایک شخص کو سانپ نے کاٹ لیا تھا کچھ صحابہ وہاں مسافرانہ اُترے ہوئے تھے اُن سے ایک شخص نے آکر کہا کہ یہاں کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہے آپ لوگوں میں اگر کوئی جھاڑتے ہوں تو چلیں اُن میں سے ایک صحابی چلے گئے اور اُنھوں نے سورۂ فاتحہ پڑھکر پھونکدی وہ اچھا ہوگیا۔

کشتی پر سوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پڑھ لینے سے کشتی غرق ہونے سے محفوظ رہتی ہے۔ (اتقان)

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ آخر سورت تک پڑھ لینے سے چوری سے امان ہوتا ہے (اتقان) رات کو جس وقت اُٹھنا منظور ہو سوتے وقت آخر سورۂ کہف پڑھے اُسوقت آنکھ ضرور کھل جائیگی ایک راوی اس حدیث کے کہتے ہیں کہ یہ میری آزمودہ ہے۔ (اتقان)

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ بِغَيْرِ حِسَابٍ تک پڑھ لینا ادائے قرض کیلئے مفید ہے

(اتقان) یہ آیت اس بندۂ ناچیز کی آمودہ ہے مگر مجھے ایک خاص طریقہ اسکے پڑھنے کا بتلایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھکر سات مرتبہ پڑھے واقعی بہت سریع التاثیر ہے چالیس دن بھی گذرنے پاتے کہ اثر ظاہر ہونے لگتا ہے،

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً جس عورت کے لڑکا نہ ہوتا ہو چالیس دن تک پڑھنے سے کامیاب ہو جاتی ہے۔ یہ بھی میرے سامنے کئی مرتبہ آزمائی گئی۔

قرآن مجید کے فضائل اور اسکے پڑھنے پڑھانے کا ثواب مختصراً بیان ہو چکا۔ غالباً اس قدر ثواب وفضیلت معلوم کرنے کے بعد پھر کوئی مسلمان جرأت نہیں کرسکتا کہ قرآن مجید کی تلاوت اور اُس کے پڑھنے پڑھانے سے غفلت کرے۔

اے اللہ اے مالک عرش وکرسی اے توریت وانجیل وقرآن کے نازل کرنے والے اے قرآن کو تمام کتب پر فضیلت دینے والے اے منعم حقیقی اپنے فضل وکرم اپنی رحمت کاملہ وجود اتم کے صدقے میں ہم سب مسلمانوں کو اس اپنی مقدس کتاب سے فیضیاب فرما اس کی تلاوت کی ہمیں توفیق دے ہمارے اعمال وافعال کو اس کے موافق کر قیامت کے جانکاہ واقعہ میں جب ہمارے اعمال قبیحہ ہمیں دوزخ کا مستحق بنادیں تو قرآن مجید کو ہمارا شفیع کر اور قرآن پڑھنے والوں کے صدقے میں ہمیں بخشدے آمین۔

اے خوش النصیب اُس شخص کے جسکو ہر روز قرآن مجید کی زیارت اور تلاوت نصیب ہوتی ہو۔ سو عزیز جانیں اُس نیک بندے پر فدا جسکا وظیفہ ایسی مقدس کتاب ہو۔ بیشک انشاء اللہ تعالی ان لوگوں کی یہ اُمید پوری ہوگی جسکو علامہ شاطبی اپنے ان اشعار میں ظاہر فرماتے ہیں۔

لعلّ الٰہ العرش یا اخوتی یقی ع — جماعتنا کلّ المکارہ ہوّلا

ویجعلنا ممّن یکون کتابہ — شفیعًا لہ اذ ما نسوہ فیمحلا

ع ترجمہ۔ اُمید ہو کہ اے بھائیو مالک عرش وکرسی ہماری جماعت کو تمام برائیوں اور خوف کی چیزوں سے بچالے اور ہمکو ان لوگوں میں شامل فرمائے جنکے لیے کتاب مقدس اُسکی قیامت کے دن شفاعت کریگی اسلئے کہ ہمنے اسکی مقدس کتاب کو فراموش نہیں کیا جو وہ ناخوش ہو کر کچھ برائی کرے۔ اخیر جملہ اشارہ ہو اس حدیث کی طرف جسکا مضمون یہ ہی کہ جو لوگ قرآن مجید سے غفلت کرتے ہیں قرآن مجید انکو دوزخ میں بھجوائیگا۔ جماعت سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اس سے علوم حاصل کرتے ہیں ۱۲۔

یہ بھی واضح رہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب اسپر موقوف نہیں کہ اسکے معنی سمجھکر تلاوت کی جائے۔ جو شخص عربی زبان نہ جانتا ہو قرآن مجید کے معانی نہ سمجھ سکتا ہو اُسکو بھی قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب ملیگا۔ اور وہ بھی اِس فیض عام سے محروم نہ رہیگا۔ اسلیئے کہ قرآن مجید کے الفاظ بھی تاثیر اور فائدہ سے خالی نہیں ہیں۔ عـ۱ یہ دوسری بات ہے کہ اگر معنی سمجھکر تلاوت کی جائے تو زیادہ ثواب ملیگا۔

قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے آداب

جب قرآن مجید کے فضائل بیان ہو چکے اور اُسکی عظمت دلنشین ہو چکی تو یہ امر قابل بیان نہ رہا کہ اسکی تعظیم و توقیر میں کس درجہ کوشش کرنا چاہیئے اور اسکی تلاوت اور سماع میں کیسا ادب اور اہتمام ملحوظ رکھنا چاہیئے مگر چند ضروری اور مفید باتیں ہم بیان کیئے دیتے ہیں۔

صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور پڑھانے کے لیئے کسی اُستاد سے اجازت لینا یا اسکو سنانا شرط نہیں ہاں اِس قدر ضروری ہے کہ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اگر اتنی لیاقت اپنے میں نہ دیکھے تو اُسکو ضروری ہے کہ کسی اُستاد کو سُنادے یا اُس سے پڑھ لے۔ (اتقان)

عـ۲ یہ بھی شرط نہیں ہے کہ قرآن مجید کے معانی سمجھ لیتا ہو اور اگر قرآن مجید میں اعراب نہ ہوں تب بھی اُس کے صحیح پڑھ لینے پر قادر ہو۔

صحیح یہ ہو کہ قرآن مجید کی تلاوت کی نعمت صرف انسان کو دی گئی ہے شیاطین وغیرہ اِس کی تلاوت پر قادر نہیں۔ بلکہ فرشتوں کو بھی یہ نعمت نصیب نہیں ہوئی وہ بھی اسکی آرزو میں رہتے ہیں کہ

عـ۱ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب میں دعا اور اذکار کا ترجمہ نہیں کیا اس لیئے کہ اُن کے مجرد الفاظ میں خاصیت ہے معنی معلوم ہوں یا نہیں گو معنے معلوم ہو جانے سے ایک قسم کا سرور امد نشاط ہوتا ہے۔ بس قرآن مجید میں جو افضل اذکار ہو اسکے اسکے الفاظ فیض و تاثیر سے کیسے خالی رہ سکتے ہیں ۱۲

عـ۲ علامہ سیوطی وغیرہ کی عبارت سے یہ مدعا بخوبی ظاہر ہے اور اس شرط کی کوئی وجہ بھی نہیں معلوم ہوتی علاوہ اِن سب کے اگر یہ شرط لگائی جائے تو تلاوت بالکل موقوف ہو جائیگی واللہ اعلم ۱۲

کوئی انسان تلاوت کرے اور وہ سنیں۔ ہاں مومنین جن کو البتہ یہ نعمت نصیب ہی اور وہ تلاوت قرآن پر قادر ہیں (لقط المرجان۔ اتقان)

شاید اس سے حضرت جبریل علیہ السلام مستثنے ہوں۔ اسلئے کہ اُنکی نسبت حدیث میں وارد ہوتا ہے کہ ہر رمضان میں نبی صلی علیہ وسلم سے قرآن مجید کا دَور کیا کرتے تھے۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کر دی ہے کہ کبھی وہ پڑھتے اور حضرت سنتے تھے اور کبھی آپ پڑھتے تھے اور وہ سنتے تھے واللہ اعلم

بہتر یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر با طہارت نہایت ادب سے کسی پاکیزہ مقام میں بیٹھکر قرآن مجید پڑھا جائے سب سے بہتر اس کام کے لیے مسجد ہے، جو لوگ ہر وقت یا اکثر اوقات اس کی تلاوت میں مشغول رہنا چاہیں اُنکے لیئے ہر حال میں قرآن مجید پڑھنا بہتر ہے۔ لیٹے ہوں یا بیٹھے۔ با وضو ہوں یا بے وضو۔ ہاں جنابت کی حالت میں البتہ نہ چاہیئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت بیان فرماتی ہیں کہ آپ ہر حال میں تلاوت فرمایا کرتے تھے وضو کی حالت میں بھی بے وضو بھی۔ ہاں جنابت کی حالت میں البتہ نہ کرتے تھے۔

قرآن مجید کی تلاوت میں ایک خاص وقت مقرر کر لینا بھی درست ہے، اکثر صحابہ فجر کی نماز کے بعد قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ وقت مقرر کر لینے میں ناغہ بھی نہیں ہوتا۔

مسنون ہے کہ پڑھنے والا شروع کرنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ لے۔ اور اگر پڑھنے کے درمیان کوئی دنیاوی کلام کرے تو اسکے بعد پھر اسکا اعادہ چاہیئے۔

قرآن مجید کی تلاوت مصحف میں دیکھکر زیادہ ثواب رکھتی ہی بہ نسبت زبانی پڑھنے کے اسلیئے کہ وہاں دو عبادتیں ہوتی ہیں ایک تلاوت دوسرے مصحف شریف کی زیارت۔

ع علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اتقان میں چند مرفوع حدیثیں بھی اس باب میں نقل کی ہیں مثل اس کے کہ بے مصحف میں دیکھے تلاوت کرنے سے ایک ہزار درجہ ثواب ملتا ہے اور دیکھکر پڑھنے سے دو ہزار درجے ۱۲

قرآن مجید پڑھنے کی حالت میں کوئی کلام کرنا یا اور کسی ایسے کام میں مصروف ہونا جو دلکو دوسری طرف متوجہ کردے مکروہ ہے۔ قرآن مجید پڑھتے وقت اپنے کو ہمہ تن اُسی طرف متوجہ کردے نہ یہ کہ زبان سے الفاظ جاری ہوں اور دل میں اِدھر اُدھر کے خیالات۔

قرآن مجید کی ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ کہہ لینا مستحب ہے مگر سورہ براۃ کے شروع پر بسم اللہ نہ پڑھنا چاہیئے۔

بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں کو اُسی ترتیب سے پڑھے جس ترتیب سے مصحف شریف میں لکھے ہیں۔ ہاں بچوں کے لیئے آسانی کی غرض سے سورتوں کا خلافِ ترتیب پڑھانا جیسا کہ آجکل پارہ عمّ تیسارلون میں دستور ہے بلاکراہت جائز ہے۔ (رد المحتار)

اور آیتوں کا خلاف ترتیب پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہے۔ (اتقان)

قرآن مجید کی مختلف سورتوں کی آیتوں کے ایک ساتھ ملا کر پڑھنے کو علما نے مکروہ لکھا ہی اسوجہ سے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آپ نے اس سے منع فرمایا تھا۔ (اتقان وغیرہ)

مگر میرے خیال میں یہ کراہت اُسوقت ہوگی جب اُن آیتوں کی تلاوت ثواب کی غرض سے ہو اسلیئے کہ جھاڑ پھونک کے واسطے مختلف آیتوں کا ایک ساتھ پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے اصحاب سے بصحت منقول ہے اور ہر ایک آیت کے خواص جداگانہ ہیں لہٰذا جو خاص اثر ہمیں مطلوب ہے وہ جن جن آیتوں میں ہوگا ہمکو اُنکا پڑھنا ضروری ہے،

قرآن مجید نہایت خوش آوازی سے پڑھنا چاہیے جس سے جسقدر ہو سکے۔ صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (دارمی)

مگر جس کی آواز ہی نہ اچھی ہو وہ مجبور ہے۔ اور قواعد قرأت[ع] کی پابندی سے قرآن پڑھنا چاہیئے راگ سے پڑھنا اور گانا قرآن مجید کا بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے،

ع یہ ایک مستقل فن ہے جس میں قرآن مجید کی قرأت کے قواعد بیان کیئے جاتے ہیں اور اُن مختلف قرأتوں کا ذکر ہوتا ہے جن میں قرآن مجید نازل ہوا اس فن میں بہت کتابیں ہیں۔ مگر حق یہ ہو کہ بے اُستاد کے نہیں آتا۔

قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھے عجلت سے پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہے۔[ع۵]

جو شخص قرآن مجید کے معنی سمجھ سکتا ہو اُسکو قرآن مجید پڑھتے وقت اسکے معانی پر غور کرنا اور ہر مضمون کے موافق اپنے میں اُسکا اثر ظاہر کرنا مسنون ہے، مثلاً جب کوئی ایسی آیت پڑھے جس مین اللہ پاک کی رحمت کا ذکر ہو تو طلب رحمت کرے اور عذاب کا ذکر ہو تو پناہ مانگے کوئی جواب طلب مضمون ہو تو اُسکا جواب دے۔ مثلاً حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سورہ والتین کے اخیر میں پہونچتے تو بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ پڑھ لیتے (ترمذی) یا سورہ قیامتہ کے اخیر میں جب پہونچتے تو فرماتے بَلٰی (ترمذی) سورہ فاتحہ کو جب ختم کرتے تو آمین کہتے۔ لیکن یہ جواب دینا یا دعا مانگنا اُسوقت مسنون ہے کہ قرآن مجید فرض نماز میں یا تراویح میں نہ پڑھا جاتا ہو، اگر فرض یا تراویح میں پڑھا جاتا ہو تو پھر جواب نہ دینا چاہیئے۔ (رد المحتار)

قرآن مجید پڑھنے کی حالت میں رونا مستحب ہے اگر رونا نہ آئے تو اپنی سنگدلی پر رنج اور افسوس کرے۔ سورہ والضحیٰ کے بعد سے اخیر تک ہر سورۃ کے ختم ہونے کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا مستحب ہے

قرآن مجید ختم ہونے کے بعد دعا مانگنا مستحب ہے اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ہر ختم کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے۔ (اتقان)

قرآن مجید ختم کرتے وقت سورہ اخلاص کو تین مرتبہ مکرر پڑھنا متاخرین کے نزدیک بہتر ہے بشرطیکہ قرآن مجید خارج نماز میں پڑھا جائے۔

ع۵ ایسی عجلت کہ جس سے الفاظ کے سمجھنے میں دقت ہو بالاتفاق مکروہ ہے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے میں اثر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اسی لیئے عجمی لوگ جو قرآن مجید کے معانی نہیں سمجھتے ان کو بھی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا مفید ہے (اتقان) افسوس ہمارے زمانے میں قرآن مجید کی سخت بے تعظیمی ہوتی ہو پڑھنے میں ایسی عجلت کی جاتی ہے کہ سوا بعض بعض الفاظ کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ تراویح میں اکثر حافظوں کو ایسا ہی دیکھا گیا۔ خدا جانے ان پر کس نے جبر کیا جو یہ تراویح پڑھنے آئے اس سے بہتر ہو تاکہ ایسے حضرات نہ پڑھتے قرآن مجید کی بے ادبی تو نہ ہوتی ۱۲۔

ع۶ ترجمہ۔ ہاں اور ہم اس پر گواہ ہیں چونکہ اسی سورت کے اخیر میں حق تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا ہم سب حاکموں سے حاکم نہیں ہیں لہٰذا اسکے جواب میں یہ جملہ عرض کیا گیا ۱۲۔

جب ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کر چکے تو مسنون ہے کہ فوراً دوسرا شروع کر دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت محبوب ہو کہ جب قرآن ایک مرتبہ ختم ہو جائے تو دوسرا شروع کر دیا جائے اور اس دوسرے کو صرف اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک پہونچاکر چھوڑ دے بعد اسکے دعا وغیرہ مانگے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں مروی ہے،

جہاں قرآن مجید پڑھا جاتا ہو وہاں سب لوگوں کو چاہیئے کہ ہمہ تن اُسی کی طرف متوجہ رہیں کسی دوسرے کام میں جو سُننے میں حارج ہوں مشغول نہ ہوں اسلیئے کہ قرآن مجید کا سننا فرض ہے ہاں اگر حاضرین کو کوئی ضروری کام ہو جسکی وجہ سے وہ اس طرف متوجہ نہ ہوسکیں تو پڑھنے والے کو چاہیئے کہ آہستہ آواز سے پڑھے اور اگر اسی حالت بلند آواز سے پڑھے گا تو گناہ اسی پر ہوگا،

اگر کوئی لڑکا قرآن مجید بلند آواز سے پڑھ رہا ہو اور لوگ اپنے ضروری کاموں میں مشغول ہوں تو کچھ مضایقہ نہیں اسلیئے کہ حرج شریعت سے اُٹھا دیا گیا ہے اور لڑکا اگر آہستہ آواز سے پڑھے تو عادۃً یاد نہیں ہوتا۔ (رد المحتار)

سننے والوں کو تمام اُمور کی رعایت کرنا چاہیئے جو اوپر مذکور ہوئے سوا اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے۔ اور حالت جنابت میں بھی قرآن مجید کا سننا جائز ہے،

اگر کوئی شخص خوش آواز ہو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو اُس سے قرآن مجید پڑھنے کی درخواست کرنا مسنون ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے درخواست فرمائی حضرت فاروق اعظم ابو موسیٰ اشعری سے درخواست فرمایا کرتے تھے۔ (رضی اللہ عنہما)

سجدۂ تلاوت کا بیان

قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے اور سننے سے ایک سجدہ واجب ہوتا ہے، تفصیل ان آیتوں کی یہ ہے،

(۱) سورۂ اعراف کے اخیر میں یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیُسَبِّحُوْنَہٗ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ ؏

؏ ترجمہ۔ بیشک جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں (فرشتے) وہ اُس کی عبادت سے غرور انکار نہیں کرتے۔ اور اُس کا سجدہ کرتے ہیں۔ اس آیت میں لفظ "وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ" پر سجدہ ہے۔

(۲) سورۂ رعد کے دوسرے رکوع میں یہ آیت اللّٰہ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔ عـه (۳) سورۂ نحل کے پانچویں رکوع کی اخیر کی یہ آیت وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِّنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ عـه (۴) سورۂ بنی اسرائیل کے بارہویں رکوع میں یہ آیت وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا سـه (۵) سورۂ مریم کے چوتھے رکوع میں یہ آیت اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا للعـه (۶) سورۂ حج کے دوسرے رکوع میں یہ آیت اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ سـه

عـه ترجمہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہیں تمام وہ چیزیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں کوئی خوشی کوئی ناخوشی سے اور اُن کے سائے بھی صبح اور شام۔ اس آیت کے اخیر میں سجدہ ہے ۱۲۔

عـه ترجمہ اللہ تعالیٰ کا سجدہ کرتی ہیں وہ چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور زمین پر چل رہی ہیں اور فرشتے اور وہ غرور نہیں کرتے ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور کرتے ہیں جو حکم پاتے ہیں۔ اس آیت میں "ویفعلون مایؤمرون" پر سجدہ ہے ۱۲۔

سـه ترجمہ گرتے ہیں مُنھ کے بل (یعنی سجدہ کرتے ہیں) روتے ہیں اور زیادہ ہوتا ہے اُن کو خشوع یہ اُن لوگوں کا ذکر ہے جو آنحضرت سے پہلے ایمان دار دیندار تھے ۱۲۔

للعـه ترجمہ جب پڑھی جاتی ہیں اُن پر رحمٰن کی آیتیں تو گرتے ہیں وہ سجدہ کرنے کے لئے روتے ہوئے۔ یہ انبیاء علیہم السلام۔ اور اُن کے اصحاب کا حال بیان فرمایا گیا ہے۔ اس آیت میں "سجدا و بکیا" کے لفظ پر سجدہ ہے ۱۲۔

صـه امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک سورۂ حج کی دوسری آیت میں بھی سجدہ ہے اور وہ آیت یہ ہے "یا ایھا الذین اٰمنوا ارکعوا واسجدوا" ہمارے نزدیک صرف اُسی آیت میں ہے اس میں نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ہمارے موافق طحاوی کی شرح معانی الآثار میں ایک روایت موجود ہے ۱۲۔

سـه ترجمہ کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ کا سجدہ کرتی ہیں وہ چیزیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور آفتاب ماہتاب اور ستارے

وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ط (۷) سورہ فرقان کے پانچویں رکوع کی یہ آیت وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ط (۸) سورہ نمل کے دوسرے رکوع میں یہ آیت أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ط (۹) سورہ الم تنزیل السجدہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ٥

عہ اور درخت اور جانور اور بہت سے آدمی اور بہت سے آدمیوں پر عذاب ثابت ہوچکا ہے اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ مکہ کے کافروں کا حال ہے کہ وہ سجدہ کرنے میں اپنی ذلت سمجھتے تھے اس آیت میں لفظ "یسجد لہ" پر سجدہ ہے مگر بعد آیت تمام ہوجانے کے سجدہ کرنا چاہئے ۔ ۱۲

عہ ترجمہ ۔ اور جب کہا جاتا ہے اُن سے کہ سجدہ کرو رحمٰن کا تو کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے کیا ہم سجدہ کرلیں اس کا جس کو تم کہتے ہو اور ہم کو نفرت بڑھتی ہے عرب کے کافر خدا کو رحمٰن نہ کہتے تھے ۔ اس آیت کے اخیر میں سجدہ ہے ۔ ۱۲

ہہ ترجمہ یہ کہ نہیں سجدہ کرتے اللہ کا جو نکالتا ہے وہ چیزیں کہ آسمانوں اور زمین میں چھپی ہیں اور جانتا ہے وہ چیزیں جنکو تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو وہی خدا ہے کوئی اس کے سوا خدا نہیں مالک ہے عرش عظیم کا ۔ آسمانوں میں چھپی ہوئی چیزوں سے مراد پانی اور زمین میں چھپی ہوئی چیزوں سے مراد گھاس وغیرہ (معالم التنزیل) قصہ حضرت سلیمانؑ کا تھا اُن سے ہدہد نے آکر بیان کیا تھا کہ آج سیر اگر شہر سبا میں ہوا تھا وہاں کی بادشاہ عورت ہے نام اسکا بلقیس تھا وہ اور اس کی قوم آفتاب کی پرستش کرتے ہیں ۔ شیطان نے اس کو سخت گمراہ کر رکھا ہے اُن کو ہدایت نہیں ہوتی یہ کہ نہیں سجدہ کرتے اللہ کا الخ ۔ اس آیت میں لفظ "رب العرش العظیم" پر سجدہ ہے اگر الا مشدد پڑھا جاوے جیسا کہ اکثر لوگوں کی قرأت ہے اور اگر الا مشدد نہ پڑھا جاوے کسائی کی قرأت کے موافق تو پھر "الا یسجدوا" پر سجدہ ہے (رد المحتار) ۱۲

للعہ ترجمہ ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ جب انھیں وہ آیتیں یاد دلائی جائیں تو سجدہ کرنے کے لئے گر جائیں اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کریں اور یہ لوگ غرور نہیں کرتے ۔ اس آیت کے اخیر لفظ میں سجدہ ہے ۱۲

(۱۰) سورہ صٓ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت عہ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ
وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ط (۱۱) سورہ حٰمٓ سجدہ کے پانچویں رکوع میں
یہ آیت عسہ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَ
هُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ط (۱۲) سورہ نجم کے اخیر میں یہ آیت سہ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا
(۱۳) سورہ انشقت میں یہ آیت للعہ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ
لَا يَسْجُدُوْنَ ط (۱۴) سورہ اقرء میں یہ آیت صہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ط

(۱) سجدہ تلاوت کے واجب ہونے کے تین سبب ہیں (۱) آیت سجدہ کی تلاوت خواہ پوری آیت کی تلاوت کی جائے یا صرف اس لفظ کی جس میں سجدہ ہے اور اس ہ کے ساتھ قبل یا بعد کوئی لفظ اور خواہ آیت سجدہ کی بعینہٖ تلاوت کیجائے یا اُس کا ترجمہ کسی اور زبان میں اور خواہ تلاوت کرنے والا خود اپنی تلاوت کو سنے یا نہ سنے مثلاً کوئی بہرا تلاوت کرے۔ صحیح یہ ہے کہ اگر رکوع یا سجدے

عہ ترجمہ اور گر پڑا سجدے کے لئے اور توبہ کی پس ہم نے بخش دیا اُن کو اور بیشک ہمارے یہاں اُنکا مرتبہ ہے اور عمدہ مقام ہے۔ یہ حال حضرت داوٗد علیہ السلام کا ہے۔ قصہ اس کا بہت طویل ہے اس آیت میں "وحسن مآب" کی لفظ پر سجدہ ہے بعض علما کے نزدیک مآب کی لفظ پر ہے مگر یہ قول محقق نہیں (رد المحتار)

عسہ ترجمہ۔ پس اگر غرور کریں سجدہ کرنے سے یہ لوگ پس جو لوگ (فرشتے) تیرے رب کے پاس ہیں اُس کی تسبیح پڑھتے ہیں رات دن اور تھکتے نہیں۔ اس آیت میں "وہم لا یسئمون" کے لفظ پر سجدہ ہے ابن عباس اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک "ان کنتم ایاہ تعبدون" پر ہے جو اس آیت سے پہلے ہے احتیاطاً ہم نے اس قول کو اختیار نہیں کیا (رد المحتار)

سہ ترجمہ سجدہ کرو اللہ کا اور عبادت کرو۔ ۱۲

للعہ ترجمہ۔ کیا حال ہے ان کا کہ جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے ۱۲

صہ ترجمہ پس سجدہ کر اور اللہ سے نزدیک ہو جا۔ یہ خطاب ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ۱۲

ہ صاحب بحر الرائق نے مختصر سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف (واسجد) کہکر سکوت کرے اور واقترب نہ کہے تو اسپر بھی سجدہ واجب ہو جائیگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ سجدے کے قبل یا بعد سے کسی لفظ کے ملانے کی حاجت نہیں۔ مگر صاحب بحر الرائق نے اسکی تصحیح نہیں کی اور ہم نے یہ شرط تصحیح کے ساتھ نقل کی ہے ۱۲

یا تشہد میں آیت سجدہ کی تلاوت کی جاے تب بھی سجدہ واجب ہو جاے گا اور اسی حالت میں اسکی بھی نیت کر لی جاے گی (رد المحتار)

اگر کوئی شخص سونے کی حالت میں آیت سجدہ تلاوت کرے اُس پر بھی بعد اطلاع کے واجب ہے (۲) آیت سجدہ کا کسی انسان سے سُننا - خواہ پوری آیت سنے یا صرف لفظ سجدہ مع ایک لفظ ماقبل یا مابعد کے اور خواہ عربی زبان میں سُنے یا اور کسی زبان میں اور خواہ سننے والا جانتا ہو کہ یہ ترجمہ آیت سجدہ کا ہے یا نہ جانتا ہو لیکن نہ جاننے سے اداے سجدہ میں جسقدر تاخیر ہو گی اس میں وہ معذور سمجھا جاے گا (فتاوی عالمگیری)

کسی جانور سے مثل طوطے وغیرہ کے اگر آیت سجدہ کی سنی جاے تو صحیح یہ ہے کہ سجدہ واجب نہ ہوگا اسی طرح اگر کسی ایسے مجنون سے آیت سجدہ سنی جاے - جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہو جاے اور زائل نہ ہو تو سجدہ واجب نہ ہوگا (۳) ایسے شخص کی اقتدا کرنا جس نے آیت سجدہ کی تلاوت کی ہو خواہ اس کی اقتداے پہلے یا اقتدا کے بعد اور خواہ اس نے ایسی آہستہ آواز سے تلاوت کی ہو کہ کسی مقتدی نے نہ سنا ہو یا بلند آواز سے کی ہو - اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سنے اُس کے بعد اُس کی اقتدا کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیئے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں - جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اس کو اگر مل جاے تو اس کو سجدے کی ضرورت نہیں اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائیگا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا - اگر وہ رکعت نہ ملے تو پھر اس کو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے (بحر الرائق - رد المحتار)

مقتدی سے اگر آیت سجدہ سُنی جاے تو سجدہ واجب نہ ہوگا نہ اس پر نہ اس کے امام پر نہ اُن لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو اُن پر سجدہ واجب ہوگا (رد المحتار)

یہ تین سبب جو سجدے کے واجب ہونے کے بیان کئے گئے ان کے سوا اور کسی چیز سے سجدہ واجب نہیں ہوتا مثلاً اگر کوئی شخص آیت سجدہ کی لکھے یا دل میں پڑھے زبان سے نہ کہے یا ایک ایک حرف کر کے پڑھے پوری آیت ایک دم نہ پڑھے یا اسی طرح کسی سے سُنے تو ان سب صورتوں میں سجدہ واجب نہ ہوگا (رد المحتار)

(۲) سجدۂ تلاوت انہیں لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز واجب ہے ادائً یا قضاءً۔ حیض و نفاس والی عورت پر واجب نہیں نابالغ پر اور ایسے مجنون پر واجب نہیں جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہو گیا ہو خواہ اُس کے بعد زائل ہو یا نہیں۔ جس مجنون کا جنون ایک دن رات سے کم رہے۔ اُس پر واجب ہے اسی طرح مست اور جنب پر بھی۔

(۳) سجدۂ تلاوت کے صحیح ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو نماز کے صحیح ہونے کی ہیں یعنی طہارت اور ستر عورت اور نیت اور استقبال قبلہ تحریمہ اس میں شرط نہیں اس کی نیت میں آیت کی تعیین بھی شرط نہیں کہ یہ سجدہ فلاں آیت کے سبب سے ہے اور اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھی جاوے اور فوراً سجدہ کیا جاوے تو نیت بھی شرط نہیں۔ (رد المحتار)

(۴) جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اُن چیزوں سے سجدہ سہو میں بھی فساد آجاتا ہے اور پھر اسکا اعادہ واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں اس قدر فرق ہے کہ نماز میں قہقہہ سے وضو جاتا رہتا ہے اور اس میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی محاذاۃ بھی یہاں مفسد نہیں۔

(۵) سجدۂ تلاوت اگر خارج نماز میں واجب ہوا ہو تو بہتر یہ ہے کہ فوراً ادا کرے اور اگر اس وقت نہ ادا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر سجدہ نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا اعادہ کرنا فوراً واجب ہے تاخیر کی اجازت نہیں (رد المحتار وغیرہ)

(۶) خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جا سکتا پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ کرنا بھول جائے تو اُس کا گناہ اُس کے ذمے ہوگا جس کی تدبیر اس کے سوا کوئی نہیں کہ توبہ کرے۔ یا ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے معاف فرماوے (بحر الرائق)

نماز کا سجدہ خارج نماز میں اُسوقت ادا نہیں ہو سکتا جب کہ نماز فاسد نہ ہو اگر فاسد ہو جائے اور اس کا مفسد خروج حیض نہ ہو تو وہ سجدہ خارج میں ادا کر لیا جائے اور اگر حیض کی وجہ سے نماز میں فساد آیا ہو تو وہ سجدہ معاف ہو جاتا ہے (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

(۷) اگر کوئی شخص حالت نماز میں کسی دوسرے سے آیت سجدہ سنے خواہ وہ دوسرا بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ سجدہ خارج نماز کا سمجھا جاوے گا اور نماز کے اندر نہ ادا کیا جائیگا بلکہ خارج نماز میں

(۸) اگر ایک ہی سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کئی بار کی جاے تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا اور ایک آیت سجدہ کی تلاوت کی جاے پھر وہی آیت مختلف لوگوں سے سنی جائے تب بھی ایک سجدہ واجب ہو گا۔ اگر سننے والے کی مجلس نہ بدلے تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدلجاے یا نہ بدلے اور اگر سننے والے کی مجلس بدلجاے تو اسپر متعدد سجدے واجب ہوں گے خواہ پڑھنے والے کی بدلے یا نہ بدلے اگر پڑھنے والے کی مجلس بدل جائیگی تو اُسپر بھی متعدد سجدے واجب ہو جائیں گے (بحرالرائق وغیرہ) مجلس کے بدلنے کی دو صورتیں ہیں ایک حقیقی دوسرے حکمی سا گر مکان بدل جاے تو حقیقی اور اگر مکان نہ بدلے بلکہ کوئی ایسا فعل صادر ہو جس سے یہ سمجھا جاے کہ پہلے فعل کو قطع کر کے اب یہ دوسرا فعل شروع کیا ہے تو حکمی ہے (بحرالرائق وغیرہ)

حقیقی کی مثال (۱) دو گھر جدا جدا ہوں اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جائے بشرطیکہ ایک دو قدم سے زیادہ چلنا پڑے (۲) سوار ہو اور اتر پڑے (۳) راستے میں چلا جاتا ہو۔ (۴) کسی درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جاے خواہ وہ دوسری شاخ اس پہلی شاخ سے قریب ہو یا دور (۵) کسی نہر یا حوض میں پیر رہا ہو۔ اگر ایک گھر ہو اور اس کے مختلف مقامات پر تلاوت کی جاے تو مجلس نہ بدلے گی مثلاً مسجد کے گوشوں میں۔

کشتی اگرچہ جاری ہو مگر مجلس نہ بدلے گی۔ اگر نماز پڑھتا ہوا گھوڑے پر سوار جا رہا ہو تو مجلس نہ بدلیگی اس لئے کہ نماز پڑھنے کی وجہ سے شرعاً ایک ہی مجلس کا حکم دیا گیا ہے۔ اس صورت میں فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار حالت نماز میں ایک ہی آیت سجدہ کی تکرار کر رہا ہو تو اس پر ایک ہی سجدہ واجب ہو گا اور اس گھوڑے کے ہمراہ اگر کوئی شخص پیادہ جا رہا ہو تو اس پر ہر مرتبہ سننے سے ایک سجدہ واجب ہو گا اگر دو شخص علٰحدہ علٰحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے جا رہے ہوں اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو سُنے تو ہر شخص پر دو سجدے واجب ہوں گے۔ ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا سُننے کے سبب سے مگر تلاوت کے سبب سے جو ہو گا وہ نماز کا سمجھا جاے گا اور نماز ہی میں ادا کیا جاے گا اور سننے کے سبب سے جو ہو گا وہ خارج نماز کا سمجھا جاے گا اور بعد نماز کے ادا کیا جاے گا۔

حکمی کی مثال۔ آیت سجدہ کی تلاوت کر کے دو ایک لقمے سے زیادہ کھانا کھالیا۔ کسی سے دو ایک

کلمے سے زیادہ باتیں کرنے لگا - لیٹ کر سو رہا - خرید و فروخت میں مشغول ہو گیا - کوئی عورت لڑکوں کو دودھ پلانے لگی - اگر ایک لقمہ سے زیادہ نہ کھائے - کسی سے دو ایک کلمے سے زیادہ باتیں نہ کرے لیٹ کر نہ سوے بلکہ بیٹھے بیٹھے ان سب صورتوں میں مجلس نہ بدلے گی اسی طرح اگر کوئی شخص تسبیح پڑھنے لگے یا بیٹھے سے کھڑا ہو جائے - تب بھی مجلس مختلف نہ ہوگی -

(۹) اگر ایک آیت سجدہ کئی مرتبہ ایک ہی مجلس میں پڑھی جائے تو اختیار ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے یا پہلی ہی تلاوت کے بعد کیونکہ ایک ہی سجدہ اپنے ماقبل اور مابعد کی تلاوت کے لئے کافی ہے مگر احتیاط اس میں ہے کہ سب کے بعد کیا جائے (بحرالرائق)

اگر آیت سجدہ نماز میں پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا بعد دو تین آیتوں کے اور اس رکوع میں جھکتے وقت سجدہ تلاوت کی بھی نیت کر لی جائے تو سجدہ ادا ہو جائے گا - اور اسی طرح اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد نماز کا سجدہ کیا جائے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائے گا اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہ ہوگی (درمختار -- ردالمحتار وغیرہ)

(۱۰) جمعے اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہیے اس لئے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے (بحرالرائق)

(۱۱) اگر کسی صورت کا پڑھنا اور اسمیں خاص کر آیت سجدہ کو چھوڑ دینا مکروہ ہے (بحرالرائق)

(۱۲) اگر حاضرین سجدے کے لیے باوضو نہ بیٹھے ہوں تو آیت سجدہ کا آہستہ آواز سے تلاوت کرنا بہتر ہے اس لئے کہ وہ لوگ اسوقت سجدہ نہ کریں گے اور دوسرے وقت شاید بھول جائیں تو گنہگار ہوں گے - (درمختار وغیرہ)

سجدۂ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر نیت کر کے اللہ اکبر کہے اور سجدہ کرے پھر اٹھتے وقت اللہ اکبر کہہ کے اٹھے اور کھڑے ہو کر سجدہ کرنا مستحب ہے - سجدۂ تلاوت کئی آدمی مل کر بھی کر سکتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص کو مثل امام کے آگے کھڑا کریں اور خود مقتدیوں کی طرح صف باندھکر پیچھے کھڑے ہوں اور اس کی اتباع کریں یہ صورت درحقیقت جماعت کی نہیں ہے - اسی لئے اگر امام کا سجدہ کسی وجہ سے فاسد ہو جائے تو مقتدیوں کا فاسد نہ ہوگا اور اسی سبب سے عورت کا آگے کھڑا کر دینا بھی جائز ہے -

آیت سجدہ اگر فرض نمازوں میں پڑھی جائے تو اُس کے سجدے میں مثل نماز کے سجدے کے

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا بہتر ہے اور نفل نمازوں میں یا خارج نماز میں اگر پڑھی جاے تو اس کے سجدے میں اختیار ہے کہ سبحان ربی الاعلی کہیں یا اور تسبیحیں جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں وہ پڑہیں مثل اس تسبیح کے سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِی خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ اور دونوں کو جمع کرلیں تو اور بھی بہتر ہے۔

علما نے لکھا ہے کہ اگر اور کوئی شخص تمام آیات سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کرے تو حق تعالیٰ اُسکی مشکل کو دفع فرماتا ہے اور ایسی حالت میں اختیار ہے کہ سب آیتیں ایک دفعہ پڑھ لے اور بعد اسکے چودہ سجدے کرے یا ہر آیت کو پڑھکر اُس کا سجدہ کرتا جاے (رد المحتار)

سجدہ شکر مستحب ہے جب کوئی بڑی نعمت حق تعالیٰ کی طرف سے فائز ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین سے منقول ہے۔ مگر بعد نماز کے علی الاتصال سجدہ کرنا مکروہ ہے تاکہ جاہلون کو اسکے سنت ہونے کا خیال نہ پیدا ہو۔

بعض ناواقف لوگ بعد وتر کے دو سجدے کرتے ہیں اور اس کو مسنون سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ ان سجدوں کے لئے ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بتول رضی اللہ عنہا کو ان سجدوں کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ حدیث بہ تصریح محدثین موضوع اور بے اصل ہے لہذا ان سجدوں کا بخیال سنت ادا کرنا مکروہ ہے اور بہرحال اس کا ترک بہتر ہے (رد المحتار وغیرہ)

جنازے کی نماز وغیرہ کا بیان

چونکہ اسلام کی مقدس شریعت میں اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ عمدہ سلوک اور احسانات اور ہر قسم کی مراعات ایک جزو اعظم قرار دی گئی ہے اور شریعت نہیں چاہتی کہ اس دینی اخوت اور محبت کا سلسلہ موت سے منقطع ہو جائے اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جب کوئی مسلمان دنیا سے انتقال کرتا تو اس کے ساتھ وہ بہت احسان کرتے اور جو چیزیں اسکے لئے قبر

ع ترجمہ میرے منھ نے سجدہ کیا اس کا جس نے پیدا کیا ہے اور جس نے اس کو بنایا ہے اور اس میں کان اور آنکھ پیدا کئے اپنی طاقت اور قوت سے پس بزرگ ہے اللہ اچھا پیدا کرنے والا ۱۲

اور قیامت میں مفید ہوئیں اُن کی کوشش فرماتے اور اُس کے اعزا اور اقارب سے بھی سلوک کرتے تفصیل ان مضامین کی آیندہ بیانات سے بخوبی ظاہر ہے، یہی سبب ہے کہ جنازے کی نماز جو درحقیقت میت کیلئے دعائے مغفرت ہے مسلمانوں پر خدا کی طرف سے فرض کردی گئی اور اُس کا پاک وصاف کرکے ایک عمدہ اہتمام سے آخری منزل تک پہونچادینا ایک امر لازم کردیا گیا فی الواقع میت کے حقوق کی رعایت اس کی بیماری سے آخری وقت تک بلکہ اس کے بعد بھی جیسی اسلام میں ہوتی ہے کسی مذہب میں اُن کا ایک شمہ بھی نہیں۔ اگر کسی کی چشم بصیرت روشن ہو تو وہ اُن معاملات کو نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھنے کے قابل سمجھے گا۔

بیمار کی عیادت کا بیان

جب کوئی شخص اپنے دوستوں میں بیمار ہو تو اُسکے دیکھنے کو جانا اور اُس کے حالات کو دریافت کرنا سنت ہے۔ اسی کو عیادت کہتے ہیں۔ اور اگر اس کے اعزا وغیرہ میں کوئی اُس کی خبرگیری کرنے والا نہ ہو تو ایسی حالت میں اُس کی تیمارداری عام مسلمانوں پر جن کو اُس کی حالت معلوم ہو فرض کفایہ ہے،

عیادت کی فضیلت وتاکید اور اُس کا ثواب احادیث میں بحد وارد ہوا ہے مگر ہم اس بیان کو زیادہ بڑھانا نہیں چاہتے صرف دو تین مختصر حدیثیں بیان کئے دیتے ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حق تعالیٰ قیامت میں فرمائیگا کہ اے میرے بندے میں تیرا پروردگار ہوں میں بیمار ہوا اور تو میری عیادت کو نہ آیا بندہ عرض کریگا خداوندا تو تمام عالم کا پروردگار ہے تیری عیادت کیسی ہوسکتی ہو یعنی تو بیمار ہی نہیں ہوسکتا ارشاد ہوگا کہ فلاں میرا بندہ بیمار ہوا اور تونے اسکی عیادت نہ کی۔ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھکو اُسی کے پاس پاتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ جو شخص صبح کو بیمار کی عیادت کرے اُس کے لیے ستر ہزار فرشتے شام تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جو شام کو کرے اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں صبح تک (سفر السعادت)

جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی عیادت کرے اُسکو ایک باغ ملیگا بہشت میں (ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برگزیدہ اصحاب کو یہ حکم دیا تھا کہ تم لوگ بیمار کی عیادت کیا کرو اور جنازے کے ہمراہ جایا کرو (صحیح بخاری)

عیادت کے آداب میں ہی کہ وضو کرکے محض ثواب اور حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جائے اور جب بیمار کے پاس پہونچے تو اُسکا حال پوچھے اور اسکی تسکین کرے اور اسکو تسلی دے اور اسکو صحت کا اُمیدوار کرے اور بیماری کے جو جو فضائل اور ثواب حدیث میں وارد ہوئے ہیں اُسکو سنائے اور اُسکے لئے دعائے صحت کرے اور اپنے لیے بھی اس سے دعا کی درخواست کرے اور بیمار کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے۔ ہاں اگر بیمار اسکے بیٹھنے سے خوش ہوتا ہو تو زیادہ بیٹھنا بہتر ہے اور عیادت میں جلدی نہ کرے بلکہ جب دو تین روز بیماری کو گذر جائیں تب عیادت کو جائے یہی عادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ (شرح سفر السعادت)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جب کوئی آپ کے دوستوں میں بیمار ہوتا تو آپ اُسکی عیادت کو تشریف لے جاتے اور بیمار کے سرہانے بیٹھ جاتے اور اسکا حال پوچھتے اور فرماتے کہ تم کو اپنی طبیعت کیسی معلوم ہوتی ہے اور تمہارا دل کس چیز کو چاہتا ہی اگر کسی چیز کی وہ خواہش کرتا اور وہ اُسکے لیے مضر نہ ہوتی تو دینے کا حکم فرماتے اور اپنے سیدھے ہاتھ کو بیمار کے بدن پر رکھکر اُسکے لیے دعا فرماتے کبھی ان الفاظ سے اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَاسَ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا عہ اور اکثر تین مرتبہ دعا فرماتے جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو آپ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا عہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں کی بھی عیادت منقول ہے۔ ایک جوان یہودی آپ کی خدمت کیا کرتا تھا جب بیمار ہوا تو آپ اُس کی عیادت کو تشریف لیگئے اور اس سے مسلمان ہو جانیکو ارشاد فرمایا قسمت نے یاری کی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ جب آپ کے چچا ابو طالب بیمار ہوئے باوجودیکہ مشرک تھے آپ اُن کی عیادت کو

عہ ترجمہ۔ اے خدا اے تمام لوگوں کے پروردگار بیماری کو دور کردے اور صحت عنایت فرما تو ہی صحت دینے والا ہے صحت [illegible] طاقت ہے جو تو عنایت فرمائے ایسی صحت دے کہ پھر کوئی بیماری باقی نہ رہے ۱۲

عہ ترجمہ۔ اے [illegible] شفا دے سعد کو اے اللہ صحت دے سعد کو اے اللہ صحت دے سعد کو ۱۲

تشریف لے گئے اور اُن سے بھی مسلمان ہوجانے کی درخواست فرمائی مگر کاتب ازل نے یہ سعادت اُن کی قسمت میں نہ لکھی تھی لہذا وہ تعمیل ارشاد سے محروم رہے، اِسی وجہ سے اکثر علما کی یہ رائے ہی کہ عیادت حقوق اسلام سے نہیں ہی یعنی جو مسلمان بیمار ہو خواہ اس سے کبھی کی ملاقات ہو یا نہ ہو اُس کی عیادت مسنون نہیں بلکہ حقوق صحبت سے ہے کہ جس شخص سے ملاقات ہو اُس کی عیادت مسنون ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ (شرح سفر السعادت)

قریب الموت کے احکام

جب کسی مریض پر علامات موت ظاہر ہونے لگیں تو مسنون یہ ہے کہ اس کا منہ قبلے کی طرف پھیر دیا جائے اور وہ مریض داہنے پہلو پر لٹا دیا جائے اور چت لٹانے میں بھی کوئی مضایقہ نہیں اسطرح کہ پیر قبلے کی طرف ہوں یہ سب صورتیں اُس وقت مسنون ہیں کہ مریض کو تکلیف نہو۔ اگر اسکو تکلیف ہو تو جس طرح اُسکو آرام ملتا ہو اسی طرح اسکو لیٹا رہنے دیں۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اِس وقت مستحب ہی کہ کوئی شخص اُسکے اعزا یا احباب وغیرہ میں سے اسکو تلقین کرے یعنی اُسکے سامنے بلند آواز سے کلمہ طیبہ ع اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا جائے تاکہ وہ مریض اس کو سنکر خود بھی پڑھے اور اس بشارت کا مستحق ہو جاے جو صحیح احادیث میں وارد ہوئی ہی کہ جس کا آخری کلام لا اله الا اللہ ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (بحر الرائق وغیرہ)

مگر اس مریض سے یہ نہ کہا جائے کہ تم بھی پڑھو مبادا کہ شدت مرض یا بد حواسی کے سبب اِس کے منہ سے انکار نکل جائے۔ سورہ یسین کا ایسے مریض کے پاس پڑھنا مستحب ہی۔ (ردالمحتار)

اس آخری وقت میں نیک اور پرہیزگار لوگوں کا موجود ہونا بہتر ہے کہ اُنکی برکت سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ (فتاوائے عالمگیری)

اس وقت مریض کے پاس کوئی خوشبودار چیزیں رکھدینا یا آگ میں سلگانا مستحب ہی،

پھر جب اُسکی روح بدن سے مفارقت کر جائے تو اُسکی آنکھیں نہایت نرمی اور آہستگی سے بند کردیجائیں

ع ترجمہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں ہی اور گواہی دیتا ہوں اس کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں۔ ۱۲

اور اُس کا مُنھ کسی کپڑے کی پٹی سے باندھ دیا جائے اس طرح کہ وہ پٹی ٹھوڑی کے نیچے رکھی جائے اور سر پر لیجاکر اُس کے دونوں کنارے باندھ دیئے جائیں اور اُس کے اعضا سیدھے کر دیئے جائیں اور جوڑ نرم کر دیئے جائیں اس طرح کہ ہر جوڑ کو اس کے منتہی تک پہونچا کر کھینچ دیا جائے اور آنکھ بند کرنے والا آنکھ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَہِّلْ عَلَیْہِ مَا بَعْدَہٗ وَاَسْعِدْہُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْہُ بعد ان سب مراتب کے اسکے غسل اور تکفین اور نماز سے جس قدر جلد ممکن ہو فراغت کر کے دفن کر دیا جائے۔

غسل میّت کے مسائل

میت کو غسل دینا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اگر کوئی میت بے غسل کے دفن کر دیجائے تو تمام وہ مسلمان جن کو اس کی خبر تھی گنہگار ہوں گے۔

اگر کسی میت کو بے غسل کے قبر میں رکھدیا ہو مگر ابھی مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو اُس کو قبر سے نکال کر غسل دیدینا ضروری ہے ہاں اگر مٹی پڑ چکی ہو تو پھر نہ نکالنا چاہیئے (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی عضو میت کا خشک رہ گیا ہو اور کفن پہنانے کے بعد یاد آئے تو کفن کھولکر اُس عضو کو دھو دینا چاہیئے ہاں اگر کوئی انگلی یا اُس کے برابر اور کوئی حصہ جسم کا خشک رہ جائے اور بعد تکفین کے یاد آئے تو پھر اُسکے دھونے کی ضرورت نہیں (بحر الرائق)

ایک مرتبہ غسل دینا فرض ہے اور تین مرتبہ مسنون ہے،

میت کے غسل کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو کسی ایسے تخت وغیرہ پر لٹا کر جو تین یا پانچ یا سات مرتبہ کسی خوشبودار چیز سے دھونی پا چکا ہو اُس کے جسم عورت کو کسی کپڑے سے بند کر کے جو کپڑے اُس کے بدن میں ہوں وہ بہت جلد آسانی سے

عہ۔ ترجمہ۔ اے اللہ آسان کر اس میّت پر کام اس کا اور سہل کر اس پر وہ زمانہ جو آب آئے گا۔ اور مشرف فرما اس کو اپنے دیدار سے اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو بہتر کر دے اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے (یعنی دنیا سے) ۱۲

اُتار[ع۱] لیئے جائیں اور اُس کو استنجا کرایا جائے اِس طرح کہ نہلانے والا اپنے ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر اُس کے خاص حصے اور مشترک حصے کو دھو دے بعد اُسکے اِس میت کو وضو کرایا جائے اِس وضو میں کلّی نہ کرائی جائیگی اور نہ ناک میں پانی نہ ڈالا جائیگا اسلیئے کہ پھر منھ اور ناک سے پانی کا نکلنا دشوار ہوگا ہاں نہلانے والا اپنی انگلی میں کپڑا لپیٹ کر اُسکے دانتوں کو اور ناک کے اندرونی حصے کو صاف کر دے صحیح یہ ہے کہ اس وضو میں سر کا مسح بھی کرایا جائے (بحر الرائق) جب وضو سے فراغت ہو جائے تو اُس کا سر اگر بال ہوں تو مل دیا جائے جس پانی سے سر ملا جائے اُس میں خطمی جوش کر لیجائے یا صابون ملا دیا جائے تاکہ میل اچھی طرح صاف ہو جائے غسل کیلئے گرم پانی بہتر ہے اس لیئے کہ اُس سے میل خوب صاف ہوتا ہے جب سر صاف ہو چکے تو میت کو بائیں پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے اس قدر کہ پانی تخت تک پہونچ جائے یہ ایک مرتبہ غسل ہوا پھر دوسری مرتبہ اسکو داہنے پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیں پھر اسکو بٹھا کر اسکا پیٹ آہستہ آہستہ ملا جائے تاکہ آلائش نکل جائے اور وہ دھو دی جائے بعد اسکے پھر اسکو بائیں پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے یہ تیسرا مرتبہ ہوا۔ پہلی مرتبہ خالص پانی سے غسل دیا جائے دوسری مرتبہ اُس پانی سے جس میں بیر کی پتی یا خطمی جوش کی گئی ہو۔ تیسری مرتبہ اُس پانی سے جس میں کافور ملا ہو جب غسل سے فراغت ہو جائے تو میت کا بدن کسی کپڑے سے خشک کر لیا جائے تاکہ بدن کی تری سے کفن نہ خراب ہو۔ بعد اسکے زعفران اور ورس[ع۲] کے سوا اور کوئی خوشبو اسکے سر اور

ع۱ کپڑے اُتار لینے میں یہ مصلحت ہے کہ کپڑوں کی گرمی سے نعش کے خراب ہو جانے کا خوف ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے کپڑے نہیں اُتارے گئے بلکہ آپ کو کپڑوں کے ساتھ غسل دیا گیا یہ آپ ہی کے ساتھ خاص آپ کے جسم اقدس میں کسی خرابی کا معاذ اللہ خوف نہ تھا۔ ابو داود میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے اُتار کر غسل دینے میں صحابہ کا اختلاف ہوا۔ تب گھر کے ایک گوشہ سے آواز آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں کے ساتھ غسل دو آپ کے جسم اطہر سے کپڑے نہ اُتارو ۱۲

ع۲ ورس ایک زرد گھانس ہے بلاد عرب میں پیدا ہوتی ہے پتی اُس کی کنجد کی پتی کے مشابہ ہوتی ہے اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں رنگ اِس کا سرخی اور زردی کے درمیان میں ہوتا ہے ۱۲ قسطلانی

ڈاڑھی میں لگا دی جائے اُسکی پیشانی اور ناک اور دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک اور گھٹنوں پر کافور مل دیا جائے۔ میت کے بالوں میں کنگھی نہ کی جائے اور ناخون یا بال اُس کے نہ کاٹے جائیں مونچھیں نہ کتری جائیں۔ ہاں اگر کوئی ناخن ٹوٹ جائے تو اُسکے علیحدہ کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ (بحر الرائق)

میّت کے نہلانے کی اُجرت لینا جائز نہیں اسلیئے کہ میت کا نہلانا خدا کی طرف سے فرض ہے پھر اس پر اُجرت کیسی ہاں اگر کئی شخص نہلانے والے وہاں موجود ہوں تو پھر جائز ہے اس لئے کہ ایسی صورت میں کسی خاص شخص پر اس کا نہلانا فرض نہیں (درمختار وغیرہ)

نہلانے والا ایسا شخص ہونا چاہیئے کہ جس کو میت کا دیکھنا جائز ہو عورت کو مرد کا اور مرد کو عورت کا غسل دینا جائز نہیں ہاں منکوحہ عورت اپنے شوہر کو غسل دیسکتی ہے اس لیئے کہ وہ عدت کے زمانے تک اس کے نکاح میں سمجھی جائیگی بخلاف شوہر کے کہ وہ عورت کے مرتے ہی اس عورت کے نکاح سے علیحدہ سمجھا جائیگا اور اس کو اس عورت کا غسل دینا جائز نہ ہوگا۔

اگر کوئی عورت ایسی جگہ مرجائے جہاں کوئی عورت نہ ہو جو اسکو غسل دے تو اگر کوئی مرد اس کا محرم موجود ہو تو وہ اِس کو تیمم کرا دے اور اگر کوئی محرم نہ ہو تو غیر محرم اپنے ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر اسکو تیمم کرا دے ہاں لونڈی کو اجنبی بھی بے کپڑا لپیٹے ہوئے تیمم کرا سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی مرد ایسی جگہ مرجائے جہاں کوئی مرد غسل دینے والا نہ ہو تو اس کو محرم عورت بے کپڑا لپیٹے ہوئے اور غیر محرم ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر تیمم کرا دے۔

نابالغ لڑکے اور لڑکی کو عورت اور مرد دونوں غسل دے سکتے ہیں،

بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا کوئی عزیز ہو اور اگر عزیز نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی متقی پرہیزگار آدمی اُسکو غسل دے۔

اگر کوئی کافر یا نجس آدمی یا وہ شخص جسے میت کا دیکھنا جائز نہ تھا میّت کو غسل دے تب بھی غسل صحیح ہو جائے گا اگرچہ مکروہ ہوگا۔ (فتاوائے عالمگیری)

بہتر یہ ہے کہ جس جگہ میت کو غسل دیا جائے وہاں سوا غسل دینے والے اور اُس شخص کے جو اس کا شریک ہو کوئی دوسرا نہ جائے اور غسل دینے والا اگر اس میں کوئی عمدہ بات دیکھے تو لوگوں سے بیان

کر دے اور اگر کوئی بری حالت دیکھے تو کسی پر ظاہر نہ کرے ہاں اگر میت کوئی مشہور بدعتی ہو اور اس میں کوئی بری بات دیکھے تو ظاہر کر دے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور اس بدعت کے ارتکاب سے باز رہیں۔ (بحر الرائق ۔ عالمگیری وغیرہ)

اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اس کا غسل دینا فرض ہے پانی میں ڈوبنا غسل کے لیے کافی نہو گا اسلیے کہ میت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں کوئی انکا فعل نہیں ہوا ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دیدی جائے تو غسل ہو جائیگا اسی طرح اگر میت کے اوپر مینھ کا پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہونچ جائے تب بھی اسکا غسل دینا فرض رہیگا (فتاوای قاضی خاں۔ بحر الرائق ۔ در مختار وغیرہ)

اگر کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اسکو غسل نہ دیا جائیگا بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائیگا اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے اور اگر نصف سے زیادہ نہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائیگا ورنہ نہیں اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائیگا خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے (بحر الرائق ۔ رد المحتار)

اگر کوئی لڑکا پیدا ہوتے ہی مر جائے اسکا غسل دینا بھی فرض ہے اور اگر مرا ہوا پیدا ہو خواہ اسکے سب اعضا بن چکے ہوں یا نہیں تو بہتر یہی ہے اسکو بھی غسل دیا جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی میت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دار الاسلام میں یہ واقعہ ہوا تو اسکو غسل دیا جائیگا اور نماز بھی پڑھی جائے گی۔

اگر مسلمان کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز نہ باقی رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے گا اور تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر لی جائیں اور صرف انھیں کو غسل دیا جائے کافروں کی نعش کو غسل نہ دیا جائے۔

اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مر جائے تو اسکی نعش اس کے کسی ہم مذہب کو دیدی جائے اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجہ مجبوری وہ مسلمان اسکا فر کو غسل دے مگر نہ مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اسکا نہ صاف کرایا جائے کافور وغیرہ اس کے بدن میں نہ ملا جائے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر

دھونے سے پاک نہ ہوگا حتی کہ اگر کوئی شخص اُس کو لئے ہوئے نماز پڑھے تو اُسکی نماز درست نہ ہوگی۔ (در مختار وغیرہ)

باغی لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جائیں تو اُن کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔

مرتد اگر مرجائے تو اُسکو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اُس کے اہل مذہب اُس کی نعش مانگیں تو اُنکو بھی نہ دی جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے تو اُسکو غسل دیدینا چاہیئے۔

جب میت کو غسل دے چکیں اور اُسکی تری کپڑے سے پونچھ کر دور کردیں تو اُسکو کفن پنھایا جائے۔

کفن کے مسائل

میت کو کفن دینا مثل غسل کے فرض کفایہ ہے۔ (بحر الرائق۔ رد المحتار)

مرد کے کفن میں تین کپڑے مسنون ہیں۔ تہ بند[عہ] کفنی چادر اور عمامہ مکروہ ہے۔ (بحر الرائق)

عورت کے کفن میں پانچ کپڑے مسنون ہیں۔ تہ بند[عہ] کفنی۔ چادر۔ سینہ بند۔ چادر[عہ]۔ اگر مرد کے کفن میں صرف تہ بند اور چادر پر اکتفا کیجائے یا عورت کے کفن میں صرف کفنی اور تہ بند یا صرف دو تہ بندوں پر اکتفا کی جائے تب بھی جائز ہے۔ اور اگر اس قدر کفن بھی ممکن نہو تو جسقدر ہو سکے مگر کم سے کم اس قدر کپڑا ضروری ہے جو پورے بدن کو چھپالے۔ اگر اسقدر

عہ تہ بند کو عربی میں ازار اور کفنی کو قمیص اور چادر کو ردا کہتے ہیں ازار اور لفافہ دونوں چادر کو کہتے ہیں یہ چادریں سر سے پیر تک ہوتی ہیں اور لفافہ کی چادر ازار سے کچھ تھوڑی بڑی بڑی ہوتی ہے اور قمیص ایک قسم کا کرتہ ہے جو گردن سے لیکر پیر تک ہوتا ہے مگر اُس کے دامنوں میں چاک نہیں ہوتا (ہدایہ) ۱۲

عہ تہ بند اور چادر اور کفنی کی وہی حد ہو جو مرد کے کفن میں بیان ہو چکی ہے رہ گیا ڈوپٹہ اور سینہ بند ڈوپٹہ تین گز کا ہوتا ہے جو سر سے لیکر منھ پر ڈال دیا جاتا ہے لپیٹا نہیں جاتا اور سینہ بند سینے سے لیکر زانوں تک ہوتا ہے۔ (قاضی خان) ۱۲

بھی نہ ہو تو لوگوں سے مانگ کر پورا کیا جائے یہ بھی نہ ہو سکے تو جس قدر جسم کھلا رہ گیا ہو گھانس وغیرہ سے چھپا دیا جائے۔

قبل اسکے کہ میت کو کفن پنھایا جائے کفن میں تین مرتبہ کسی خوشبودار چیز کی دھونی دیدینا مستحب ہے۔ (بحرالرائق)

مرد کو کفن پنھانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفن کی چادر کسی تخت وغیرہ پر بچھا دی جائے اور اسکے اوپر تہ بند بچھا دیا جائے اور میت کو کفنی پنھا کر تہ بند پر لٹا دیں اور پہلے تہ بند لپیٹ دیں اسطرح کہ پہلے بایاں جانب اسکا میت کے بدن پر رکھیں اسکے بعد داہنا تاکہ داہنا جانب بائیں کے اوپر رہے بعد اسکے پھر چادر کو اسی طرح لپیٹ دیں تاکہ داہنا جانب بائیں کے اوپر رہے۔

عورت کو کفن پنھانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفن کی چادر کسی تخت وغیرہ پر بچھا کر اسکے اوپر تہ بند بچھا دیں اور عورت کو کفنی پنھا کر اسکے بالوں کے دو حصے کرکے ایک حصہ گردن کے پیچھے سے داہنے جانب اور دوسرا گردن کے پیچھے سے بائیں جانب لاکر سینہ پر رکھدیں کفنی کے اوپر بعد اسکے دوپٹہ اسکے سر سے لیکر منہ تک ڈالدیں بعد اسکے تہ بند پر اسکو لٹا دیں اور مثل سابق پہلے تہ بند کو لپیٹ دیں اسکے بعد چادر کو ان سب کے بعد سینہ بند کو لپیٹ دیں اگر ہوا وغیرہ سے کفن کے کھلجانے کا خوف ہوتا ہو تو اسکو کسی چیز سے باندھ دیں (درمختار وغیرہ)

بالغ اور نابالغ محرم اور حلال سب کا کفن یکسان ہوتا ہے۔

جو لڑکا مرا ہوا پیدا ہو یا حمل ساقط ہو جائے اُسکے لئے صرف کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے کفن مسنون کی کوئی ضرورت نہین۔ (ردالمحتار وغیرہ)

اسی طرح اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے اُسکو بھی کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے ہان اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو گو سر بھی نہ ہو تو بھی کفن مسنون دینا چاہیے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

ع اسی وجہ سے جب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور اُنکے پاس صرف ایک چادر تھی کہ اگر اس سے انکا سر چھپا دیا جاتا تھا تو پیر کھل جاتے تھے اور اگر پیر بند کیے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انکے سر کو چادر سے بند کر دو اور سر کو اذخر سے۔ اذخر ایک قسم کی گھانس ہے ۱۲

کسی انسان کی قبر کھل جائے یا اور کسی وجہ سے اسکی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہ ہو تو اسکو بھی کفن مسنون دینا چاہیے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو اگر پھٹ گئی ہو تو صرف کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔

کفن انھیں کپڑوں کا ہونا چاہیے جن کا پہننا زندگی کی حالت میں جائز تھا مرد کے لئے خالص ریشمی یا زعفران یا کسم کے رنگے ہوئے کپڑے کا کفن نہ دیا جائے۔ ہاں عورتوں کو اس قسم کا کفن دیا جاسکتا ہے اسلئے کہ اونکو حالت زندگی میں ایسے کپڑوں کا پہننا جائز تھا کفن کا گراں قیمت کپڑے سے بنانا مکروہ ہے اور بہت برے کپڑے کا بھی نہ ہونا چاہیے بلکہ ایسے کپڑوں کا جنکو میت اپنی زندگی کی حالت میں جمعہ اور عیدین میں پہنتا ہو۔ اور عورت کے لئے ایسے کپڑے کا جسکو وہ پہنکر اپنے ماں باپ کے پاس جاتی ہو۔ کفن سپید رنگ کے کپڑے کا بہتر ہے پرانے اور نئے کی کچھ تخصیص نہیں۔

میت کا کفن اس شخص کو بنانا چاہئے جو حالت حیات میں اسکی کفالت کرتا تھا۔ خواہ وہ کچھ مال چھوڑ کر مرا ہو یا نہیں۔ جیسے عورت کا کفن اسکے شوہر کے ذمہ ہے خواہ وہ کچھ مال چھوڑے مری ہو یا نہیں اور خواہ شوہر امیر ہو یا غریب اسی طرح غلام کا کفن اسکے آقا کے ذمہ ہے خلاصہ یہ کہ جن لوگوں کا کھانا کپڑا زندگی میں جس شخص کے ذمہ ہوگا اسی شخص کے ذمہ بعد مرنے کے ان لوگوں کا کفن بھی ہوگا۔ (بحرالرائق)

اور اگر ایسا کوئی شخص نہ ہو جسپر حالت حیات میں اسکی کفالت ضروری تھی اور وہ میت کچھ مال چھوڑ کر مرا ہو تو اسکا کفن اس مال سے بنایا جائے ورنہ بیت المال سے اگر بیت المال نہ ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہندوستان میں نہیں ہے تو مسلمانوں سے چندہ لیکر اس کا کفن بنا دیا جائے۔

کافر اگر مر جائے تو اس کا کفن مسنون طریقہ سے نہ دیا جائیگا بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ دیا جائیگا اور مرتد کو بالکل کفن نہ دیا جائیگا نہ مسنون نہ غیر مسنون۔

جب میت کو کفن پہنا چکیں تو اسکی نماز پڑھیں اور اسکے تمام اعزا واحباب و اہل محلہ کو خبر کردیں تاکہ وہ لوگ بھی اسکے حق سے ادا ہو جائیں اور نماز میں آکر شریک ہوئیں۔

نماز جنازہ کے مسائل

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔منکر اسکا کافر ہے۔

نماز جنازہ درحقیقت اس میت کے لئے دعاہے ارحم الراحمین سے۔

نماز جنازہ کے واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہم اوپر لکھ چکے ہیں ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم ہو جسکو یہ خبر نہو گی وہ معذور ہے نماز جنازہ اسپر ضروری نہین۔(ردالمحتار)

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کیلئے دو قسم کی شرطیں ہیں ایک وہ جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لئے اوپر بیان ہو چکیں۔طہارت۔ستر عورت۔استقبال قبلہ نیت ہاں وقت اسکے لئے شرط نہیں۔اور اسکے لئے تیمم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہے مثلاً نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائیگی تو تیمم کر کے بخلاف اور نمازدں کے کہ ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز نہین۔

آجکل جنازے کی نماز پڑھنے والے جوتا پہنے ہوے نماز پڑھتے ہیں انکے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر کھڑے ہوے ہوں اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتا پیر سے نکالدیا جائے اور اسپر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے اکثر لوگ اسکا خیال نہین کرتے اور انکی نماز نہیں ہوتی دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جنکو میت سے تعلق ہے وہ چھ ہیں:۔

(۱) میت کا مسلمان ہونا کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں۔مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اسکی نماز صحیح ہے۔سوا اُن لوگوں کے جو بادشاہ برحق سے بغاوت کریں یا ڈاکہ زنی کرتے ہوں بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں اگر بعد لڑائی کے یا اپنی موت سے مرجائیں تو پھر اُنکی نماز پڑھی جائیگی جس شخص نے اپنے ماں یا باپ کو قتل کیا ہو اور اسکی سزا میں وہ مارا جائے تو اسکی بھی نماز نہ پڑھی جائیگی ان لوگوں کی نماز زجراً نہیں پڑھی جاتی صحیح یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہو اُسپر نماز پڑھنا درست ہے جس لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائیگا اور اُسکی نماز پڑھی جائیگی

میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو مرا ہوا لڑکا اگر پیدا ہو تو اُس کی نماز درست نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ)

(۲) میت کا بدن اور کفن نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہو ہاں اگر نجاست حقیقیہ اُسکے بدن سے خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اُسکا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہین نماز درست ہے۔ (ردالمحتار)

اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے طاہر نہ ہو یعنی اُسکو غسل نہ دیا گیا ہو یا درصورت ناممکن ہونے غسل کے تیمم نہ کرایا گیا ہو تو اُسکی نماز درست نہین ہاں اگر اُسکا طاہر کرنا ممکن نہ ہو مثلاً بے غسل یا تیمم کرائے ہوے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اُسکی نماز اسکی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔

اگر کسی میت پر بے غسل یا بے تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے خیال آئے کہ اسکو غسل نہین دیا گیا تھا تو اُسکی نماز دوبارہ اُسکی قبر پر پڑھی جائے اسلئے کہ پہلی نماز صحیح نہین ہوئی ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہین ہے لہذا نماز ہو جائیگی۔ اگر کوئی مسلمان بے نماز پڑھے ہوے دفن کر دیا گیا ہو تو اُسکی نماز اُسکی قبر پر پڑھی جائے جب تک کہ اسکی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہوگی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے۔ (درمختار ردالمحتار)

میت جس جگہ رکھی گئی ہو اُس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں (ردالمحتار فتادی عالمگیریہ)

(۳) میت کے جسم عورت کا پوشیدہ ہونا۔ اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اُسکی نماز درست نہین

(۴) میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا۔ اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز نہ ہوگی۔

(۵) میت کا یا جس چیز پر میت ہو اُسکا زمین پر رکھا ہوا ہونا۔ اگر میت کو لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر اور اسی حالت میں اسکی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

(۴) میت کا وہاں موجود ہونا۔ اگر میت وہاں نہ موجود ہو تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں۔

(۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے بھی جاتی ہے۔

(۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض و واجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بے عذر کے اُنکا بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں۔ اسی طرح یہاں بھی قیام فرض ہے اور بیعذر اسکا ترک جائز نہیں۔ عذر کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ رکوع سجدے قعدے وغیرہ اس نماز میں نہیں ہیں

نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں۔ (۱) اللہ تعالی کی حمد کرنا۔ (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔ (۳) میت کے لئے دعا کرنا۔

جماعت جیسا کہ اور نمازوں کے لئے شرط نہیں ہے ویسا ہی یہاں بھی شرط نہیں ہے اگر۔

ع یہ مذہب حنفیہ اور مالکیہ کا ہے امام احمد اور شافعی رحمتہ اللہ علیہما کے نزدیک میت کا وہاں موجود ہونا شرط نہیں اُنکے نزدیک غائب پر بھی نماز جنازہ درست ہے۔ وہ اپنے استدلال میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ جب نجاشی بادشاہ حبشہ نے انتقال فرمایا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر ہوئی تو آپ نے مدینہ میں اُن پر نماز پڑھی۔ حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اس پر دوسرے کو قیاس نہیں کر سکتے۔ اور واقعی یہ بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔ دیکھیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدیون کے جنازہ کی نماز نہ پڑھتے تھے کیا دوسرے کو بھی ایسا کرنے کا اختیار ہے۔ دوسرا جواب حنفیہ اور مالکیہ کا یہ ہے کہ ممکن ہے کہ نجاشی کا جنازہ آنحضرتؐ کے پیش نظر کر دیا گیا ہو خدا کی قدرت سے صحیح ابن حبان میں ایک حدیث بھی مل گئی جس سے یہ جواب بہت قوی ہو گیا۔ اس حدیث کو علامہ زیلعی نے نصب الرایہ میں نقل کیا ہے عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تمھارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا اُٹھو اُن پر نماز پڑھ لو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور صحابہ بھی آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہوے۔ صحابہ کو یہی معلوم ہوتا تھا کہ نجاشی کا جنازہ آنحضرت صلعم کے سامنے ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نجاشی کا جنازہ حاضر کر دیا گیا تھا حتی کہ صحابہ نے بھی اسکو دیکھا۔ اسکے علاوہ اگر نماز جنازہ غائب پر درست ہوتی تو قرأ صحابہ جن میں حضرت خبیبؓ بھی تھے شہید ہوئے اور حضرت جبرئیل نے آپکو خبر دی تو آپ اُنپر ضرور نماز پڑھتے اسلئے کہ وہ لوگ آپکو نہایت محبوب تھے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم ۱۲

ایک شخص بھی جنازے کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائیگا خواہ وہ عورت ہو یا مرد بالغ ہو یا نابالغ (ردالمحتار) ہاں یہاں جماعت کی زیادہ ضرورت ہے اسلیئے کہ یہ دعا ہے میت کے لئے اور چند مسلمانوں کا جمع ہو کر بارگاہ الٰہی میں کسی چیز کے لئے دعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کے لئے۔ نماز جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھکر امام اُسکے سینے کے محاذی کھڑا ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں۔ اَنْ اُصَلِّیَ صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَ دُعَاءً لِّلْمَیِّتِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھوں جو خدا کی نماز ہے اور میت کیلئے دعا ہے یہ نیت کرکے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اُٹھا کے ایک مرتبہ اللہ اکبر کہکر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں۔ سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُكَ۔ اسکو پڑھکر پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اُٹھائیں بعد اسکے درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اسکو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اس تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کریں اگر بالغ ہو تو یہ دعا پڑھیں۔ عہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اور بعض احادیث میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے۔ عہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ

عہ اے اللہ بخشدے ہمارے زندوں اور مُردوں کو اور انکو جو حاضر ہیں اور اُنکو جو غائب ہیں اور ہمارے چھوٹوں بڑوں کو اور مردوں اور عورتوں کو اے اللہ جسکو زندہ رکھے تو ہم میں سے اُسکو زندہ رکھ اسلام پر اور جسکو موت دے موت دے ایمان پر ۱۲

عہ اے اللہ بخشدے اس میت کو اور رحم فرما اسپر اور معاف فرمادے اسکی خطائیں اور عمدہ سامان کر اسکے اترنے کا اور کرشے اسکی قبر کو اور غسل دے اسکو پانی سے اور برف سے اور اولے سے اور صاف کر اُسکو گناہوں سے جیسے سفید رنگ کا کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور دنیا کے گھر کے عوض میں اسکو اس سے اچھا گھر عنایت فرما اور اسکے اعزا سے بہتر کر وہاں کے لوگوں کو اور اس کی بی بی سے بہتر بی بی اسکو مرحمت فرما اور اسکو بہشت بریں میں داخل فرما اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے اسکو نجات دے ۱۲

وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ ۔ اور اگر ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے بلکہ علامہ شامی نے رد المحتار میں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے ان دعاؤں کے سوا اور دعائیں بھی احادیث میں وارد ہوئی ہیں اور اُن کو ہمارے فقہا نے بھی نقل کیا ہے جس دعا کو چاہے اختیار کرے ۔ اور اگر میت نابالغ ہو تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا جب دعا پڑھ چکیں پھر تو ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں۔ اس نماز میں التحیات اور قرآن مجید کی قرأت وغیرہ نہیں ہے ہاں اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ پہلی تکبیر کے بعد اس نیت سے پڑھے کہ اس میں حق تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے تلاوت کی نیت سے نہ پڑھے تو کچھ مضائقہ نہیں ۔(رد المحتار)

نماز جنازہ مقتدی اور امام دونوں کے حق میں یکساں ہے صرف اسقدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزیں یعنی ثنا اور درود اور دعا مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔

جنازہ کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کر دیجائیں یہانتک کہ اگر صرف سات

عہ اس حدیث میں پانی اور برف اور اولے سے غسل دینے کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ اسکو انواع و اقسام کی طہارتوں سے ظاہر فرما۔ تاکہ پھر کسی گناہ کا اسکا باقی نہ رہے ۱۲۔

عہ اے اللہ اس بچے کو ہمارے لیے فرط کر دے اور اسکو ہمارے لیے ذخیرہ بنا دے اے اللہ اسکو ہمارے لیے سفارش کرنیوالا بنائے اور اسکی سفارش قبول فرما۔ فرط اس جماعت کو کہتے ہیں جو قافلہ سے پہلے منزل پر پہونچکر اسائش کا سامان مہیا کر رکھے مقصود یہ ہے کہ اسکی سفارش ہمارے حق میں قبول فرما اور اسکو ہمارے لئے سفارش کرنے کی اجازت دے ۱۲ عہ اسکے مستحب ہونے کی یہ وجہ ہے کہ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس میت پر تین صفیں نماز پڑھ لیں وہ بخشدیا جاتا ہے ۔ ۱۲ (ابوداؤد)

آدمی ہوں تو ایک آدمی اُن میں سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک۔ (رد المحتار)

جنازہ کی نماز بھی اُن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد آتا ہے صرف اسقدر فرق ہے کہ جنازہ کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی محاذاۃ سے اسمیں فساد نہیں آتا جنازہ کی نماز اُس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنجوقتی نمازوں یا جمعہ و عیدین کی نماز کیلیے بنائی گئی ہو خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا باہر ہاں جو مسجد خاص جنازہ کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو اُس میں مکروہ نہیں۔ (رد المحتار۔ دُر مختار۔ بحر الرائق وغیرہ)

میت کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔ (دُر مختار۔ بحر الرائق وغیرہ) جنازہ کی نماز بیٹھکر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں بشرطیکہ کوئی عذر نہو (در مختار وغیرہ)

اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازہ کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب نمازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اُسوقت چاہیے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے خواہ اس طرح کہ ایک کے آگے ایک رکھدیا جائے کہ ہر ایک کے سر کے پاس دوسرے کے پیر ہوں خواہ اس طرح کہ ایک جنازہ کے سامنے دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور خواہ اس طرح کہ ہر ایک کا سر دوسرے کے شانے کے محاذی ہو۔ ان سب صورتوں میں دوسری صورت بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے محاذی ہو جائیگا جو مسنون ہے اور باقی صورتوں میں امام کو اختیار ہے کہ جس جنازہ کے سامنے چاہے کھڑا ہو مگر بہتر یہ ہے کہ جو شخص سب میں بزرگ ہو اُسکے جنازہ کے سامنے کھڑا ہو۔ (در مختار۔ رد المحتار وغیرہ)

اگر جنازے مختلف اصناف کے ہوں تو اس ترتیب سے انکی صف قائم کی جائے۔ امام کے قریب مردوں کے جنازے اُنکے بعد لڑکوں کے اُنکے بعد مخنثوں کے اُنکے بعد بالغہ عورتوں کے اُنکے بعد نابالغہ لڑکیوں کے (در مختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں ایسے وقت پہونچا کہ کچھ تکبیریں اسکے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جسقدر تکبیریں ہو چکی ہیں اُنکے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائیگا اور اسکو چاہیے کہ فوراً آتے ہوی

مثل اور نمازون کے تکبیر تحریمہ کہکر شریک ہوجائے بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے تو اُسکے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اسکے حق مین تکبیر تحریمہ ہو گی - پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیرون کو ادا کرلے۔

اگر کوئی شخص ایسے وقت پہونچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق مین مسبوق نہ سمجھا جائے گا اور اُس کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہکر شریک ہوجائے اور بعد ختم نماز کے اپنی گئی ہوئی تکبیرون کا اعادہ کرلے۔

اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا اور کسی تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز مین شرکت کیلئے مستعد تھا تو اس کو فوراً تکبیر کہکر شریک نماز ہوجانا چاہیے امام کی دوسری تکبیر کا اسکو انتظار نہ کرنا چاہیے اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اُس تکبیر کا اعادہ اُسکے ذمے نہ ہوگا بشرطیکہ قبل اسکے کہ امام دوسری تکبیر کہے یہ اُس تکبیر کو ادا کرے گو امام کی نیت نہ ہو۔ (بحرالرائق وغیرہ)

جنازے کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیرون کو ادا کرے اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہوگی اور جنازہ اُٹھ جائے گا تو دعا نہ پڑھے۔

جنازے کی نماز مین اگر کوئی شخص لاحق ہوجائے تو اُس کا وہی حکم ہے جو اور نمازون کے لاحق کا ہے - (بحرالرائق)

جنازے کی نماز مین امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہ وقت کو ہے بشرطیکہ مسلمان ہو گو تقوی اور ورع مین اُس سے بہتر لوگ بھی وہان موجود ہون اگر بادشاہ وقت وہان نہ ہو تو اُس کا

ے یہ مذہب قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے انکے نزدیک نماز جنازہ مین بھی جس وقت کوئی شخص ہو پہنچے اُس کو فوراً شریک ہوجانا چاہیئے اور اُس تکبیر کے حق مین وہ مسبوق نہ ہوگا اور امام صاحبؒ اور امام محمد صاحب کے نزدیک چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آئے وہ نماز مین شریک ہی نہین ہوسکتا اس لیے کہ جنازے کی نماز چوتھی تکبیر سے ختم ہوجاتی ہے - لیکن اس مسئلے مین امام ابو یوسف کے قول پر فتوے ہے اگرچہ بعض علما نے اس مسئلے مین بھی امام صاحب کے موافق فتوے دیا ہے علامہ شامی نے اس مقام کو شرح درمختار مین بہت صاف لکھا ہے صاحب بحرالرائق نے اس مقام کو اچھا نہین لکھا انکی عبارت سے جو شکوک پیدا ہوتے ہین وہ بھی شامی سے دور ہوجاتے ہین واللہ اعلم ۱۲

نائب یعنی جو شخص اُسکی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق امامت ہے گو ورع اور تقوی مین اُس سے افضل لوگ وہان موجود ہون وہ بھی نہ ہو تو قاضی شہر وہ بھی نہ ہو تو اُس کا نائب۔

ان لوگون کے ہوتے ہوے دوسرے کا امام بنانا جائز نہین[1] انھین کا امام بنانا واجب ہے اگر یہ لوگ وہان موجود نہ ہون تو اُس محلہ کا امام مستحق ہے بشرطیکہ میت کے اعزا مین کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو ورنہ میت کے وہ اعزا جنکو حق ولایت[2] حاصل ہے امامت کے مستحق ہین یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دین اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جس کو امامت کا استحقاق نہین تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے حتی کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اُسکی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے تا وقتیکہ نعش پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔

اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جس کو امامت کا استحقاق ہے تو پھر ولی میت نماز کا اعادہ نہین کرسکتا اسی طرح اگر ولی میت نے بحالت نہ موجود ہونے بادشاہِ وقت وغیرہ کے نماز پڑھادی ہو تو بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہین ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر ولی میت بحالت موجود ہونے بادشاہِ وقت وغیرہ کے نماز پڑھ لے تب بھی بادشاہِ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہ ہوگا گو ایسی حالت مین بادشاہِ وقت کے امام نہ بنانے سے ترک واجب کا گناہ اولیاے میت پر ہوگا (ردالمحتار)

حاصل یہ کہ ایک جنازے کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہین مگر ولی میت کو بشرطیکہ اسکے بے اجازت کسی غیر مستحق نے نماز پڑھادی ہو۔

دفن کے مسائل

میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اُس کا غسل اور نماز۔

---

[1] اسکی وجہ سے جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ شہید ہوے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے سعید ابن عاص کو جو حاکم مدینہ تھے امام بنایا اگرچہ وہ خود ورع اور تقوی مین سعید سے بدرجہا افضل تھے چنانچہ خود بھی اُنھون نے سعید سے فرمایا کہ اگر یہ طریقہ اسلام کا نہوتا تو مین ہرگز تم کو امام نہ بناتا ۱۲

[2] وہ اعزا میت کے جنکو حق ولایت حاصل ہے کتاب النکاح مین بیان کئے جاینگے انشاء اللہ تعالی ۱۲

جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لئے جہان قبر کھدی ہو لیجانا چاہیئے

اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اُس سے کچھ بڑا ہو تو لوگون کو چاہیئے کہ اس کو دست بدست لے جائین یعنی ایک آدمی اُس کو اپنے دونون ہاتھون پر اُٹھالے پھر اُس سے دوسرا آدمی لے لے اسی طرح بدلتے ہوئے لیجائین۔ اور اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اُس کو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھکر لیجائین اور اُسکے چارون پایون کو ایک ایک آدمی اٹھائے میت کی چارپائی ہاتھون سے اُٹھاکر شانون پر رکھنا چاہیے۔ مثل مال اسباب کے شانون پہ لادنا مکروہ ہے۔ اسی طرح اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھکر لے جانا بھی مکروہ ہے۔

میت کے اُٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اُسکا اگلا داہنا پایہ اپنے داہنے شانے پر رکھکر کم سے کم دس قدم چلے بعد اسکے پچھلا داہنا پایہ داہنے شانے پر رکھکر کم سے کم دس قدم چلے اسکے بعد اگلا بایان پایہ اپنے بائین شانے پر رکھکر پھر پچھلا بایان پایہ بائین شانے پر رکھکر کم سے کم دس قدم چلے تاکہ چارون پایون کو ملاکر چالیس[عہ] قدم ہو جائین۔

جنازے کا تیز قدم لیجانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت و اضطراب ہونے لگے (رد المحتار)

جو لوگ جنازے کے ہمراہ جائین انکو قبل اسکے کہ جنازہ شانون سے اتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے ہان اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہین (رد المحتار وغیرہ)

جو لوگ جنازے کے ساتھ نہ ہون بلکہ کہین بیٹھے ہوئے ہون اُن کو جنازے کو دیکھکر کھڑا ہو جانا نہ چاہیے[عہ]۔ (رد المحتار۔ در مختار وغیرہ)

جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہون اُنکو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے اگرچہ جنازے کے آگے چلنا بھی جائز ہے ہان اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائین تو مکروہ ہے اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر بھی چلنا مکروہ ہے (رد المحتار وغیرہ)

عہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص جنازے کو اٹھاکر چالیس قدم چلے اُسکے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہین ۱۲ (شامی زیلعی)

عہ کتب احادیث مین مروی ہے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کو دیکھکر کھڑے ہو جایا کرتے تھے مگر اخیر مین آپنے اس کو ترک کر دیا اور یہ فعل منسوخ ہو گیا۔ (صحیح مسلم وغیرہ)

جنازے کے ہمراہ پیادہ پا چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر، تو جنازے کے پیچھے چلے (در مختار وغیرہ)

جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہون اُنکو کوئی دعایا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے (در مختار وغیرہ)[1]

میت کی قبر کم سے کم اُسکے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور موافق اُسکے قد کے لمبی ہو اور بغلی قبر[2] بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے ہان اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے مین قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی نہ کھودی جائے (بحر الرائق وغیرہ)

یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق مین رکھکر دفن کرین خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اُس صندوق مین مٹی بچھا دی جائے (بحر الرائق در مختار وغیرہ)

جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلے کی طرف سے قبر مین اتار دین[3] اُسکی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو اُٹھا کر قبر مین رکھدین قبر مین اُتارنے والون کا طاق یا جفت ہونا مسنون[4] نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکی قبر مقدس مین چار آدمیون نے اُتارا تھا۔ (رد المحتار)

قبر مین رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے۔

---

[1] حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ برا جانتے تھے اس کو کہ جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہون وہ بلند آواز سے کہین کہ اللہ تمھاری میت کو بخش دے۔ یہ روایت لکھکر علامہ شامی رد المحتار مین لکھتے ہین کہ جبکہ بلند آواز سے دعا اور ذکر کا یہ حال ہے تو میت کے ہمراہ گانے کا کیا حال ہو گا جو آج کل ہمارے شہرون مین رائج ہے ۱۲

[2] بغلی قبر بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ قبر کھودی جائے اور بعد اُسکے قبلہ کی جانب ایک گڑھا اور کھودا جائے جسمین جنازہ رکھا جائے اور صندوقی کا یہ طریقہ ہے کہ بیچ مین گڑھا کھودا جائے اور اسمین میت رکھی جائے ۱۲ (در مختار)

[3] یہ مذہب حنفیہ کا ہے شافعیہ کے نزدیک میت قبر کے پائینتی رکھی جائے اور اُسکا سر اٹھا کر کھینچتے ہوے قبر کے اندر لیجا کر رکھدین ۱۲

[4] یہ مذہب حنفیہ کا ہے۔ شافعیہ کے نزدیک طاق عدد مسنون ہین ۱۲

میت کو قبر مین رکھکر داہنے پہلو پر اُسکو قبلہ رو کر دینا مسنونؔ ہے۔ (ردالمحتار)

قبر مین رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کھُل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔ (بحرالرائق وغیرہ)

بعد اسکے کچی کوٹھیونؔ یا نرکل سے اُسکو بند کر دین پختہ کوٹھیون یا لکڑی کے تختون سے بند کرنا مکروہ ہے ہان جہان زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو پختہ کوٹھیان یا لکڑی کے تختے رکھدینا بھی جائز ہے۔ (در مختار وغیرہ)

عورت اور مخنث کو قبر مین رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔ (ردالمحتار)

مَردون کے دفن کے وقت قبر پر پردہ نہ کرنا چاہیئے ہان اگر عذر ہو مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

جب میت کو قبر مین رکھ چکین تو جسقدر مٹی اسکی قبر سے نکلی ہو وہ سب اُسپر ڈال دین اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے بشرطیکہ بہت زیادہ ہو کر قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے اگر اس سے کم رہے تو پھر مکروہ نہین۔ (ردالمحتار)

قبر مین مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے دونون ہاتھون مین مٹی بھر کر قبر مین ڈال دے اور پہلی مرتبہ پڑھےؔ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری مرتبہ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔ (ردالمحتار)

ؔ قبلہ رو کر دینے کو صاحب درمختار وغیرہ نے واجب لکھا ہے اس وجہ سے کہ صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا حکم فرمایا مگر علامہ شامی نے لکھا ہے کہ یہ مضمون کسی حدیث مین علما کو نہین ملا پھر انھون نے تحفہ سے جو فقہ شافعی کی کتاب ہے اسکا مسنون ہونا نقل کیا اور انکا میلان بھی اسکے مسنون ہونے کی طرف انکی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے اس لیے ہمنے اسکو مسنون لکھا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

ؔ کوٹھی ایک قسم کی اینٹ کو کہتے ہین لیکن یہ اینٹ عمارت کی اینٹون سے زیادہ لمبی ہوتی ہے ۱۲

ؔ یہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ معنی اسکے یہ ہین کہ اسی (زمین) سے ہمنے تم کو پیدا کیا اور اسی مین لیجاٹین گے ہم تم کو اور اسی سے پھر دوبارہ تم کو نکالین گے ۱۲

بعد دفن کے تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا اور میت کیلئے دعاے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھکر اُسکا ثواب اُس کو پہونچانا مستحب ہے (درمختار وغیرہ)

بعد مٹی ڈال چکنے کے قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)۔

کسی میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن کرنا نہ چاہیئے اس لیئے کہ یہ بات انبیار علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ (درمختار وغیرہ)

قبر کا مربع بنانا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ اُٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جائے اسکی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہیئے۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

قبر پر گچ کرنا یا اُسپر مٹی لگانا مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

ع نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فراغت پاتے تو تھوڑی دیر اُسکی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیے دعاے مغفرت کرو اور اللہ سے سوال کرو کہ اس کو ایمان پر قائم رکھے اس لیے کہ اس وقت اس سے سوال ہو رہا ہے (ابوداؤد)

ع نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا تھا اور بھی بعض صحابہ کی قبروں پر پانی چھڑکنے کا حکم دیا تھا جیسا کہ کتب احادیث سے ظاہر ہے ۱۲

ع یہ مذہب حنفیہ کا ہے امام شافعیؒ کے نزدیک مربع بنانا بہتر ہے مگر احادیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کو مربع نہین بیان کیا گیا بلکہ مثل کوہان شتر کے ۱۲

لع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ جو قبر بلند دیکھو اُسکو زمین کے برابر کردو (ترمذی) اور بھی یہ مضمون متعدد صحابہ سے منقول ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے رفیق حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبر بھی بلند نہین ہے ۱۲

ع مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا قبرون پر گچ کرنے سے اور اُنپر لکھنے سے اور اُن پر عمارت بنانے سے اور مٹی لگانے سے مضامین اس حدیث کے ان تمام کتابون مین کچھ کسی مین کچھ کسی مین مروی ہین شیخ الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت مین جہان صاحب سفر السعادت نے ان امور کی ممانعت لکھی ہے۔ فرماتے ہین کہ جو کچھ مصنف نے

بعد دفن کر چکنے کے قبر پر کوئی عمارت[عـ] مثل گنبد یا قبے وغیرہ کے بنانا بغرض زینت حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

میت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو ورنہ[عـہ] جائز نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ)

شہید کے احکام

اگرچہ شہید بھی بظاہر میت ہے مگر عام موتی کے سب احکام اُسمیں جاری نہیں ہو سکتے اور فضائل بھی اُسکے بہت ہیں اس لیے اُسکے احکام علیحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۲ - ذکر کیا ہے سب حق ہے اور صحیح احادیث میں یہ مضامین وارد ہوئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں یہی طریقہ تھا مگر اخیر زمانے میں لوگوں نے اس مصلحت سے کہ مشائخ اور علما کی قدر ومنزلت لوگوں کی نظروں میں رہے بزرگوں کی قبروں میں یہ تکلفات شروع کر دیے خصوصاً ہندوستان میں کفار کے مرعوب کرنے کی مصلحت بھی مد نظر تھی۔ مگر اصل یہ ہے کہ جب صحیح احادیث میں ان چیزوں کی صاف ممانعت آچکی اور اسکی کوئی علت خاص بیان کی گئی نہ معلوم ہوتی ہو تو پھر ان کے مقابلے میں یہ مصلحتیں کیا کام دے سکتی ہیں۔ اخیر میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھدیا کہ اگر جہال وعوام کوئی بات کریں تو یقین ہے کہ بزرگوں کی روح اس سے ہرگز خوش نہ ہو گی۔ ان بزرگوں کی دیانت اور کمال اسی کو مقتضی ہے واللہ اعلم ۱۲

[عـہ] جو احادیث کہ اوپر کے حاشیہ میں نقل کی گئیں اُن سے قبر پر عمارت بنانے کی ممانعت ظاہر ہو رہی ہے ۱۲

[عـہ] اگرچہ اس حدیث سابق سے لکھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے مگر چونکہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کو آپنے دفن کیا تھا تو ایک پتھر اُنکی قبر پر آپ نے رکھدیا اور فرمایا کہ یہ اس لیے کہ اس قبر کو پہچان رہے اور میں اپنے اعزا کو اسکے قریب دفن کروں اور پھر آپ نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم کو وہیں دفن کیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ قبر پر علامت بنانا جائز ہے مگر ضرورت کے وقت اور وہ حدیث جسمیں لکھنے کی ممانعت ہے اُسوقت کے لیے ہے جب ضرورت نہ ہو ۱۲

شہید کے اقسام احادیث مین بہت وارد ہوئے ہین بعض علمأ نے اُن اقسام کے جمع کرنے کے لیئے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہین مگر یہان ہم کو شہید کے جو احکام بیان کرنا مقصود ہین وہ اُس شہید کے ساتھ خاص ہین جسمین یہ چند شرطین پائی جائین۔

(۱) مسلمان ہو۔ غیر اہل اسلام کے لیے کسی قسم کی شہادت ثابت نہین ہوسکتی۔

(۲) مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا۔ جو شخص حالت جنون وغیرہ مین مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت مین تو اُسکے لیے شہادت کے وہ احکام جنکا ذکر ہم آگے کرینگے ثابت نہ ہونگے۔

(۳) حدثِ اکبر سے پاک ہونا۔ اگر کوئی شخص حالت جنابت یا حیض و نفاس مین شہید ہوجائے تو اُس کے لئے بھی شہیدؔ کے وہ احکام ثابت نہ ہون گے۔

(۴) بے گناہ مقتول ہونا۔ اگر کوئی شخص بے گناہ نہ مقتول ہوا ہو بلکہ کسی جُرم شرعی کی سزا مین

ع۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ لکھا ہے اَبْوَابُ السَّعَادَةِ فِی اَسْبَابِ الشَّهَادَةِ اسمین شہید کے تمام وہ اقسام جمع کئے ہین جنکی نسبت احادیث وارد ہوئی ہین (۱) منجملہ انکے وہ شخص ہے جو جہاد مین مارا جائے اور یہ اعلیٰ درجہ کا شہید ہے اور شہید کے لفظ سے اکثر یہی قسم مراد ہوتی ہے (۲) جو مرض طاعون مین مرے یا زمانۂ طاعون مین کسی اور مرض سے مرجائے (۳) وہ شخص جو پیٹ کی بیماری مین مرے مثلاً دستون کے سبب سے یا درد شکم یا استسقا وغیرہ سے یا عورت نفاس وغیرہ کی خرابیون سے (۴) جو ڈوب کر مرے (۵) ذات الجنب سے جو شخص مرے۔ (۶) جو شخص جمعہ کے دن یا اُسکی رات مین مرے (۷) جو شخص جل کر مرجائے (۸) جو شخص گر کر مرے (۹) جو شخص شہادت کی تمنا دل مین رکھتا ہو مگر کسی وجہ سے اتفاق نہ ہو (۱۰) مرض سل مین جس کا انتقال ہو (۱۱) حالتِ سفر مین جسکی جان نکلے (۱۲) بخار کے مرض مین جو انتقال کرے (۱۳) سانپ کے کاٹنے سے جس کا انتقال ہو۔ (۱۴) اپنے مال یا اولاد کی حفاظت مین مقتول ہو۔ یا بے گناہ قید کیا گیا ہو اور جیل مین اُس کا انتقال ہوجائے (۱۵) کسی پر عاشق ہو اور اُسی حالت مین مرجائے بشرطیکہ کوئی امر خلاف شریعت اُس سے صادر نہ ہو۔ حالت طلب علم مین جو شخص مرجاے جو شخص روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے ۱۲ ع۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک برگزیدہ صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حالتِ جنابت مین شہید ہوئے تھے اُنکو فرشتون نے غسل دیا تھا انکا قصہ احادیث مین مذکور ہے ۱۲

مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو بلکہ یون ہی مرگیا ہو تو اُس کے لیے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہون گے -

(۵) اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلۂ جارحہ[ع] سے مارا گیا ہو اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے بذریعہ آلۂ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے تو اُسپر شہید کے احکام جاری نہ ہونگے - اور اگر کوئی شخص حربی کافرون یا باغیون یا ڈاکزنون کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا اُن کے معرکۂ جنگ مین مقتول ملے تو اُسمین آلۂ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہین حتی کہ اگر کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ مارین اور مرجائے تو شہید کے احکام اسپر جاری ہو جائین گے بلکہ یہ بھی شرط نہین کہ وہ لوگ خود مرتکب قتل ہوئے ہون بلکہ اگر وہ سبب قتل بھی ہوئے ہون یعنی انسے وہ امور وقوع مین آئین جو باعث قتل ہو جائین تب بھی شہید کے احکام جاری ہو جائین گے -

مثال (۱) کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روند ڈالا (۲) کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا اُس جانور کو حربی وغیرہ نے بھگایا جسکی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گر کر مرگیا (۳) کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز مین آگ لگا دی جس سے کوئی جلکر مرگیا (بحر الرائق وغیرہ)

(۶) اس قتل کی سزا مین ابتداءً شریعت کیطرف سے کوئی مالی عوض نہ مقرر ہو بلکہ قصاص اگر مالی عوض مقرر ہوگا تب بھی اُس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہونگے **مثال** (۱) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلۂ جارحہ سے قتل کردے (۲) کوئی مسلمان کسی کو آلۂ جارحہ سے قتل کرے مگر خطاءً مثلاً کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر رہا ہو اور وہ کسی انسان کے لگ جائے (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوا معرکۂ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اسکا معلوم نہو - ان سب صورتون مین چونکہ اس قتل کے عوض مین مال واجب ہوتا ہے قصاص نہین واجب ہوتا اس لیے یہان شہید کے احکام جاری ہی نہونگے - مالی عوض کے مقید ہونے مین ابتداءً کی قید اسوجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداءً قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہوکر اُسکے بدلے مین مال واجب ہوا ہو تو

[ع] آلۂ جارحہ سے مراد وہ آلہ ہے جسمین کاٹنے کی قوت ہو جیسے تلوار، چاقو، چھری یا اور کوئی باڑھدار چیز - خواہ لوہے کی ہو یا نہ ہو مثلاً اگر کوئی شخص کسی بانس کے ٹکڑے یا ناخون کی نوک سے ذبح کر ڈالا جائے تو اسپر بھی شہید کے احکام جاری ہو جائین گے ۱۲

وہاں شہید کے احکام جاری ہو جائینگے مثال (۱) کسی حربی کافر نے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو اگر اس مسلمان کے وارثوں نے اور اس کافر نے کچھ مال کے عوض مین صلح ہو گئی ہو تو اس صورت مین چونکہ ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتداءً مین واجب نہین ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے اس لئے یہان شہید کے احکام جاری ہو جائینگے (۲) کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلۂ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت مین ابتداءً قصاص ہی واجب تھا مال ابتداءً نہین واجب ہوا بلکہ باپ کے احترام و عظمت کیوجہ سے قصاص معاف ہو کر اسکے بدلہ مین مال واجب ہوا ہے لہذا یہان بھی شہید کے احکام جاری ہو جائینگے۔

(۷) بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امور راحت و زندگی کے مثل کھانے پینے سونے دوا کرنے خرید و فروخت وغیرہ کے اس سے وقوع مین نہ آئین اور نہ بقدار وقت ایک نماز کے اسکی زندگی حالت ہوش و حواس مین گذرے اور نہ اس کو حالت ہوش مین معرکہ سے اٹھا کر لائین ہان اگر جانورون کے پامال کرنے کے خوف سے اٹھا لائین تو کچھ حرج نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام مین داخل نہ ہوگا اس لیے کہ زیادہ کلام کرنا زندون کی شان سے ہے اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیاوی معاملے مین ہو تو شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملہ مین ہے تو خارج نہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص معرکۂ جنگ مین شہید ہوا اور اس سے یہ باتین صادر ہون تو اگر معرکۂ جنگ کے بعد صادر ہونگی تو شہید کے احکام سے خارج ہو جائے گا ورنہ نہین۔

جس شہید مین یہ سب شرائط پائے جائین اُسکا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اُسکا خون

ع شہید کے یہ دونون حکم صحیح احادیث سے ثابت ہین جنگ احد مین جو صحابہ شہید ہوئے تھے اُن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بے غسل کے دفن کرنے کا حکم دیا تھا اور جن کپڑون کو پہنے تھے اُنہین مین اُن کے دفن کا حکم فرمایا تھا اور اُنپر نماز پڑھنا متعدد احادیث سے ثابت ہے اگرچہ ہر ہر حدیث ضعیف بھی ہو مگر مجموعہ اُن سب کا حسب اصول حدیث حسن ضرور ہے۔ اور صحیح بخاری کی نماز پڑھنے کی روایت پر مثبت و نافی کے قاعدے سے اسی کو ترجیح ہے باقی رہے یہ شرائط انکی وجہ یہ ہے کہ میت کو غسل نہ دینا اور کفن نہ پہنانا خلاف قیاس ہے اور جو حکم خلاف قیاس ہوتا ہے وہ اُنھین خصوصیات مین منحصر رہتا ہے اور یہ حکم شہداے احد کے بارے مین صادر ہوا تھا لہذا انکے حالات اور خصوصیات کا لحاظ کر کے ان شرائط کا اعتبار کیا گیا ۱۲ (رد المحتار)

اُسکے جسم سے زائل نہ کیا جائے اُسی طرح اسکو دفن کردین دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہو اُن کپڑون کو اُسکے جسم سے نہ اُتارین ہان اگر اُسکے کپڑے کفن مسنون سے کم ہون توحد مسنون کے پورا کرنے کے لئے اور کپڑون کا زیادہ کردینا جائز ہے اسی طرح اگر اُسکے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہون تو زائد کپڑون کا اُتار لینا بھی جائز ہے اور اگر اُسکے جسم پر ایسے کپڑے ہون جنمین کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو اُنکو بھی اُتار لینا چاہیے ہان اگر ایسے کپڑون کے سوا اُسکے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اُتارنا چاہیے۔ ٹوپی، جوتہ، موزہ، ہتھیار وغیرہ ہر حال مین اُتار لیا جائے گا۔ اور باقی سب احکام جو اور موتی کے لئے ہین مثل نماز وغیرہ کے وہ سب ان کے حق مین بھی جاری ہون گے۔

اگر کسی شہید مین ان شرائط مین سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اُس کو غسل بھی دیا جائیگا اور نیا کفن بھی پہنایا جائے گا۔

متفرق مسائل

(۱) اگر میت کو قبر مین قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے اور بعد دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کا خیال آئے تو پھر قبلہ رو کرنے کیلئے اُسکی قبر کھولنا جائز نہین ہان اگر صرف کوٹھی رکھی گئی ہون مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو وہان کوٹھیان اُٹھا کر اُس کو قبلہ رو کردینا چاہیے۔

(۲) عورتون کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے (درمختار وغیرہ)

(۳) رونے والی عورتون کا یا بیان کرنیوالون کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے (درمختار وغیرہ)

(۴) میت کو قبر مین رکھتے وقت اذان کہنا مکروہ نہین بدعت ہے (رد المحتار)

(۵) اگر امام جنازے کی نماز مین چار تکبیر سے زیادہ کہے تو حنفی مقتدیون کو چاہیئے کہ اُن زائد تکبیرون مین امام کا اتباع نہ کرین بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑے رہین جب امام سلام پھیرے تو خود بھی پھیردین ہان اگر یہ زائد تکبیرین امام سے نہ سنی جائین بلکہ مکبر[ع] سے تو مقتدیون کو

ع جب جماعت زیادہ ہوجاتی ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ امام کی تکبیرون کی آواز اخیر صفون تک نہ پہونچ سکے گی تو درمیان مین ایک دو شخص حسب ضرورت مقرر کردے جاتے ہین کہ امام کی تکبیر سنکر بلند آواز سے تکبیر کہدین تاکہ وہ مقتدی جو امام سے دور ہین اُنکی تکبیر کو سُنکر ارکان نماز کے ادا کرنے مین غلطی نہ کرین اسی تکبیر کہنے والے کو مکبر کہتے ہین ۱۲

چاہیئے کہ اتباع کرین اور ہر تکبیر کو تکبیر تحریمہ سمجھین یہ خیال کرکے کہ شاید اس سے پہلے جو چار تکبیرین مکبر نقل کرچکا ہے وہ غلط ہون امام نے اب تکبیر تحریمہ کی ہو۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۶) اگر کوئی شخص کشتی پر مر جائے اور زمین وہان سے اسقدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہوجانیکا خوف ہو تو اسوقت چاہیے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کرکے اسکو دریا مین ڈال دین اور اگر زمین اسقدر دور نہ ہو تو اُس نعش کو رکھ چھوڑین اور زمین مین دفن کردین (درمختار وغیرہ)

(۷) اگر کسی شخص کو نماز جنازہ کی وہ دعا جو منقول ہے یاد نہو تو اسکو صرف اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کہدینا کافی ہے۔ اگر یہ بھی نہو سکے اور صرف چار تکبیرون پر اکتفا کی جائے تب بھی نماز ہوجائے گی اس لیے کہ یہ دعا فرض نہین بلکہ مسنون ہے اور اسی طرح درود شریف بھی فرض نہین ہے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

(۸) جب قبر مین مٹی پڑچکے تو اسکے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہین ہان اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہے۔ **مثال** (۱) جس زمین مین اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اسکے دفن پر راضی نہ ہو (۲) کسی شخص کا مال قبر مین[عہ] رہ گیا ہو۔

(۹) اگر کوئی عورت مرجائے اور اسکے پیٹ مین زندہ بچہ ہو تو اُسکا پیٹ چاک کرکے وہ بچہ نکال لیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مر جائے تو وہ مال اُس کا پیٹ چاک کرکے نکال لیا جائے۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۰) قبل دفن کے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام مین دفن کرنے کے لئے لیجانا خلاف اولیٰ ہے بشرطیکہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہو اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہین

عہ ترجمہ اے اللہ بخش دے تمام مسلمان مردون اور عورتون کو ۱۲

عہ ایک صحابی کی انگوٹھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس مین رہ گئی تھی بعد دفن کے اور مٹی ڈال چکنے کے اُن کو خیال آیا اور باتفاق صحابہ قبر کھول کر وہ اندر گئے اور انگوٹھی نکال لائے۔ اصل مقصود انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تھی چنانچہ وہ اکثر فخر کیا کرتے تھے کہ مین تم سب سے زیادہ تر قریب العہد ہون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ۱۲

اور بعد دفن کے نعش کھود کر لیجانا تو ہر حال مین ناجائز ہے۔

(۱۱) میت کی تعریف کرنا خواہ نظم مین ہو یا نثر مین جائز ہے بشرطیکہ تعریف مین کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو۔ وہ تعریفین نہ بیان کی جائین جو اُس مین نہ ہون۔ اسی تعریف کرنے کو ہمارے عرف مین مرثیہ کہتے ہین۔

(۱۲) میت کے اعزا کو تسکین و تسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اُسکا ثواب اُنکو سناکر اُن کو صبر پر رغبت دلانا اور اُنکے اور نیز اُس میت کیلئے دعا کرنا جائز ہے۔ اسی کو تعزیت کہتے ہین۔عـــہ تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر تعزیت کرنیوالا یا میت کے اعزا سفر مین ہون اور تین دن کے بعد آئین تو اس صورت مین بعد تین دن کے بھی تعزیت مکروہ نہین۔ جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اُس کو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

(۱۳) اپنے لئے کفن کا تیار کر رکھنا مکروہ نہین قبر کا تیار کر رکھنا مکروہ ہے۔عـــہ (در مختار)

(۱۴) میت کے کفن پر کوئی دعا مثل عہد نامہ وغیرہ کے لکھنا یا اُسکے سینے پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور پیشانی پر انگلی سے بغیر روشنائی کے کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھنا جائز ہے مگر کسی حدیثِ صحیح سے اسکا ثبوت نہین اس لئے اسکے مسنون یا مستحب ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہیئے۔

عـــہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی کسی مصیبت رسیدہ کی تعزیت کرے اللہ تعالے اُسکو بھی اُسی قدر ثواب عنایت فرماتا ہے جس قدر اُس مصیبت رسیدہ کو۔ تعزیت کے وقت مین ان کلمات کا کہنا منقول ہے اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ ترجمہ اللہ تعالے تیرا اجر زیادہ کرے اور تجھے عمدہ صبر عطا فرمائے اور تیری میت کو بخشدے ۱۲ (ردالمختار)

عـــہ کفن کا تیار کر رکھنا اس وجہ سے مکروہ نہین کہ اسکی حاجت یقینی ہے بخلاف قبر کے اس لیے کہ یہ معلوم نہین کسی کو کہ کہان مرے گا اور کس طرح موت آئے گی شاید دریا کے سفر مین موت آجائے اور قبر کی حاجت ہی نہ پڑے۔ یا خشکی مین مرے مگر جہان قبر تیار کرائی ہے وہان نہ موت آئے بلکہ دوسری جگہ ۱۲

(۱۵) قبر پر کوئی سبز شاخ رکھدینا مستحب ہے[1] اور اگر اسکے قریب کوئی درخت وغیرہ نکل آیا ہو تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔ (رد المحتار)

(۱۶) ایک قبر مین ایک سے زیادہ نعش کو دفن کرنا نہ چاہیئے مگر بوقت ضرورت جائز ہے پھر اگر سب مرد ہی مرد ہون توجواُن سب مین افضل ہو اُسکو پہلے رکھین اسکے بعد درجہ بدرجہ رکھدین اور اگر کچھ مرد ہون کچھ عورتین تو مردونکو پہلے رکھین انکے بعد عورتون کو۔ (فتاوی عالمگیریہ)

ایصال ثواب کے مسائل

چونکہ ایصال ثواب کے طریقون مین آجکل بہت نامشروع کامون اور رسم ورواج کی آمیزش ہوگئی ہے حتیٰ کہ اکثر لوگونکو اُن امور کے مسنون ومشروع ہونے کا خیال ہے جو بالکل ناجائز ہین اور اس سے طرح طرح کی خرابیان واقع ہورہی ہین۔

یہ خرابی کیا کم ہے کہ ایک ایسا فعل امور دین مین سمجھ لیا جائے اور عام طور پر اُسکا التزام کرلیا جائے جو اصول شریعت سے ثابت نہو جسکی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماگئے ہون کہ جو ایسا کام دین مین نکالا جائے وہ مردود ہے اور گمراہی کا سبب ہے۔

یہ خرابی کیا کم ہے کہ عورتون کے رسم رواج اور جاہلون کے افعال سنت سمجھ لیئے جائین اور مثل سنت رسول اللہ کے اُنپر عمل ہونے لگے اور بدعت سے اجتناب (احتراز) کی جس قدر سخت تاکیدین شریعت مین وارد ہوئی ہین وہ سب بالائے طاق رکھدی جائین۔

ان وجوہ سے مناسب معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کے کچھ مسائل اور اسکا مشروع طریقہ بیان کردیا جائے

---

[1] حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبرون پر ایک تازی شاخ کے دو حصے کرکے رکھدیے اور فرمایا کہ جبتک یہ خشک نہون گی اُس وقت تک اس میت پر عذاب کی تخفیف رہیگی بعض مالکیہ کا قول ہے کہ یہ تخفیف عذاب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے ہوئی تازی شاخ کی تسبیح وغیرہ کو اس مین دخل نہین ہر شخص کے رکھنے سے یہ بات حاصل نہین ہوسکتی مگر یہ قول بے دلیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بے دلیل کے ثابت نہین ہوسکتا ۱۲ (رد المحتار)

جس کو دیکھکر ناظرین خود سمجھ لینگے کہ اسکے سوا اور باتین جو اس زمانے مین ایجاد کر لی گئی ہین سب غیر مشروع ہین بلکہ بعض بعض غیر مشروع باتون کا بھی ذکر کر دیا جائیگا۔

تمام اُن نامشروع چیزون کا ذکر کرنا جو اس زمانہ مین رائج ہین اگرچہ مفید تھا مگر ہمارے امکان مین نہین اس لیے کہ ہر ملک مین جداگانہ رسم و رواج وہان کے لوگون نے جاری کر رکھے ہین خود ہندوستان ہی کے مختلف مقامات مین مختلف رسوم جاری ہین اُن سب پر ہمکو اطلاع نہین۔ اس بیان مین ہم زیادہ طول دینا بوجہ اس کے کہ یہ مسئلہ اس فن کا نہین ہے مناسب نہین سمجھتے یہان ہم سب سے پہلے بدعت کی تعریف لکھتے ہین۔

مسئلہ حسب تصریح علمائے محققین بدعت کے دو معنی ہین ایک لغوی دوسرے اصطلاحی شرعی۔ لغت مین بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہین خواہ عبادات کی قسم سے ہو یا عادات کی اس معنی کے اعتبار سے ہر چیز کو اُسکے ماسبق کے اعتبار سے بدعت کہہ سکتے ہین دین اسلام کو باعتبار دین عیسوی کے بدعت کہا جا سکتا ہے۔ اسی اعتبار سے حضرت فاروق رضؓ نے تراویح کی جماعت خاصہ کو بدعت فرمایا اور اسی لحاظ سے فقہاء نے بدعت کی پانچ قسمین کی ہین۔ بدعت واجبہ، بدعت مستحبہ، بدعت مباحہ، بدعت مکروہہ، بدعت محرمہ۔ اور اصطلاح شریعت مین بدعت اُس چیز کو کہتے ہین جو امور دینیہ سے سمجھی جائے اور کسی دلیل شرعی سے اُسکا ثبوت نہو نہ کتاب اللہ سے نہ احادیث سے نہ اجماعِ مجتہدین سے نہ قیاس شرعی سے اس معنی کے لحاظ سے بدعت کی کوئی قسم سوا مذموم کے نہین ہو سکتی اور اسی معنی کے اعتبار سے حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ جب بدعت کی تعریف معلوم ہو چکی تو ہر مسلمان کو یہ امر ضروری ہوا کہ جب کوئی کام دین کا کرے تو یہ پہلے تحقیق کر لے کہ اس کام کا ثبوت کسی شرعی دلیل سے ہوتا ہے یا نہین۔ اگر نہ ہوتا ہو تو گو وہ کام اپنی طبیعت کو کیسا ہی اچھا معلوم ہو اور کتنے بڑے بڑے لوگون نے اُس کام کو کیا ہو مگر اُسکے کرنے سے سخت اجتناب کرے ورنہ اس وعید شدید کا مستحق ہوگا جو صحیح احادیث مین وارد ہوئی ہین۔

مسئلہ اہل سنت کا اس امر پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اعمال و عبادات کا ثواب

ع امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو نہین پہونچتا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت مشہور ہے مگر متاخرین شافعیہ کی تحقیق مین ہمارا ہی مذہب مقبول ہوا ہے ۱۲ (رد المحتار)

خواہ مالی ہوں جیسے صدقہ وغیرہ یا بدنی جیسے نماز روزہ قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کسی دوسرے کو دیدے تو حق جل شانہ محض اپنے فضل سے ان عبادات کا ثواب اُسکو پہونچا دیتا ہے۔ ہاںؔ اسمین اختلاف ہے کہ فرائض کا ثواب بھی دوسرے کو پہونچ سکتا ہے یا صرف نوافل کا اور اسمین بھی اختلاف ہے کہ زندون کو بھی یہ ثواب پہونچ سکتا ہے یا صرف مُردون کو۔

فائدہ۔ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب پہونچانے کو ہمارے عرف مین فاتحہؔ کہتے ہین۔

مسئلہ۔ صحیح یہ ہے کہ جسوقت جو عبادت کی جائے اُسکے ساتھ ہی دوسرے کو اُسکا ثواب دینے کی نیت شرط نہین حتی کہ اگر بعد اُس عبادت کے بھی کسی دوسرے کو اسکے دینے کی نیت کرلی جائے تب بھی جائز ہے اور اُسکا ثواب دوسرے کو پہونچ جائیگا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی کسی عبادت کا ثواب دوسرے شخص کو دیدے تو یہ نہین ہوتا کہ اُس عبادت کا ثواب اُسکے کرنے والے کو بالکل نہ ملے بلکہ اُس عبادت کا ثواب اُسکو بھی ملتا ہے اور جسکو دیا گیا ہے اُسکو بھی۔ یہ محض فضلِ الٰہی ہے۔ اسی وجہ سے علمانے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کسی نفل عبادت کو کرے تو اُس کو چاہیے کہ اُسکا ثواب مومنین کی ارواح کو پہونچا دے تاکہ اس کو بھی ثواب ملے اور اون لوگونکو بھی بلکہ اس صورت مین مومنین کی نفع رسانی کے سبب سے دوسرے ثواب کی امید ہے

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص کسی ایک عبادت کا ثواب کئی مُردون کی روح کو پہونچائے تو وہ ثواب تقسیم ہوکر اُن مردون کو نہین دیا جاتا بلکہ ہر شخص کو پورا پورا ثواب جو اس عبادت کا مقرر ہے عنایت ہوتا ہے۔

مسئلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مقدس مین بھی عبادات کا ثواب بھیجنا مشروع ہے حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کئی عمرے کئے اور اُنکا ثواب آپکی آمد سے زیادہ

عہ صاحب بحر الرائق نے لکھا ہے کہ فرائض اور نوافل دونون کا ثواب پہونچ سکتا ہے اور اسی طرح زندہ اور مردہ دونون کو ثواب پہونچ سکتا ہے مگر مشہور اور محقق اسکے خلاف ہے ۱۲

عہ شاید اسکو فاتحہ اس سبب سے کہتے ہین کہ اس تلاوت مین سورۂ فاتحہ بھی ہوا کرتی ہے ۱۲

مقدس روح کو پہونچا اور بھی بعض بعض صحابہ اپنی عبادتون کا ثواب اس بارگاہ نورانی مین ہدیہ کیا کرتے تھے۔ علمائے اُمت نے بھی اس سعادتِ عظمیٰ سے بہرۂ وافر حاصل کیا ہے۔ علامہ ابن سراج رحمہ اللہ نے آپ کی طرف سے دس ہزار سے زیادہ قرآن مجید ختم کیے اور اسی قدر قربانیان کین۔ حضرات صوفیہ کے یہان ایک نماز رائج ہے جو ظہر، مغرب، عشا کے بعد دو رکعت پڑھی جاتی ہے اور اُس کا ثواب آپ کی مقدس روح کو پہونچایا جاتا ہے اس نماز کو ہدیۃ الرسول کہتے ہین۔ اس نماز کو بعض ناواقف مسنون سمجھتے ہین حالانکہ ایسا نہین ہے مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس لئے اسکا پڑھنا موجب ثواب ضرور ہے۔ لہذا بعض علما کا یہ خیال کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس روح کو ایصالِ ثواب مشروع ہے۔ محض فاسد[ع۵] ہے۔

علما نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ایصال ثواب مستحب ہے اسلئے کہ آپ کے حقوق جو اُمت پر ہین بحد وحساب ہین جو جو احسانات آپ نے کیے اُنکا شمار نہین ہو سکتا یہ احسان کیا کم ہے کہ چاہِ ضلالت سے نکلکر شاہراہِ ہدایت پر چلنا آپ ہی کی بدولت نصیب ہوا

ع۵ بعض علما کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مقدس مین ایصال ثواب مشروع نہین بدو وجہ اوّل یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے اسکا حکم نہین دیا۔ دوسرے یہ کہ ایصال ثواب یا ترقی درجات کو مفید ہوتا ہے یا مغفرتِ ذنوب کو۔ یہ دونون باتین وہان بے سود ہین۔ جو درجات عالیہ کہ حضرتؐ کو عنایت ہوے ہین اُن سے بڑھکر اور کوئی درجہ ہی نہین جسکے حصول کی اُمید ہو۔ گناہون کا وہان ذکر ہی کیا جن کی معافی کی آرزو کی جائے۔ مگر یہ خیال صحیح نہین۔ اولاً اس لیے کہ ایسے امور مین خاص اجازت اور حکم کی ضرورت نہین۔ ورنہ صحابہ اور علمائے امت ایسا نہ کرتے خصوصًا ابن عمرؓ جیسے متبع سنت صحابی کا اس کو کرنا کیسے ممکن ہے۔ ثانیًا اس لیے کہ یہان ایصال ثواب سے ترقی درجات کی آرزو ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب عالیہ مین ترقی ممکن ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے لیے زیادت مراتب کی دعا نہ کرتے۔ حالانکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ درود شریف مین بھی زیادتی کی دعا کیجاتی ہے اور وہ بھی احادیث سے ثابت ہے ۱۲۔

(رد المحتار)

اور کفر کی روح فرسا تاریکیون سے نجات پاکر اسلام کی دلربا روشنی آپ ہی کے طفیل مین ملی۔ ان احسانات کی مجازات اگر ہم سے کچھ نہین ہو سکتین تو اسی قدر سہی کہ کبھی کبھی اگر کچھ عبادت ہو سکے تو اسکا ثواب آپ کی روحِ مقدس کو پہونچا دین۔ میرے خیال مین وہ شخص بہت بدنصیب ہے جسکو تمام عمر مین ایک دفعہ بھی یہ سعادت نہ نصیب ہوئی ہو۔

مسئلہ ایصالِ ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ جس عبادت کا ثواب پہونچانا منظور ہو اس عبادت سے فراغت کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اے اللہ اس عبادت کا ثواب فلان شخص کی روح کو پہونچا دے۔

مثال قرآن مجید کی سورتین یا اور کوئی ذکر یا تسبیح وغیرہ پڑھکر یا نفل نماز پڑھکر یا کسی محتاج کو کھانا کھلا کر یا کچھ دیکر یا روزہ رکھکر یا حج کر کے حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ هٰذِهِ الْعِبَادَةِ اِلٰى فُلَانٍ۔

آج کل ہمارے اطراف مین یہ طریقہ جو رائج ہے کہ کھانا یا شیرینی وغیرہ آگے رکھکر قرآن مجید کی سورتین پڑھتے ہین اور اسکو ایک ضروری امر خیال کرتے ہین حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس کے خلاف کرے یعنی بغیر اسکے کہ کھانا آگے رکھا جائے قرآن مجید کی سورتین پڑھکر اسکا ثواب میت کو پہونچا دے تو اُسپر سخت انکار کیا جاتا ہے۔ عوام کے خیال مین یہ بات جم گئی ہے کہ جب تک یہ خاص صورت کیجائے میت کو ثواب نہ پہونچے گا حالانکہ یہ ایک سخت بدعت ہے کھانا اگر کسی کو کھلایا جائے تو اُس کا ثواب علیحدہ میت کو پہونچے گا قرآن مجید کی سورتین پڑھکر بخشی جائینگی اُسکا ثواب علیحدہ پہونچیگا ان دونون کو ایک کو دوسرے پر موقوف سمجھنا نہایت جہل ہے۔ عوام کے اس خیال کا سبب جہانتک مین غور کرتا ہون شاید یہ ہوا ہو کہ کسی بزرگ نے کسی میت کے ایصالِ ثواب کے لیے چاہا ہو گا کہ عبادت مالی اور عبادتِ بدنی دونون کا ثواب اُسکو پہونچایا جائے لہذا اُنھون نے قرآن مجید کی تلاوت بھی کی ہو گی اور کھانا بھی کسی محتاج کو کھلایا ہو گا اور یہ دونون عبادتین اتفاق سے ایک ہی مجلس مین ہوئی ہونگی۔ اس حالتِ اجتماعی کو دیکھکر بعض ناواقف سمجھے ہونگے کہ کھانے کا آگے رکھکر پڑھنا ایک ضروری امر ہے۔ یہ رسم سوا ہندوستان کے اور کسی مُلک مین نہین ہوتی۔

ہمارے زمانہ مین عوام کو یہ بھی خیال ہے کہ قبر پر جا کر فاتحہ پڑھنے مین زیادہ ثواب ہے بہ نسبت اسکے کہ اپنی جگہ پر پڑھ دیا جائے یہان تک کہ جب کسی کو کچھ پڑھکر کسی میت کو اُسکا ثواب پہونچانا منظور

ہوتا ہے تو خاص کر اُس بچارے کو قبر پر جانا پڑتا ہے حالانکہ یہ خیال محض بے اصل ہے جیساکہ قبر پر جاکر پڑھنا ویسا ہی اپنی جگہ پر۔ ہان یہ دوسری بات ہے کہ جب قبر کی زیارت کے لئے جائین تو وہان فاتحہ بھی پڑھ لین۔

مسئلہ چند لوگون کا مقرر کردینا کہ وہ قبر کے پاس بیٹھکر قرآن مجید کا پڑھا کرین اور اُسکا ثواب میت کو بخشا کرین جائز ہے بشرطیکہ قبر پر بیٹھنا صرف اس غرض سے ہو کہ قرآن مجید پڑھنا التزام واطمینان کے ساتھ ہوجایا کرے۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

مسئلہ ایصال ثواب کے لیے دِن اور تاریخ کا مقرر کرنا جیساکہ ہمارے زمانہ مین رائج ہے تیجا۔ دسوان۔ بیسوان۔ چالیسوان۔ ششماہی۔ برسی۔ محض بے اصل ہے لیکن اگر اس تقرر تاریخ سے کوئی غرض صحیح متعلق ہو تو پھر بے جا نہ ہوگا مثل اس کے کہ کام کا وقت مقرر کرلینے سے کام اچھا اور انتظام واطمینان سے ہوتا ہے جیساکہ صحابہ نے قرآن مجید کی تلاوت کا وقت مقرر کرلیا تھا۔ یا یہ غرض ہو کہ وقت مقرر ہوجانے سے لوگون کے بُلانے کی زحمت نہ اُٹھانا پڑے گی اور لوگون کے جمع کرنے کی ضرورت رہا کرتی ہے۔ اور بے کسی غرض صحیح کے ناجائز ہے۔ اسی لحاظ سے شیخ دہلوی نے اس اجتماع خاص کو جو سوم کے دن ہوتا ہے بدعت وحرام لکھا ہے۔ (شرح سفرالسعادۃ)

ہمارے زمانہ مین ان تاریخون پر سخت التزام ہوگیا ہے اگر کوئی ان تاریخون مین ان اعمال کو نہ کرے تو نشانہ ملامت ہوتا ہے جسکے سبب سے دو خرابیان سخت پیدا ہوگئی ہین ایک یہ کہ عوام کا اعتقاد خراب ہوگیا وہ خدا جانے ان تاریخون کے اعمال کو کیا سمجھنے لگے سُنت یا مستحب یا اس سے بھی زیادہ دوسرے یہ کہ بعض لوگ جو ان اعمال کی اصلیت سے ناواقف ہین اور اُنکے اعتقاد مین کسی قسم کی خرابی نہیں آئی محض خوف ملامت

ع[1] لوگون کے جمع ہونے کی ضرورت ایک تو یہ ہوتی ہے کہ چند مسلمانون کا مل کر دعائے مغفرت کرنا زیادہ قبولیت کا سبب ہوتا ہے دوسرے یہ کہ چند لوگ مل کر عبادت کرینگے تو زیادہ ہوگی بہ نسبت ایک دو شخص کے اور اسکا ثواب بھی زیادہ ہوگا اور یہی اصل مقصود ہے تیسرے یہ کہ فقراکو کھانا تقسیم کیا جاتا ہے اسکا انتظام بھی اچھا ہوگا ۱۲۔

ع[2] علامہ شامی سراج سے ناقل ہین کہ یہ تمام افعال لوگون کے دکھانے سُنانے کو ہوتے ہین خدا کی خوشنودی انسے مقصود نہین ہوتی لہذا اس سے احتراز چاہیے ۱۲۔

سے ان اعمال کو کرتے ہین اس سے مقصود خوشنودیِ الٰہی نہین ہوتی بیچارون سے جس طرح ممکن ہو قرض دام لیکر جو دستور ہوتا ہے کرنا ہی پڑتا ہے علاوہ اِن سب خرابیون کے جس چیز کو شریعت نے ہم پر لازم نہین کیا اُسکو لازم سمجھ لینا یہ خود ہی کیا کم بدعت ہے۔ زمانہ کی یہ حالت دیکھکر یہی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ ان تعینات کے اُٹھا دینے کی کوشش[ع] کی جائے اور اصلی حالت اِن اعمال کی ظاہر کردی جائے کہ نہ یہ سُنّت ہین نہ مستحب۔

مسئلہ چند لوگون کا مقرر کردینا کہ وہ قبر پر بیٹھکر قرآن مجید پڑھا کرین اور اُسکا ثواب میّت کو پہونچائین جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ قبرون کی زیارت کرنا یعنی اُنکو جا کر دیکھنا مستحب[ع] ہے بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ مین کم سے کم ایک مرتبہ زیارت قبور کے لیے جائے اور بہتر[ع] یہ ہے کہ وہ دِن جمعہ کا ہو۔ بزرگون کی قبرون کی

[ع] عوام کے اعتقادات کی حفاظت کے لیے شریعت نے بہت اہتمام کیا ہے۔ بہت ایسی باتین جو مباح ہین بلکہ باعث ثواب ہین اُٹھا دی گئی ہین۔ فقہ کی کتابین جس نے دیکھی ہین اُس پر اس کی مثالین پوشیدہ نہین۔ دیکھیے چار رکعت احتیاطی ظہر کی نسبت صاحب بحرالرائق نے یہ فتوے دیا کہ نہ پڑھی جائین محض اس خیال سے کہ عوام اس کو ضروری سمجھ لینگے اور جمعہ کی نماز کی فرضیت مین اُن کو تردد ہوگا۔ فجر کی سُنّتین بعد فرض کے قبل طلوع آفتاب کے حنفیہ کے نزدیک جائز نہین ہین۔ مگر عوام کے لیے علامہ شامیؒ نے فتوے دیا ہے۔ عیدگاہ مین قبل نماز عید کے نفل ناجائز ہے مگر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عوام کو منع نہ کیا اس خیال سے کہ معلوم نہین وہ لوگ ممانعت کا کیا مطلب سمجھین ۱۲۔

[ع] حدیث مین وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تم لوگون کو زیارت سے مین نے منع کیا تھا۔ اب اجازت دیتا ہون قبرون کی زیارت کیا کرو۔ علاوہ اس کے قبرون کی زیارت سے اگر انسان خیال کرے تو بہت بڑی عبرت حاصل کر سکتا ہے اور اپنی موت کے یاد کرنے کی تو اس سے بہتر کوئی صورت نہین اور موت کا یاد کرنا بھی عبادت ہے ۱۲۔

[ع] علامہ شامیؒ نے ردالمحتار مین نقل کیا ہے کہ جمعہ کے دن اور ایک دن اس سے پہلے اور ایک دن اسکے بعد اگر کوئی شخص قبر کی زیارت کرے تو میّت کو اُسکا علم ہوتا ہے ۱۲۔

زیارت کے لئے سفر کرکے جانا بھی جائز ہے[ع۵]۔ عورتون کے لیے بھی زیارتِ قبور جائز ہے بشرطیکہ جوان نہ ہون اور رنج و غم کے تازہ کرنے کے لیے زیارت نہ کرین بلکہ عبرت اور برکت حاصل کرنے کی غرض سے۔ (ردالمحتار۔ شرح منیہ وغیرہ)

زیارت قبر کے وقت کھڑا رہنا اور کھڑے کھڑے کچھ پڑھکر اُسکا ثواب میت کو پہونچانا اور اُسکے لیے اور اپنے لیے دعا کرنا مستحب ہے۔ اور مسنون ہے کہ جب زیارتِ قبر کے لیے جائے تو قبرستان مین یا قبر کے پاس پہونچتے ہی کہے[ع۶] اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ وَنَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ[س۵] زیارت قبور کا محض اس خیال سے ترک کردینا کہ وہان عوام لوگ بدعت و شرک کی باتین مثل طوافِ قبور اور سجدۂ قبور وغیرہ وغیرہ کے کرتے ہین یا نامحرم عورتین وہان جمع ہوتی ہین نہ چاہیے۔ بلکہ ایسی حالتون مین انسان کو لازم ہے کہ

ع۵ چونکہ اولیاء اللہ کی قبور سے مختلف اقسام کے فیوض جاری ہین کسی سے کسی قسم کے کسی سے کسی قسم کے اس لیے ان کی قبرون کی زیارت کے لیے سفر کرنا بے سود نہ ہوگا۔ اور یہ امر سلف سے معمول ہے۔ امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ انھون نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک اجابت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہین کہ بعض ائمہ شافعیہ نے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے اورون کی قبر کی زیارت کے لیے سفر کو منع کیا ہے مگر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو رد کردیا ہے۔ اس اخیر زمانہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کی زیارت کے لیے سفر کرنے مین بہت زور شور سے حرمت کے فتوے دیے گئے تھے مگر بحمد اللہ کہ جناب مولوی عبدالحئی صاحب مرحوم فرنگی محلی نے ان کا کافی انسداد کیا اور اس بحث مین کئی رسالے لکھکر خصم کو ساکت کردیا۔ جس کا جی چاہے السعی المشکور دیکھ لے ۱۲۔

ع۶ اس مین علما نے اختلاف کیا ہے کہ جب کوئی شخص زیارتِ قبر کو جائے تو میت کے سرہانے کھڑا ہو یا پائینتی۔ محققین نے دونون صورتون کو یکسان لکھا ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونون صورتین منقول ہین ۱۲ (ردالمحتار)

س۵ ترجمہ۔ سلام ہو تجھپر اے گھر مومنون کے اور اے مومنو ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہین اللہ سے اپنے لیے اور تمھارے لیے خیریت چاہتے ہین ۱۲۔

ان اُمور کو حتی الامکان روکے اور زیارت قبور سے باز نہ رہے (ردالمحتار-بحرالرائق)۔

مسئلہ- کسی میت کے غم مین کپڑون کا پھاڑنا یا مُنھ پر طمانچے مارنا یا سینہ کا کوٹنا ناجائز ہے ہان بغیر اسکے کہ زبان سے کچھ کہا جائے صرف رونا جائز ہے۔ اور مسنون ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی مصیبت مین گرفتار ہو تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ کی کثرت کرے۔

نمازون کی تمام اقسام کا بیان ہوچکا اب ہم ایک ضروری اور مفید بیان پر جسکے مسائل اکثر فقہ کی کتابون مین متفرق ذکر کیے گئے ہین اور اس سبب سے اُنکے دستیاب ہونے مین فی الجملہ دقت ہوتی ہے اس جلد کو ختم کیے دیتے ہین۔

مسجد کے احکام

یہان ہم کو مسجد کے وہ احکام بیان کرنا مقصود نہین جو وقف سے تعلق رکھتے ہین اس لیے کہ اُنکا ذکر انشاءاللہ تعالیٰ وقف کے بیان مین آئے گا۔ ہم یہان اُن احکام کو بیان کرتے ہین جو نماز سے یا مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہین۔

(۱) مسجد کے دروازہ کا بند کرنا مکروہ تحریمی ہے ہان اگر نماز کا وقت نہ ہو اور مال واسباب کی حفاظت کے لیے دروازہ بند کرلیا جائے تو جائز ہے۔

(۲) مسجد کی چھت پر پاخانہ پیشاب یا جماع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

جس گھر مین مسجد ہو اُس پورے گھر کو مسجد کا حکم نہین۔ اسی طرح اس جگہ کو بھی مسجد کا حکم نہین جو عیدین یا جنازے کی نماز کے لیے مقرر کی گئی ہو۔

ع۱ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ماتم مین سینہ کوبی کو بعض جاہل ثواب سمجھتے ہین حالانکہ صحیح بخاری وغیرہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف ارشاد موجود ہے کہ جو شخص مُنھ پر طمانچے مارے یا کپڑے پھاڑے وہ ہمارے گروہ سے خارج ہے ۱۲۔

ع۲ ترجمہ ہم سب اللہ جل شانہٗ کی مملوک ہین اور اسی کے پاس ہم کو جانا ہے۔ اس کلمہ کے بہت فضائل ہین۔ اسی قدر تو قرآن مجید مین ہے کہ اس کلمہ کے کہنے والون پر اللہ کی رحمتین نازل ہوتی ہین اور وہ لوگ مراد کو پہونچین گے ۱۲

(۳) مسجد کے درو دیوار کا منقش کرنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی شخص اپنے خاص مال ؏ سے بنائے مگر بہتر یہی ہے کہ مسجد مین نقش و نگار نہ بنائے جائین۔

(۴) مسجد کے درو دیوار پر قرآن مجید کی آیتون یا سورتون کا لکھنا اچھا نہین۔

(۵) مسجد کے اندر وضو یا کلی کرنا مکروہ تحریمی ہے ہان اگر کوئی ظرف رکھ لیا جائے کہ وضو کا پانی اسی مین گرے مسجد مین نہ گرنے پائے تو پھر جائز ہے۔

(۶) مسجد کے اندر یا مسجد کی دیوارون پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر نہایت سخت ضرورت در پیش آئے تو چٹائی یا فرش پر تھوک دینا اچھا ہے بہ نسبت زمین مسجد کے اسلیے کہ چٹائی وغیرہ مسجد کا جز نہین ہین نہ انکو مسجد کا حکم ہے۔

(۷) جنب اور حائض کو مسجد کے اندر جانا مکروہ تحریمی ہے۔

(۸) مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہان اعتکاف کی حالت مین بقدر ضرورت مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا جائز ہے ضرورت سے زیادہ اُسوقت بھی جائز نہین۔

(۹) اگر کسی کے پیر مین مٹی وغیرہ بھر جائے تو اُسکو مسجد کی دیوار یا ستون مین پوچھنا مکروہ ہے۔

(۱۰) مسجد کے اندر درختون کا لگانا مکروہ ہے اس لیے کہ یہ دستور اہل کتاب کا ہے ہان اگر اسمین مسجد کا کوئی نفع ہو تو جائز ہے مثلاً مسجد کی زمین مین نمی زیادہ ہو کہ دیوارون کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت مین اگر درخت لگا یا جائے تو وہ نمی کو جذب کر لے گا۔

(۱۱) مسجد مین کوئی کوٹھری وغیرہ مسجد کا اسباب رکھنے کے لیے بنانا جائز ہے۔

(۱۲) مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہین ہے۔ ہان اگر سخت ضرورت لاحق ہو تو ایسی حالت مین مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہے۔

(۱۳) مسجد مین کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہین اس لیے کہ مسجد دین کے کامون خصوصاً نماز کے لیے بنائی جاتی ہے اُس مین دنیا کے کام نہ ہونے چاہئین۔ ہان اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت

؏ اگر مال وقف سے نقش و نگار بنائے جائین تو اُسکا حکم وقف کے بیان مین لکھا جائے گا ۱۲۔

؏ مسجد کی آرایش عبادت سے ہوتی ہے نقش و نگار اسکی زینت نہین۔ یہ درحقیقت ایسا ہی ہے کہ کسی مرد کو بغرض زینت ہاتھون مین چوڑیان کانون مین بالیان پنہا دی جائین ۱۲۔

کے لیے مسجد میں بیٹھے اور ضمناً اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مثلاً کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت بیٹھے اور ضمناً اپنی کتابت یا سلائی بھی کرتا جائے تو جائز ہے۔ حق جل شانہ کی توفیق سے علم الفقہ کی دوسری جلد تمام ہو گئی جسمیں نماز کا بیان ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

چہل حدیث نماز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے علم الفقہ کی دوسری جلد ختم ہو چکی میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر چالیس حدیثیں جنمیں نماز کا کچھ بیان ہو کچھ فضائل میں کچھ مسائل میں جمع کر کے اس جلد کے آخر میں ملحق کر دیجائیں تو بہت مناسب ہوگا چنانچہ حق تعالیٰ نے میرے اس خیال کو پورا کیا وللہ الحمد علیٰ ذلک منشے اس خیال کے چند وجوہ ہوے جنکو ذیل میں بیان کرتا ہوں (۱) صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص چالیس حدیثیں دین کی یاد کرے اللہ تعالیٰ اُسکا حشر علما کیساتھ کریگا۔ اسی بنا پر اکثر علما نے سلفاً عن خلفٍ اسطرف پوری توجہ کی اور سیکڑوں چہل حدیثیں جمع ہو گئیں (۲) کسی مسئلہ کا اُسکے ماخذ سے سمجھ لینا اور طریق استنباط کو جان لینا ہر خاص و عام کیلئے نہایت مفید ہے اور طبیعت کو ایک قسم کی مناسبت شریعت کے ساتھ پیدا ہو جاتی ہے (۳) حدیث کے پڑھنے میں ایک نہایت برکت اور نور ہوتا ہے اور باغ ایمان میں ایک عجیب شادابی و سرسبزی اس آب حیات سے حاصل ہوتی ہے حدیث پڑھنے والے کی حالت بالکل نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکلامی کی دولت سے مشابہ ہے اسی سبب سے علما نے کہا ہے کہ اَھْلُ الْحَدِیْثِ ھُمْ اَھْلُ النَّبِیِّ دینی اور دنیاوی فوائد جو حدیث پڑھنے والے کو حاصل ہوتے ہیں بیشمار ہیں یہ امر مشاہدہ اور تجربہ ہو چکا ہے کہ اس فن شریف میں مشغول رہنے والوں کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے پس اگر بطور وظیفہ کے بھی یہ حدیثیں ہر روز بعد نماز صبح کے پڑھ لی جایا کریں تو انشاء اللہ بہت کچھ فائدہ کی اُمید ہے۔ اُنتیس حدیثیں اسمیں صحیح بخاری کی ہیں جنکا ورد ہر مقصد کی کامیابی کے لیے تریاق مجرب ہے اور حرمین شریفین میں بلکہ بعض دیار ہند میں بھی معمول ہے اور ایک حدیث صحیح مسلم کی ہے اور ایک موطا امام محمد کی اور نو ترمذی کی۔ موطا کی وہ حدیث جو ہمنے نقل کی بخاری مسلم کی حدیثوں سے صحت میں کم نہیں۔ ترمذی کی ہی حدیثیں ہم نے نقل کی ہیں جن میں تصریح صحت کی موجود ہے پس ناظرین سے اُمید ہے کہ اس وقت کو غنیمت سمجھیں اور ان احادیث کو یاد کر لیں اور انکے مطالب کو سمجھیں اور انکا ہر روز ورد رکھیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (البخاری)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر (۱) شہادت اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی خدا نہیں اور اس بات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں (۲) اور پڑھنا نماز کا (۳) اور زکوٰۃ دینا (۴) اور حج کرنا (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا (صحیح بخاری)

(۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ اُدْعُہُمْ اِلٰی شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَاِنْ ہُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْہُمْ اَنَّ اللّٰہَ افْتَرَضَ عَلَیْہِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ فَاِنْ ہُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْہُمْ اَنَّ اللّٰہَ افْتَرَضَ عَلَیْہِمْ صَدَقَۃً فِیْ اَمْوَالِہِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِہِمْ وَتُرَدُّ اِلٰی فُقَرَائِہِمْ۔ (البخاری)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف[عه] بھیجا اور یہ کہا کہ ان کے لوگوں کو بلاؤ اس بات کی شہادت کی طرف کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں پس اگر وہ لوگ تمہارے اس حکم کو مان لیں تو انکو آگاہ کرو کہ اللہ نے انپر فرض کی ہیں پانچ نمازیں ہر دن رات میں پس اگر وہ تمہارے اس حکم کو مان لیں تو انکو آگاہ کرو کہ اللہ نے فرض کیا ہے انپر انکے مال میں صدقہ کہ انکے مالداروں سے لیکر انکے فقیروں کو دیا جائیگا (بخاری)

(۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْہَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ (البخاری)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپنے فرمایا اسلام یہ ہے کہ گواہی دو اسکی کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور حج کرے وہ شخص جو کعبہ تک جا سکتا ہو۔ (بخاری)

(۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِہَا قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ۔ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (البخاری)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون عبادت زیادہ پسند ہے اللہ کو آپنے فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر میں نے کہا کہ پھر اسکے بعد کون فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا میں نے کہا پھر کون فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری)

عه اسی لیے علمانے ان چار چیزوں کو ترتیب رکن اسلام قرار دیا ہے ۱۲ عه یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر کا ہے حضرت معاذ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا بھیجا تھا پھر یمن سے لوٹ کر انکو آپکی زیارت نصیب نہیں ہوئی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد اسلام کے سب سے پہلے نماز کا حکم ہوتا ہے ۱۲ عه معلوم ہوا کہ نماز کا رتبہ اطاعت والدین اور جہاد سے بھی زیادہ ہے ۱۲

(۵) عن أبي هريرة أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول أرأيتم لو أن نهرا بباب أحدكم يغتسل فيه كل يوم خمسا ما تقول ذلك يبقي من درنه قالوا لا يبقي قال فذلك مثل الصلوة الخمس يمحوا الله بهن الخطايا۔ (البخاري)

(۶) عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بين العبد وبين الكفر ترك الصلوة۔ (مسلم)

(۷) عن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله ويقيموا الصلوة ويؤتوا الزكوة فإذا فعلوا ذلك عصموا مني دماءهم وأموالهم إلا بحق الإسلام وحسابهم على الله۔ (البخاري)

(۸) عن أبي هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن أول ما يحاسب به العبد من أعماله صلوته فإن صلحت فقد أفلح وأنجح وإن فسدت فقد خاب وخسر فإن انتقص من فريضته شيئا قال الرب تبارك وتعالى انظروا هل لعبدي من تطوع فليكمل بها ما انتقص من الفريضة ثم يكون سائر عمله على ذلك۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کیا جانتے ہو تم لوگ اگر تمھارے کسی کے دروازے پر کوئی نہر ہو کہ اسمیں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو بتلاؤ یہ نہانا اسکے میل کو باقی رکھے گا صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپنے فرمایا کہ یہی حال پانچ نمازوں کا ہے اللہ انکے سبب سے گناہوں کو مٹاتا ہو۔ (بخاری)

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے اور کفر کے درمیان میں نماز حائل ہے۔ (مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اسکی کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور اسکی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھیں اور زکواۃ دیں پس جب یہ سب کرنے لگیں گے تو بچا لیں گے مجھسے اپنی جان اور مال کو مگر بحق اسلام[عہ] اور حساب انکا اللہ پر ہے۔ (بخاری)

ابوہریرہ[عہ] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک تمام ان چیزوں سے پہلے جنکا حساب بندے سے قیامت میں ہوگا نماز ہے پس اگر نماز درست نکلی تو وہ اپنے مقصود کو پہنچ جائیگا اور کامیاب ہوگا اور اگر نماز درست نہ نکلی تو ناکام اور برباد ہوگا پھر اگر کسی فرض نماز میں کسی چیز کو کم کیا ہو تو پروردگار برتر فرشتوں سے فرمائیگا کہ دیکھو میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں تو اس فرض کی کمی کو انسے پورا کردو پھر تمام اعمال کا حساب اسی طرح

عہ حق اسلام سے حکم اسلام مراد ہے یعنی ان چیزوں کے بعد اگر کسی کی جان یا مال کو نقصان پہونچایا جائیگا تو بحکم اسلام مثلاً وہ کسی کو مار ڈالے تو وہ بھی بحکم اسلام مارا جائیگا۔ ۱۲ عہ اس حدیث کے ابتدائی مضمون کو ایک بزرگ نے اپنی کتاب میں نظم کیا ہے ؎ روز محشر کہ جاں گداز بود :: اولیں پرسش نماز بود ۱۲

اَلتِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَہٗ -

(۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا صَلّٰی یُنَاجِیْ رَبَّہٗ - (اَلْبُخَارِی)

(۱۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ - (اَلْبُخَارِی)

(۱۱) عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ وَتَحْرِیْمُھَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُھَا التَّسْلِیْمُ اَلتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ اَصَحُّ شَیْءٍ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ وَاَحْسَنُ -

(۱۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَیْرَہٗ فَعَلِّمْنِیْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَکَبِّرْ

ہوگا ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرکے حسن کہا ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے۔ (بخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حدث کرنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ وضو کرلے۔ (بخاری)

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی کنجی طہارت ہے اور اسکی حرام کرنیوالی تکبیر ہے اور حلال کرنیوالی تسلیم یعنی السلام علیکم کہنا ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرکے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس باب کی تمام احادیث سے اصح اور احسن ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اسی درمیان میں ایک شخص آیا اور اسنے نماز پڑھی پھر آپ کو سلام کیا آپنے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ جا نماز پڑھ اسلیے کہ تونے نماز نہیں پڑھی (یعنے تیری نماز نہیں ہوئی) پھر اس نے نماز پڑھی اور آیا اور آپکو سلام کیا آپنے فرمایا کہ جا نماز پڑھ اسلیے کہ تونے نماز نہیں پڑھی یہ تین مرتبہ ہوا تب اسنے کہا کہ قسم ہے اسکی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنایا کہ میں اسکے سوا اور طریقہ نہیں جانتا آپ نے فرمایا کہ جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو

عہ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نماز خداوند عالم سے مناجات کی حالت ہے لہذا اس سے چند مسائل معلوم ہوے (۱) حالت نماز میں طاہر رہنا چاہیے (۲) کسی اور طرف متوجہ نہ رہنا چاہیے (۳) نہایت ادب اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھنا چاہیے ۱۲ عہ نماز کے حرام کرنے سے مقصود نماز میں ان چیزوں کا حرام کرنا ہے جو خارج نماز میں حلال تھیں مثل کھانے پینے چلنے پھرنے بات چیت کرنے کے اسیطرح حلال کرنے سے بھی انھیں چیزوں کا حلال کرنا مراد ہے اس حدیث سے طہارت کا شرط نماز ہونا اور تکبیر تحریمہ کا شرط ہونا اور سلام کا ضروری بمنزلہ واجب کے ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے ۱۲ عہ اس حدیث سے نماز کی اجمالی کیفیت معلوم ہوئی زیادہ رکوع اور سجدہ اور قومہ باطمینان ادا کرنیکی تاکید ہو رہی ہے ۱۲

ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔ (البخاری)

(۱۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَلتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ۔

(۱۴) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (البخاری)

(۱۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ مُحَمَّدٌ فِيْ مُوَطَّاهُ بِطَرِيْقَيْنِ فِيْ اَحَدِهِمَا اَبُوْحَنِيْفَةَ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ وَهُوَ اَحْسَنُ طُرُقِهٖ حَكَمَ عَلَيْهِ ابْنُ الْهُمَامِ بِاَنَّهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَقَالَ الْعَيْنِيُّ هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ اَمَّا اَبُوْحَنِيْفَةَ فَاَبُوْحَنِيْفَةَ وَمُوْسَى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ مِنَ الْاَثْبَاتِ مِنْ رِجَالِ الصَّحِيْحَيْنِ

پھر جس قدر قرآن تمکو آسان ہو پڑھو پھر رکوع کرو یہانتک کہ حالت رکوع میں مطمئن ہو جاؤ پھر اُٹھو یہانتک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہانتک کہ حالت سجدہ میں مطمئن ہو جاؤ پھر اُٹھو یہانتک کہ باطمینان تمام بیٹھ جاؤ پھر سجدہ کرو یہانتک کہ حالت سجدہ میں مطمئن ہو جاؤ پھر ایسا ہی پوری نماز میں کرو۔ (بخاری)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے (ترجمہ دعا کا) پاکی بیان کرتا ہوں میں تیری اے اللہ ساتھ تیری تعریف کے اور بزرگ ہے نام تیرا اور بڑی ہے تیری شان اور نہیں کوئی خدا سوا تیرے (ترمذی ابوداود) ابن ماجہ نے اسکو ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی نماز صحیح نہیں جس نے سورۂ فاتحہ (الحمد) نہ پڑھی۔ (بخاری ومسلم)

عـــه جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپنے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اسکی قرأت ہے۔ امام محمد نے مؤطا میں یہ حدیث دو سندوں سے روایت کی ہے ایک میں امام ابوحنیفہ امام اعظم ہیں اور وہ سند تمام سندوں سے عمدہ ہے محقق ابن ہمام نے اسکو صحیح کہا ہے شرط بخاری ومسلم پر اور علامہ عینی نے کہا ہے کہ وہ حدیث صحیح ہے ابوحنیفہ تو ابوحنیفہ ہیں اور موسیٰ بن ابی عائشہ پرہیزگار ثابت قدم لوگوں میں ہیں صحیحین کے راوی ہیں اور

عـــه اس حدیث سے حنفیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی پر قرأت ضروری نہیں اس حدیث کے ملانے سے پہلی حدیث کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ وہ حکم تنہا نماز پڑھنے والے اور امام کا ہے۔ یہ حدیث بخاری مسلم کی حدیثوں سے کسی طرح صحت میں کم نہیں راوی اسکے سب عادل اور ثقہ ہیں جیسا کہ علامہ عینی کی تصریح سے معلوم ہوا۔

وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ مِنْ كِبَارِ الشَّامِيِّيْنَ
وَثِقَاتِهِمْ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

(۱۶) عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ
سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ
رَبِّيَ الْاَعْلٰى التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

(۱۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا
يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ
(البخاری)

(۱۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى
سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ
عَلٰى اَنْفِهٖ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ
الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ
(البخاری)

(۱۹) عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ
عَلٰى جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى
فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ
السَّلَامُ فَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ
وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ

عبداللہ بن شداد ملک شام کے بزرگوں اور پرہیزگاروں میں سے ہیں اور وہ حدیث صحیح ہے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے تھے ترمذی نے اسکو روایت کر کے حسن صحیح کہا ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہو سجدوں[عہ] میں اور نہ بچھاوے کوئی تم میں اپنی دونوں کہنیاں جیسے کہ کتا بچھاتا ہے۔ (بخاری)

ابن عباس رضی اللہ عنہ[عہ] سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو حکم دیا گیا ہے سات ہڈیوں پر سجدہ کروں (یعنی سات ہڈیاں حالت سجدے میں زمین پر رہیں) پیشانی پر اور ہاتھ سے ناک کا اشارہ کیا اور دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں پیر کے پنجوں پر اور یہ کہ نہ اٹھائیں ہم کپڑے اور بال۔ (بخاری)

شقیق بن سلمہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو (قعدہ میں) کہا کرتے تھے کہ السلام علیٰ جبرئیل میکائیل السلام علیٰ فلان و فلان پس متوجہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اور فرمایا اللہ خود ہی سلام ہے پس جب کوئی تم میں نماز پڑھے تو التحیات الخ
ترجمہ التحیات کا، سب مالی اور بدنی عبادتیں اور سب عمدگیاں اللہ کیلئے ہیں سلام تیرے اے نبی اور اللہ کی

عہ اس حدیث سے سجدوں میں اطمینان کا وجوب اور کہنیاں بچھا دینے کی کراہت ثابت کی گئی ہے۔

عہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ ہونا چاہیے۔ اور یہی مذہب صاحبین کا ہے اور علمائے حنفیہ کا اسی پر فتوےٰ ہے ۱۲۔

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمُوْهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ (البخاری)

رحمت اور برکتیں اور سلام تم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر (حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم یہ کہدو گے تو آسمان اور زمین کے سب نیک بندوں کو سلام پہونچ جائیگا (مطلب یہ کہ جبریل و میکائیل کی تخصیص کی کچھ ضرورت نہیں) میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اسکے بندے اور رسول ہیں ۔ (بخاری)

(۲۰) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (البخاری)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ہمنے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ کیسے درود پڑھا جایا کرے آپ پر اس لیے کہ اللہ نے ہمکو تعلیم کی ہے ہم کیسے درود پڑھیں آپ نے فرمایا کہو اللّٰھم صل الخ ترجمہ اسکا اے اللہ رحمت کر محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم پر اور ال ابراہیم پر بیشک تو تعریف والا اور بزرگ ہے اے اللہ برکت اتار محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر جیسے برکت اتاری تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو تعریف والا اور بزرگ ہے ۔ (بخاری)

(۲۱) عَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِيْ دُعَآءً اَدْعُوْا بِهٖ فِيْ صَلٰوتِيْ قَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔ البخاری

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی دعا تعلیم فرمایئے کہ میں اسکو اپنی نماز (کے قعدۂ اخیرہ) میں مانگوں آپ نے فرمایا کہو اللّٰھم الخ (ترجمہ) اے اللہ میں نے ظلم کیا اپنی جان پر (یعنی گناہ کیا) بہت ظلم اور نہیں بخشنے والا گناہوں کا مگر تو پس بخش دے مجھ کو اپنی طرف سے اور رحم کر مجھ پر بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے ۔ (بخاری)

(۲۲) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْا فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ

عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محبوبہ سے روایت ہے کہ آپ نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے اللّٰھم الخ ترجمہ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری عذاب قبر سے

مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ (البخاری)

اور پناہ مانگتا ہوں تیری فساد مسیح دجال سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری زندگی اور موت کے فساد سے اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری گناہ کرنے اور قرض سے۔ (بخاری)

(۲۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ اُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا وَقَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا۔ (البخاری)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت آپ نماز میں ہوتے تھے سلام کرتا تھا اور آپ مجھکو جواب دیتے تھے پھر جب ہم نجاشی کے پاس سے لوٹے تو ہمنے آپ کو سلام کیا آپنے جواب نہ دیا اور (بعد نماز کے) فرمایا کہ بیشک نماز میں بہت بڑی مشغولی ہے[ع] (یعنی دوسری طرف متوجہ نہ ہونا چاہیے (بخاری)۔

(۲۴) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ اَحَدُنَا صَاحِبَهُ بِحَاجَتِهٖ حَتّٰى نَزَلَتْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ۔ (البخاری)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ہم نماز میں بات کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بیان کرتا تھا ایک ہم میں کا اپنے ساتھی سے اپنی ضرورت حتی کہ نازل ہوئی آیت حافظوا الخ (ترجمہ) محافظت کرو نمازوں پر اور بیچ میانی نماز (عصر) پر اور کھڑے ہوا کرو اللہ کیلئے چپ ہوکر پس حکم ہوا ہمکو چپ رہنے یعنی کلام نہ کرنیکا (بخاری)

(۲۵) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ (الترمذی) وَحَسَّنَهٗ وَقَالَ بِهٖ يَقُوْلُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ۔

علقمہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو نماز نہ پڑھاؤں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے پس نماز پڑھی انھوں نے اور ہاتھ نہیں بلند کیے مگر پہلی دفعہ یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور لکھا ہے کہ اسی کے قائل ہیں بہت اہل علم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تابعین اور یہی قول ہے سفیان اور اہل کوفہ کا[ف]۔

ع اس حدیث سے اور اسکے بعد کی حدیث سے کلام کی ممانعت نماز میں ظاہر ہو رہی ہے اور یہ حکم ہو رہا ہے کہ نماز میں ایسا مشغول ہونا چاہیے کہ بس اسی کے ہو رہو دوسری طرف متوجہ نہ ہو ۱۲ منہ ف اس حدیث سے حنفیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ سوا تکبیر تحریمہ کے رکوع جاتے وقت یا رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کا اٹھانا مسنون نہیں اہل کوفہ سے مراد ترمذی کی ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں ۱۲۔

(۲۶) عن علی قال الوتر لیس بحتم کصلٰوتکم المکتوبۃ ولکن سنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ان اللہ وتر یحب الوتر فاوتروا یا اھل القرآن ۔ الترمذی وقال حسن ۔

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ وتر ایسی ضروری نہیں ہے جیسے تمھاری فرض نمازیں ہیں اسکو جاری فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا ہی کہ اللہ وتر (طاق) ہی وہ دوست رکھتا ہی وتر کو پس وتر پڑھو اے قرآن والو (ترمذی نے اسکو حسن کہا ہی)

(۲۷) عن عبدالعزیز بن جریج قال سألت عائشۃ بای شیء کان یوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ بقل یا ایھا الکفرون وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد والمعوذتین ۔ الترمذی وحسنہ ۔

عبدالعزیز بن جریج سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا پوچھا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ساتھ کس چیز کے وتر پڑھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھوں نے فرمایا کہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی پڑھتے اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون تیسری میں قل ھو اللہ احد اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے ۔

(۲۸) عن ابی الحوراء قال قال الحسن بن علی علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمات اقولھن فی الوتر اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارک لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت فانک تقضی ولا یقضی علیک وانہ لا یذل من والیت تبارکت وتعالیت ۔ (الترمذی وحسنہ)

ابو الحوراء سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ فرمایا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے کہ تعلیم فرمائے ہیں مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمے کہ کہوں میں انکو وتر میں اللھم اھدنی آخر تک ترجمہ اے اللہ ہدایت کر مجھکو منجملہ ان لوگوں کے جنکو تونے ہدایت کی اور عافیت دے مجھکو منجملہ ان لوگوں کے جنکو تونے عافیت دی ہی اور محبت کر مجھسے منجملہ انکے جنسے تونے محبت کی اور برکت دے مجھکو اس چیز میں جو تونے دی ہے اور بچا مجھکو ان چیزوں کی برائی سے جو تونے مقدر کی ہیں اسلیے کہ تو حاکم ہی تیرے اوپر کسی کا حکم نہیں اور نہیں ذلیل ہو سکتا وہ جس سے تو محبت کرے ۔ بزرگ ہے تو اور برتر ہے ۔

ع۱ سنت کے لفظ سے یہ گمان نہ ہونا چاہیے کہ وتر سنت ہے اسلیے کہ دوسری احادیث میں ترک وتر پر سخت وعیدیں آئی ہیں اور ترک سنت پر وعید نہیں ہوتی بلکہ یہاں سنّ کے لغوی معنی مراد ہیں جسکا ترجمہ ہمنے جاری فرمایا کیا ہی وہ حدیثیں کہ ترک وتر کی وعید پر آئی ہیں بہت صحیح اور زیادہ ہیں منجملہ انکے ایک حدیث ہم علم الفقہ میں لکھ چکے ہیں ۱۲ ع۲ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر تین رکعت ہے جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہے دوسرے اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی سورت وتر کی ایک رکعت میں پڑھنا درست ہی ۱۲ ع۳ دعاے قنوت کی ایک حدیث یہ ہی اور ایک اور جسمیں اللھم انا نستعینک آخر تک ہی عمل صحابہ کے اعتبار سے اسکو قوت زیادہ ہے مگر دونوں کا پڑھنا بہتر ہے ۔ وقت اس دعا کا وتر کی تیسری رکعت میں بعد دوسری صورت کے ہی ۱۲

(ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے)

(۲۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً - (البخاری)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز تنہا نماز پر ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (بخاری)

(۳۰) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ - (البخاری)

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپ نے فرمایا جب[ع] نماز کا وقت آ جائے تو چاہیے کوئی اذان دے اور بڑا تم میں سے امامت تمہاری کرے۔ (بخاری)

(۳۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا - (البخاری)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا قائم کی گئی نماز[ع] پس متوجہ ہوئے ہماری طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ سیدھی کرو اپنی صفیں اور ضبط کرو۔ (بخاری)

(۳۲) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ (البخاری)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیدھی کرو اپنی صفیں اس لیے کہ سیدھا کرنا صفوں کا نماز قائم کرنے میں داخل ہے۔ (بخاری)

(۳۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا - (البخاری)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام[ع] اسلیے بنایا گیا ہے کہ اسکی پیروی کی جائے پس خلاف نہ کرو اس سے اور وہ جب رکوع کرے تو رکوع کرو اور وہ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو ربنا لک الحمد کہو اور جب سجدہ کرے تو سجدہ کرو۔ (بخاری)

(۳۴) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے

ع ۱ اس حدیث سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک اذان کا دوسرے اذان کا قبل از وقت ہونا تیسرے امام ایسے شخص کا بنانا جو تمام حاضرین سے افضل ہو ۱۲ ع ۱ اس حدیث سے اور اسکے بعد کی حدیث سے صف کے سیدھا کرنے کی تاکید اور ملکر کھڑے ہونے کا حکم معلوم ہوتا ہے ۱۲ ع ۱ اس حدیث میں امام کی اطاعت کا حکم ہو رہا ہے کسی بات میں اسکے خلاف نہ کرنا چاہیے اور اسے ارکان میں اس سے سبقت نہ ہونے پائے ۱۲ ع ۱ اس حدیث میں حکم ہوا اس بات کا کہ امام کو اپنے مقتدیوں کی ضرورت اور حالت کا لحاظ کرکے قرأت کرنا چاہیے یہ نہیں کہ بڑی بڑی سورتیں یا رکوع یا سجدے میں زیادہ تسبیحیں پڑھنا شروع کر دے جس سے ضرورت والوں کا حرج ہو اور ان کو ناگوار گذرے ۱۲

قَالَ اِنِّیْ لَاَقُوْمُ فِی الصَّلٰوةِ فَاُرِیْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلَاتِیْ کَرَاهِیَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمِّهٖ (البخاری)

(۳۵) عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی فِیْ یَوْمٍ وَّ لَیْلَةٍ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَکْعَةً مِّنَ السُّنَّةِ بُنِیَ لَهٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَهَا وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ (الترمذی)

(۳۶) عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ اَوْمَسَّ مِنْ طِیْبٍ ثُمَّ رَاحَ اِلَی الْجُمُعَةِ فَلَمْ یُفَرِّقْ بَیْنَ اثْنَیْنِ فَصَلّٰی مَا کُتِبَ لَهٗ ثُمَّ اِذَا خَرَجَ اَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی (البخاری)

(۳۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ کَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ۔

(البخاری)

کہ آپنے فرمایا کہ میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ دراز کردوں اسکو پھر سنتا ہوں لڑکے کا رونا پس جلدی کیا کرتا ہوں اپنی نماز میں اس بات کو برا سمجھکر کہ گرانی کروں اسکی ماں پر (بخاری)

اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص دن رات میں بارہ رکعتیں پڑھ لیا کرے اسکے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے چار ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشا کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔ (ترمذی)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعے کے دن غسل کرے اور طہارت کرے جس چیز سے ممکن ہو پھر تیل لگائے یا خوشبو ملے پھر نماز جمعہ کو جائے اور دو آدمیوں کے درمیان میں جدائی نہ کرے پھر نماز پڑھے جسقدر اسکی قسمت میں ہو پھر جب امام خطبے کے لیے نکلے چپ ہو جائے تو بخشدیے جائینگے وہ گناہ جو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ہیں۔ (بخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ترتیب ہر ایک کا نام لکھنا شروع کر دیتے ہیں سویرے جانے والے کا حال ایسا ہے جیسے اونٹ قربانی کرنے والیکا پھر جیسے گائے قربانی کرنیوالیکا پھر جیسے مینڈھے کی پھر جیسے مرغی کی پھر جیسے انڈا صدقہ دینے والے کا پھر جب امام نکلتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔ (بخاری)

۱۵۶ اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے (۱) غسل جمعہ کا مسنون ہونا (۲) خوشبو اور تیل لگانے کا مسنون ہونا (۳) جمعہ میں کسیکو اپنی جگہ سے اُٹھانیکی کراہت (۴) امام کے نکلنے کے بعد چپ رہنے کا حکم ۱۲ ۱۵۷ اس حدیث میں جمعہ کی نماز کیلئے سویرے جانیکی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد خطبہ شروع ہو جانیکے جو شخص پہنچے اسکا نام اس فہرست میں نہ لکھا جائیگا ۱۲

(۳۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ (بخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں رات کو عبادت کرے[ع] با ایمان ہو کر ثواب سمجھکر بخشدیے جائینگے اسکے اگلے گناہ۔ (بخاری)

(۳۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِیَ صَلوٰةً فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَ .... (البخاری)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی غافل ہو جائے کسی نماز سے تو چاہیے کہ پڑھ لے جب یاد کرے۔ (بخاری)

(۴۰) عَنْ سَبْرَةَ قَالَ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِّمُوا الصَّبِیَّ الصَّلوٰةَ اِبْنَ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْہُ عَلَیْھَا ابْنَ عَشْرَةٍ (البخاری)

سبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات برس کے بچے کو نماز سکھلاؤ اور اسکو نماز پر مارو دس برس کے سن میں۔ (ترمذی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَمَنْ وَّالَاہُ

بعد ختم ہونے چہل حدیث کے مجھ کو مناسب معلوم ہوا کہ چالیس آثار حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جس میں نماز کے مسائل ہوں یہاں لکھ دوں اس لئے کہ مسائل فقہ کے اصل اصول اور ماخذ انھیں کے آثار ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تبلیغ شریعت میں اُن سے زیادہ کسی کو حصہ نہیں ملا حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں ایک رسالہ مستقل میں انکا مذہب اور انکے اقوال فقہیہ جمع کیے ہیں اور لکھا ہی کہ مجھے بزرگان سلف سے تعجب ہے کہ انھوں نے کیوں اس طرف توجہ نہیں کی حالانکہ اس میں ہر خاص و عام کا فائدہ تھا خواص کو تو یہ فائدہ تھا کہ سمجھ لیں کہ مذاہب اربعہ اسی ایک متن کی شرح ہیں اور مجتہدین اربعہ حضرت فاروق کے سامنے مجتہد منتسب کی نسبت رکھتے ہیں اور عوام کو یہ فائدہ تھا کہ وہ ہر مذہب کو علیحدہ دین نہ سمجھیں بلکہ ایک ہی شریعت کی شاخ خیال کریں۔ اسی رسالے میں نے چالیس آثار جمع کیے ہیں۔

ع اس حدیث سے تراویح کی فضیلت نکلتی ہے ۱۲۔ ع اس حدیث سے بعض علما نے ثابت کیا ہی کہ دس برس کے بعد جتنی نمازیں فوت ہوں اُن کی قضا واجب ہے ۱۲۔

چہل آثار امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اِنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِيْ الصَّلٰوةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ اَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ اِذَا كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا اِلٰى اَنْ يَكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهٗ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ اَوْ ثَلٰثَةً قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ اِذَا غَابَ الشَّفَقُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ وَالصُّبْحَ وَالنُّجُوْمُ مُشْتَبِكَةٌ

(۲) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ عُمَرُ لَا تَنْتَظِرُوْا بِصَلٰوتِكُمْ اِشْتِبَاكَ النُّجُوْمِ

(۳) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عُمَرُ عَجِّلُوا الْعِشَاءَ قَبْلَ اَنْ يَكْسَلَ الْعَامِلُ وَيَنَامَ الْمَرِيْضُ

(۴) اَبُوْبَكْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْغَيْمِ فَعَجِّلُوا الْعَصْرَ وَاَخِّرُوا الظُّهْرَ

امام مالک نافع سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ملازمین کو لکھ بھیجا کہ بیشک میرے نزدیک تمھاری عبادتوں میں زیادہ قابل اہتمام نماز ہے پس جس شخص نے اسکی پابندی کی اور نگرانی اسنے اپنے دین کو بچالیا اور جسنے اسکو ضایع کردیا وہ بدرجۂ اولی اور عبادتوں کا ضایع کرنیوالا ہوگا۔ اسکے بعد لکھا کہ پڑھو ظہر کی نماز جب سایہ ایک گز ہوجائے اسوقت تک کہ تمھارا سایہ ایک مثل ہو اور عصر کی ایسے وقت کہ آفتاب عہ بلند روشن اور صاف ہو اسقدر کہ غروب سے پہلے سوار دو فرسخ یا تین فرسخ چل سکے اور مغرب کی جب آفتاب ڈوب جائے اور عشا کی جب شفق چھپ جائے پس جو کوئی سو جائے تو نہ سوئیں عہ اسکی آنکھیں یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا، اور فجر اس حال میں کہ ستارے چھٹکے ہوئے نکلے ہوں۔

ابو بکر بن ابی شیبہ سعید بن مسیب سے کہ فرمایا عمرؓ نے نہ انتظار کرو اپنی نماز میں عہ ستاروں کے نکلنے کا۔

ابو بکر سوید بن غفلہ سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ پڑھ لو عشا قبل اسکے کہ سست ہوجائے کام کرنیوالا اور سو جائے بیمار۔

ابو بکر اسود سے وہ حضرت فاروق سے کہ فرمایا انھوں نے جب ابر کا دن ہو تو جلد پڑھو عصر کی نماز اور دیر میں ظہر کی نماز

عہ اسوقت بھی آفتاب روشن اور صاف رہتا ہے زردی نہیں آتی اور سوار دو فرسخ تین فرسخ چل سکتا ہے لہذا اس سے نہیں لازم آتا کہ عصر کا وقت ایک مثل کے بعد آجاتا ہے کہ حنفیہ کو مفر ہو فرسخ تین میل کا ہوتا ہے شرعی میل انگریزی میل سے تقریباً دو فرلانگ زیادہ ہے ۱۲ عہ یہ کلمہ بد دعا کا ہے مطلب یہ ہے کہ اسکو آرام نہ ملے سونے سے انسان کو آرام ملتا ہے معلوم ہوا کہ عشا کی نماز سے پہلے سونا مکروہ ہے ۱۲ عہ یہ مغرب کا حال ہے کہ اسمیں بعد ستارے اچھی طرح نکل آنیکے وقت مکروہ ہوجاتا ہے ۱۲ للعہ مقصود یہ ہے کہ مقتدیوں کی رعایت چاہیے ۱۲ عہ یہی مذہب حنفیہ کا ہے ۱۲ - +

(۵) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ عُمَرُ لَاَنْ اُصَلِّيْهِمَا فِيْ جَمَاعَةٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُحْيِيَ مَا بَيْنَهُمَا يَعْنِي الصُّبْحَ وَالْعِشَاءَ

(۶) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا رَاٰى غُلَامًا فِي الصَّفِّ اَخْرَجَهٗ

(۷) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ فَانْتَهَرَهٗ فَقَالَ لَا صَلٰوةَ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ اِلَّا الصَّلٰوةَ الَّتِيْ يُقَامُ لَهَا

(۸) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ رَاَيْتُ الرَّجُلَ يَجِيْءُ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَيُصَلِّيْ فِيْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ

(۹) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ نُعَيْمٍ قَالَ اِذَا كَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْاِمَامِ طَرِيْقٌ اَوْ نَهْرٌ اَوْ حَائِطٌ فَلَيْسَ مَعَهٗ

(۱۰) مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بِالْهَاجِرَةِ فَوَجَدْتُهٗ يُسَبِّحُ فَقُمْتُ وَرَاءَهٗ فَقَرَّبَنِيْ حَتّٰى جَعَلَنِيْ حِذَاءَهٗ عَلٰى يَمِيْنِهٖ فَلَمَّا جَاءَ يَرْفَاءُ فَاَخَّرْتُ فَصَفَفْنَا وَرَاءَهٗ

(۱۱) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ اَنَّ عُمَرَ

ابو بکر عبد الرحمن سے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا بیشک مجھکو ان دونوں یعنی فجر اور عشا کا جماعت سے پڑھنا زیادہ پسند ہے ان دونوں کے درمیان مین بیدار رہکر عبادت کرنے سے۔

ابو بکر ابراہیم نخعی سے کہ عمرؓ بن خطاب جب کسی لڑکے کو داگلی صف مین دیکھتے تو اسکو نکال دیتے۔ ع٥

ابو بکر سعید بن مسیب سے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دو رکعت پڑھتے دیکھا اور موذن اقامت کہہ رہا تھا تو فرمایا کہ کوئی نماز جائز نہیں ایسے حال میں کہ موذن اقامت کہتا ہو سوا اس نماز کے جسکی اقامت کہی جائے۔ ع٥

ابو بکر ابو عثمان نہدی سے کہ میں نے دیکھا ہے کہ آدمی آتا تھا اور عمرؓ بن خطاب نماز فجر میں ہوتے تھے پس وہ سنت فجر پڑھ لیتا تھا مسجد کے گوشہ میں بعد اسکے شریک ہوتا تھا لوگوں کے ساتھ انکی نماز میں۔ ف٥

ابو بکر نعیم سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے جب مقتدی اور امام کے درمیان میں کوئی راستہ یا نہر یا دیوار حائل ہو تو وہ مقتدی اس امام کے ساتھ نہیں ہے۔ اللعه

امام مالک اور شافعی عبد اللہ بن عتبہ سے کہ میں حاضر ہوا حضرت عمرؓ کی خدمت میں دوپہر کو تو پایا انکو میں نے نماز پڑھتے پس کھڑا ہو گیا میں انکے پیچھے پس قریب کر دیا مجھکو اور کر لیا اپنی برابر داہنی جانب پس جب یرفاؓ آیا تو میں پیچھے ہٹ گیا اور ہم دونوں نے صف باندھی انکے پیچھے۔ ف٥

ابو بکر یسار بن نمیر سے کہ عمر بن خطابؓ فرماتے تھے

ع٥ معلوم ہوا کہ لڑکوں کو پیچھے کھڑا ہونا چاہیے ۱۲ ع٥ اس حکم سے سنت فجر مستثنیٰ ہے چنانچہ آگے کی حدیث ملانے سے یہ مطلب صاف ظاہر ہے ۱۲ ف٥ معلوم ہوا کہ سنت فجر کا فرض ہوتے ہوئے پڑھ لینا جائز ہو بشرطیکہ گمان غالب ہو کہ جماعت مل جائیگی یہی مذہب حنفیہ کا ہے ۱۲ اللعه یعنی اسکی اقتدا کو یہ چیزیں مانع ہیں جیسا کہ علم الفقہ میں گذر چکا ۱۲ ف٥ معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایک مقتدی نادانستہ پیچھے کھڑا ہو جائے تو امام کو چاہیے کہ اسکو برابر کرلے پھر جب اور مقتدی آجائیں تو اسکو چاہیے ہٹ جائے ۱۲ ف٥ یرفا حضرت فاروق کے غلام کا نام ہے ۱۲

ابن الخطاب کان یقول ابدء وا بطعامکم ثم افرغوا لصلوتکم

(۱۲) ابوداود عن مؤذن لعمر یقال له مسروح اذن قبل الصبح فامرہ عمر ان یرجع فینادی الا ان العبد قد نام۔

(۱۳) ابوبکر عن مجاھد ان ابا محذورۃ قال الصلوۃ الصلوۃ فقال عمر ویحک امجنون انت اما کان فی دعائک الذی دعوتنا ما ناتیک حتی تاتینا

(۱۴) ابوبکر عن ابی الزبیر مؤذن بیت المقدس جاء عمر بن الخطاب فقال اذا اذنت فترسل واذا اقمت فاحذم

(۱۵) ابوبکر عن ابن عمر قال عمر ما بین المشرق والمغرب قبلۃ ما استقبلت البیت

(۱۶) البیھقی عن غضیف قال سألت عمر بن الخطاب قلت انا نبدو فنکون فی الابنیۃ فان خرجت قررت وان خرجت قررت فقال عمر اجعل بینک وبینھا ثوبا ثم لیصل کل واحد منھما

پہلے[ع] کھانا کھالو اور فراغت کرلو اپنی نماز کے لیے۔

ابوداود حضرت عمر کے موذن سے جنکا نام مسروح تھا کہ انھوں نے اذان دی قبل فجر کے تو انکو حکم دیا حضرت عمرؓ نے کہ لوٹ جائیں[ع] اور پکار دیں کہ بندہ سو گیا تھا۔

ابومجاہد سے کہ ابومحذورہ نے کہا الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو مجنون ہے[ع] کیا تیرے اس بلانے والی اذان میں جو تونے بلایا تھا وہ بات نہ تھی کہ ہم آجاتے یہاں تک کہ آئے تو ہمارے پاس۔

ابوبکر ابوالزبیر موذن بیت المقدس سے کہ تشریف لائے ہمارے یہاں عمر بن خطاب پس فرمایا کہ جب اذان دیا کرو تو ٹھہر[ع] ٹھہر کر اور اقامت کہو تو جلدی۔

ابوبکر ابن عمر سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے مشرق اور مغرب کے درمیان میں سب[ع] قبلہ ہے جب تک سامنے رہو کعبہ کے۔

بیہقی غضیف سے انھوں نے کہا میں نے پوچھا عمر بن خطاب سے کہ ہم جنگل میں ہوتے ہیں تو خیموں میں رہتے ہیں پس اگر میں نکلوں تو میں سردی کھا جاؤں اور اگر عورت نکلے تو وہ سردی کھائے پس فرمایا عمرؓ نے اپنے اور اسکے درمیان میں کوئی کپڑا ڈال لے پھر ہر ایک تم میں کا نماز پڑھے۔

میں[ع] کہتا ہوں کہ کتنا کیا ہے اس سے حنفیہ نے اپنے اس

ع حکم اسوقت کیلئے ہے جب کھانیکی خواہش ایسی ہو کہ نماز میں جی نہ لگیگا ۱۲ ع معلوم ہوا کہ قبل وقت کے کسی وقت کی اذان درست نہیں ہے یہی مذہب حنفیہ کا ہے ۱۲ ع معلوم ہوا کہ تثویب بدعت ہے سوا فجر کے کہ اسمیں خود حضرت فاروق سے منقول ہے ۱۲ ع معلوم ہوا کہ اذان کا ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت کا جلد جلد کہنا مسنون ہے یہی مذہب حنفیہ کا ہے ۱۲ ع یہی مذہب حنفیہ کا ہے اور امام شافعی کے نزدیک ٹھیک کعبہ کی محاذی کھڑا ہونا ضروری ہے ۱۲ ع یہ عبارت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کی ہے امام شافعی کی طرف سے یہ جواب ٹھیک نہیں کہ یہ قول حضرت عمر کا غیر مشہور ہے جبکہ صحیح ہو چکا اور اسپر ائمہ کا عمل ہے تو غیر مشہور کیسے ہو سکتا ہے رہ گیا یہ کہ اسمیں نماز کے ایک ہونیکا ذکر نہیں ہے یہ کچھ مضر نہیں ضرور ہے ایک ہی نماز کا قصہ ہے ورنہ نماز کے علیحدہ ہونے کی صورت میں تو کوئی فساد کا قائل نہیں ہے یہ نیا قول ہو جائیگا جسکا کوئی قائل نہیں اور یہ کہنا کہ حضرت عمر کے نزدیک یہ مستحب ہے امام شافعی کا قیاس ہے امام ابوحنیفہ پر کب حجت ہو سکتا ہے اگر حجت ہوگا تو اسکے مقلدین پر ۱۲

قلت تمسك به الحنفية في قولهم بفساد صلوة الرجل اذا حاذته امرأة في صلوة مشتركة تحريمة واداء واجاب الشافعي فقال ليس بمعروف عن عمر وليس انها في صلوة واحدة ولكن استحب ذلك قطعا لمادة الفتنة

(۱۷) ابو بكر عن الاسود سمعت عمر افتتح الصلوة وكبر فقال سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك ثم تعوذ

(۱۸) ابو بكر عن الاسود صليت خلف عمر سبعين صلوة فلم يجهر فيها ببسم الله الرحمن الرحيم

(۱۹) ابو بكر عن عباية بن ربعي قال عمر لا تجزي صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب وآيتين

(۲۰) اخرج محمد في موطاه عن داود بن قيس انا محمد بن عجلان ان عمر بن الخطاب قال ليت في فم الذي يقرأ خلف الامام حجرا

(۲۱) البيهقي عن يزيد بن شريك انه سأل عمر عن القراءة خلف الامام فقال اقرأ بفاتحة الكتاب قال وان كنت انت قال وان كنت انا قال وان جهرت قال وان جهرت

قول میں کہ مرد کی نماز عورت کے محاذات سے فاسد ہوجاتی ہے جبکہ وہ نماز تحریمہ اور ادا میں مشترک ہو اور جواب دیا ہو امام شافعی نے کہ یہ قول حضرت عمر کا مشہور نہیں ہے اور اس میں یہ ذکر نہیں کہ وہ ایک نماز میں تھی مگر اسکو بہتر سمجھا حضرت عمر نے مادۂ فساد کے قطع کرنے کے لیے۔

ابو بکر اسود سے کہ سنا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے شروع کی نماز اور تکبیر کہی پھر کہا سبحانک عـه اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک۔ پھر اعوذ باللہ پڑھا۔

ابو بکر اسود سے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ستّر نمازیں پڑھیں اور انھوں نے بلند آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھی عـه۔

ابو بکر عبایہ بن ربعی سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں کافی ہے وہ نماز جس میں نہ پڑھی جائے عـه سورۂ فاتحہ اور دو آیتیں۔

امام محمد نے مؤطا میں داؤد بن قیس سے کہ ہمکو خبر دی محمد بن عجلان نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش جو شخص قرأت خلف امام کرتا ہے اُسکے منہ میں پتھر ہوتے۔

بیہقی یزید بن شریک سے کہ اُنھوں نے پوچھا عمر رضی اللہ عنہ سے قرأت خلف امام کو تو فرمایا انھوں نے کہ پڑھو سورۂ فاتحہ کہا اُنھوں نے اگرچہ آپ (امام) ہوں فرمایا ہاں اگرچہ میں (امام) ہوں کہا انھوں نے اگرچہ آپ بلند آواز سے پڑھیں فرمایا ہاں اگرچہ میں بلند آواز سے پڑھوں۔

عـه یہ دعا حنفیہ کے یہاں معمول ہے ۱۲

عـه یہی مذہب حنفیہ کا ہے بسم اللہ کا آہستہ آواز سے پڑھنا انکے نزدیک مستحب ہے امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے ۱۲

عـه یہ حکم تنہا نماز پڑھنے والے اور امام کا ہے مقتدی کا نہیں جیسا کہ آگے کی حدیث ملانے سے ظاہر ہے ورنہ دو آیتوں کا بھی مقتدی پر فرض ہونا کسی کا مذہب نہیں ۱۲

قلت روى اهل الكوفة عن اصحاب عمر الكوفيين ان المأموم لا يقرأ شيئا والجمع ان القبيح في الاصل ان تنازع الامام في القرآن وقراءة المأموم قد تفضي الى ذلك ثم اشتغال المأموم بمناجاة ربه مطلوب فتعارضت مصلحة ومفسدة فمن استطاع ان يأتي بالمصلحة بحيث لا تخدشها مفسدة فليفعل ومن خاف المفسدة تركه والله اعلم

(۲۱) ابوبكر عن عبدالله بن شداد سمعت نشيج عمر في صلوة الصبح وهو يقرأ انما اشكو بثي وحزني الى الله

(۲۲) البغوي والبيهقي ان عمر روى عن النبي صلى الله عليه وسلم رفع اليدين في الركوع والقومة منه

(۲۳) ابوبكر عن الاسود صليت مع عمر فلم يرفع يديه في شئ من صلاته الا حين افتتح الصلوة

قلت تكلم الشافعية والحنفية في ترجيح الروايات كل على مذهبه والاوجه عندي ان عمر رأى رفع اليدين۔

میں نے کہا کہ کوفہ والوں نے حضرت عمرؓ کے کوفہ والے ملاقاتیوں سے یہ روایت کی ہے کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے۔ اور دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح ہو کہ اصل میں بری یہ بات ہے کہ امام سے قرآن میں نزاع کی جائے اور مقتدی کی قرأت کبھی اس حد تک پہونچا دیتی ہے مگر مقتدی کا بھی اپنے پروردگار سے مناجات میں مشغول ہونا مقصود ہے پس پیش آئی ایک عمدگی اور ایک خرابی تو جو شخص عمدگی کو کر سکے بے اسکے کہ اس میں خرابی آئے تو وہ قرأت کرے اور جو شخص ڈرتا ہو برائی کے آنے سے وہ نہ کرے۔ واللہ اعلم۔

ابوبکر بن عبداللہ بن شداد سے کہ میں نے سنا عمرؓ کا رونا فجر کی نماز میں اور وہ پڑھ رہے تھے یہ آیت انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ

بغوی اور بیہقی کہ حضرت عمرؓ نے روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں ہاتھ کا اٹھانا (رکوع جاتے وقت) اور رکوع سے اٹھتے ہیں۔

ابوبکر اسود سے کہ میں نے نماز پڑھی عمرؓ کے ساتھ اور نہیں اٹھائے انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ نماز کے کسی جز میں سوا اسوقت کے جب نماز شروع ہوئی تھی۔

میں نے کہا کہ بحث کی ہے شافعیہ اور حنفیہ نے روایات کی ترجیح میں ہر ایک اپنے مذہب کے موافق اور قوی میرے نزدیک یہ ہے کہ عمرؓ نے رکوع اور قومے کے وقت

عہ یہ قول شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا ہے فی الواقع بہت محقق اور منصفانہ فیصلہ کیا ہے محققین حنفیہ اسی کے قائل ہیں کہ مقتدی پر قرأت فرض نہیں لیکن اگر قرآن میں امام سے نزع نہ ہونے پائے اور قرأت کرے تو مستحب ہے جیسا کہ ہم اوپر مدلل لکھ چکے ہیں۔ قرآن میں نزاع کا ایک مطلب یہ ہے کہ مقتدی امام کی قرأت نہ سنے بلکہ اسکے پڑھنے کی حالت میں خود بھی پڑھتا جائے دوسرا مطلب یہ کہ ایسی آواز سے مقتدی قرأت کرے کہ امام کی قرأت میں خلل انداز ہو یہاں دونوں مطلب مراد ہیں دونوں کی ممانعت کتاب وسنت میں وارد ہوئی ہے ۱۲ عہ معلوم ہوا کہ نماز میں رونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی مگر یہ کہ رونا کسی دنیاوی سبب سے ہو یہی حنفیہ کا مذہب ہے ۱۲

عِندَ الرُّكُوعِ وَالْقَوْمَةِ مِنْهُ مُسْتَحَبًّا فَكَانَ يَفْعَلُ تَارَةً وَيَتْرُكُ أُخْرَى

(۲۵) أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَجْعَلُ كَفَّيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ قُلْتُ أَخَذَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ وَأَبُو حَنِيفَةَ مِنْ بَعْدِهِ عَلَى تَرْكِ التَّطْبِيقِ

(۲۶) أَبُو بَكْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ رُبَّمَا قَنَتَ عُمَرُ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ

(۲۷) أَبُو بَكْرٍ عَنْ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قُلْتُ لِأَبِي يَا أَبَتِ صَلَّيْتَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَرَأَيْتَ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْنُتُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ مُحْدَثَةٌ

(۲۸) أَبُو بَكْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ النَّاسَ سَلَكُوا وَادِيًا وَشِعْبًا وَسَلَكَ عُمَرُ وَادِيًا وَشِعْبًا سَلَكْتُ وَادِيَ عُمَرَ وَشِعْبَهُ وَلَوْ قَنَتَ عُمَرُ قَنَتَ عَبْدُ اللّٰهِ

ہاتھوں کا اٹھانا مستحب سمجھا ہے اس لیے کبھی کرتے تھے کبھی نہ کرتے تھے۔

امام ابو حنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے کہ عمر اپنی دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھتے تھے میں نے کہا کہ حجت لی ہے ابراہیم نے اور ابو حنیفہ نے انکے بعد ترک تطبیق پر۔

ابو بکر زید بن وہب سے کہ اکثر قنوت عــہ پڑھی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں۔

ابو بکر ابو مالک اشجعی سے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ تمنے نماز پڑھی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے کیا دیکھا ہے تم نے انمیں سے کسی کو قنوت پڑھتے تو کہا انھوں نے اے میرے بیٹے نئی بات عــہ ہے۔

ابو شعبی سے کہ فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے اگر چلیں سب لوگ ایک جنگل یا درے میں اور چلیں صرف عمر دوسرے جنگل یا درے میں تو چلونگا میں عمر کے جنگل اور درے میں اگر قنوت پڑھی ہوتی عمر نے تو قنوت پڑھتا عبد اللہ۔

عــہ یہ قول شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا ہے گو یہ فیصلہ انکا نہایت منصفانہ ہے مگر میرے فہم ناقص میں دوسری روایت کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اسلیے پہلی روایت میں صرف انکا راوی ہونا نبی صلعم سے مذکور ہے اور دوسری روایت میں انکا فعل منقول ہے اور ناقل بھی وہ شخص (اسود) ہے جسکا بیان اوپر گذر چکا کہ اسنے ستر نمازیں آپکے ساتھ پڑھی تھیں اگر وہ کبھی رفع یدین کرتے ہوتے تو کبھی وہ شخص دیکھتا باقی رہا انکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا اسکا جواب یہ ہے کہ اصول حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ جب صحابی کا عمل اسکی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہو اور وہ حدیث محتمل التاویل نہو تو حنفیہ کے نزدیک نسخ سمجھی جاتی ہے خصوصًا حضرت فاروق سے ایسا واقع ہونا قطعًا مستلزم نسخ ہے اسلیے کہ انکا ورع و تقوی اور اتباع سنت پر دلدادہ ہونا مسلمات سے ہے ۱۲ عــہ حنفیہ کے نزدیک سوا وتر کے اور کسی نماز میں قنوت نہیں ہے مگر جب کوئی مصیبت یا سخت صدمہ پیش آئے تو اسکے دفعیہ کیلیے دعا بطور قنوت کے پڑھنا درست ہے زید ابن وہب کا یہ کہنا کہ اکثر پڑھا ہے مراد اس سے اکثر اوقات مہمات ہیں جیسا کہ منقول ہے فارس کی لڑائی کیوقت حضرت فاروق کا قنوت پڑھنا لہذا یہ حدیث کسیطرح حنفیہ کو مضر نہیں ۱۲ عــہ حدیث اور اسکے بعد کی حدیث دلیل قوی ہے اس امر پر کہ حضرت فاروق بلکہ حضرت صدیق سے قنوت نہ پڑھتے تھے جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہے ابو مالک اشجعی کا اپنے باپ سے یہ نقل کرنا کہ قنوت نئی بات ہے اور اسیطرح عبد اللہ بن مسعود کا حضرت فاروق کے قنوت پڑھنے سے انکار کرنا بالفرض رد کرتے ان لوگوں کے اقوال کو جو ہمیشہ مصیبت اور غیر مصیبت میں قنوت کے قائل ہیں رہا مصیبت کیوقت تو حضرت فاروق بلکہ نبی صلعم سے بھی منقول ہے حنفیہ کے نزدیک بھی صحیح ہے

(۲۹) مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ لَا يَجُوْزُ الصَّلٰوةُ اِلَّا بِتَشَهُّدٍ

امام محمد بن حسن حمید بن عبد الرحمن سے کہا اُنھوں نے سنا میں نے عمر بن خطاب کو یہ فرماتے ہوئے کہ نہیں جائز ہے نماز بے تشہد (التحیات) کے۔

(۳۰) اَلتِّرْمِذِيُّ وَالْبَغَوِيُّ قَالَ عُمَرُ اَلدُّعَاءُ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ

ترمذی اور بغوی نے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دعا[ع۱] رکی ہوئی رہتی ہے آسمان و زمین کے بیچ میں یہاں تک کہ درود پڑھے تو اپنے نبی پر۔

(۳۱) اَلشَّافِعِيُّ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ كَتَبَ اَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ صَلَاتَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ

امام شافعی حضرت عمر سے نقل کرتے ہیں کہ اُنھوں نے لوگوں کو لکھ بھیجا تھا کہ دو نمازوں کا ایک ساتھ پڑھنا کبائر[ع۳] سے ہے

(۳۲) اَلشَّافِعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَغَيْرِهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِي الْعِيْدِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

امام شافعی عبد اللہ بن عمر وغیرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے تھے عید کے دن خطبے سے پہلے۔

(۳۳) مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بِثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً

امام مالک یزید بن رومان سے کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تئیس رکعت (تراویح[ع۴] مع وتر) پڑھا کرتے تھے

(۳۴) اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَوْتَرَ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ

ابوبکر مکحول سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وتر پڑھتے تھے تین رکعتوں سے کہ نہ فصل کرتے تھے اُن تینوں میں[ع۵] سلام سے۔

(۳۵) اَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْقَاسِمِ زَعَمُوْا اَنَّ عُمَرَ كَانَ يُوْتِرُ فِي الْاَرْضِ

ابوبکر قاسم سے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ وتر پڑھتے تھے زمین[ع۶] میں۔

ع۱ دعا کا اطلاق نماز پر بھی آیا ہے اس لیے یہ حدیث نماز میں درود کے سنت موکدہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اور حدیث سابق تشہد کے واجب ہونے پر ۱۲ ع۳ یہ حدیث حنفیہ کے مؤید ہے انکے نزدیک دو نمازوں میں جمع کرنا جائز نہیں سوا مزدلفہ اور عرفہ کے وہ بھی اس سبب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق قطعی منقول ہے ۱۲

ع۴ معلوم ہوا کہ تراویح کی بیس رکعت ہیں پس جو لوگ اس کو خلاف سنت سمجھکر آٹھ رکعتیں پڑھتے ہیں نہایت غلطی پر ہیں شاید وہ اپنے آپ کو حضرت فاروق سے بھی زیادہ عالم سنت یا اتباع پر حریص سمجھتے ہیں معاذ اللہ منہ ۱۲

ع۵ یہی مذہب حنفیہ کا ہے کہ وتر تین رکعت ایک سلام سے ہے امام شافعی وغیرہ اس میں مخالف ہیں ۱۲

ع۶ ائمہ کا اختلاف ہے کہ وتر کا مثل نوافل کے سواری پر پڑھنا جائز ہے یا مثل فرائض کے سوائے اتر کر زمین پر پڑھنا چاہیے۔ حنفیہ امر اخیر کے قائل ہیں۔ یہ حدیث انکی تائید کرتی ہے ۱۲ ۔ ❖

(٣٦) اَبُوْبَكْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عُمَرَ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ

ابو بکر اسود سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قنوت پڑھی وتر میں رکوع سے پہلے۔ ع۱

(٣٧) مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ اَنَّهُمْ كَانُوْا فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُصَلُّوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ عُمَرُ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُوْنَ وَقَامَ عُمَرُ سَكَتُوْا فَلَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ

امام مالک اور شافعی یہ کہ لوگ عمر بن خطاب کے زمانہ میں جمعہ کے دن نماز پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ نکلتے عمر اور بیٹھتے منبر پر اور اذان دیتے موذن اور لوگ باتیں کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ چپ ہو جاتے موذن اور کھڑے ہو جاتے عمر چپ ہو جاتے لوگ پھر کوئی بات نہ کرتا تھا۔ ع۲

(٣٨) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ عُمَرُ يُكَفَّنُ الرَّجُلُ فِي ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ

ابو بکر راشد بن سعد سے فرمایا حضرت عمر نے کفن کیا جائے مرد تین کپڑوں میں۔ حد سے آگے نہ بڑھو اللہ نہیں پسند فرماتا حد سے آگے بڑھنے والوں کو۔ ع۳

(٣٩) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ تُكَفَّنُ الْمَرْاَةُ فِي خَمْسَةِ اَثْوَابٍ الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ وَالرِّدَاءِ وَالْاِزَارِ وَالْخِرْقَةِ

ابو بکر راشد بن سعد سے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے فرمایا کفن کی جائے عورت پانچ کپڑوں میں کفنی اور دوپٹہ اور چادر اور ازار اور سینہ بند۔

(٤٠) اَلْبَيْهَقِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ اَرْبَعًا وَخَمْسًا فَاجْتَمَعْنَا عَلٰى اَرْبَعٍ

بیہقی سعید بن مسیب سے وہ حضرت عمر سے کہ انھوں نے فرمایا بیشک (جنازہ کی نماز میں) یہ سب کچھ ہوا چار تکبیر، اور پانچ مگر پھر ہم نے اتفاق کر لیا چار تکبیر پر۔

ع۱ حنفیہ کا یہی مذہب ہے۔ ۱۲۔

ع۲ یہی مذہب حنفیہ کا ہے کہ امام جب خطبہ شروع کر دے تو پھر نماز نہ پڑھنا چاہیے ۱۲۔

ع۳ مقصود یہ ہے کہ تین کپڑوں سے زیادہ کفن نہ دو۔ عمامہ کی کراہت اس سے نکلتی ہے جیسا کہ متقدمین حنفیہ کا مذہب ہے اور وہی محقق ہے ۱۲۔

علم الفقہ جلد دوم

تمام شد۔

فہرست مضامین جلد دوم علم الفقہ

اس بیان پر علم الفقہ کی دوسری جلد ختم ہو گئی بعد اس کے مختصر دو رسالے اور اس کے ساتھ ملحق کئے گئے ہین ایک مین چالیس حدیثین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین جن مین نماز کے فضائل و مسائل کا بیان ہے دوسرے مین چالیس آثار حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہین ان مین بھی نماز کا بیان ہی۔

یہ دونون رسالے قابل اس کے ہین کہ زبانی یاد کر لیے جائین اور ہر روز ان کا ورد رکھا جائے برکت اور فائدے کی چیز ہے اس کے علاوہ علم الفقہ کے معرکۃ الآرا اکثر مسائل ان رسالون سے مدلل ہو گئے ہین مثل قراءت خلف الامام کے مسالے کے۔

بہ توفیق حق جل شانہٗ

علم الفقہ کی دوسری جلد تمام ہو گئی۔

وللہ الحمد علی اتمام نعمتہ۔

(نوٹ ضروری) کوئی صاحب بغیر اجازت بغیر اجازت قصد طبع نفرمائین

نمبر شمار	نام کتاب	مختصر کیفیت	قیمت
		(مناظرہ رضاخان)	
۲۰	تحفۂ لاثانی	یہ مناظرہ ہے جو بمبئی میں مولوی نثار احمد کانپوری کیسا تھ ہوا تھا جس سے بمبئی میں بدعتیوں کی کمر ٹوٹ گئی	۴ر
۲۱	فتح حقانی	یہ مناظرہ بہار ہوا جسمیں مولوی نثار احمد کانپوری کیساتھ ہوا تھا جسمیں مدیر النجم سانپ [illegible] نذرانہ وصول کیا	۵ر
۲۲	نصرت آسمانی	اسمیں دو مناظرہ میں ایک چانگام کا جسمیں مولوی فاخر الہ آبادی [illegible] مغلوب ہو کر [illegible] گئے دوسرے کچھوچھہ کا [illegible] احمد اشرف کو شکست ہوئی۔	۵ر
		(ہر در روافض)	
۲۳	الاول من المائتین	چار نمبروں میں اس امر کا ثبوت کہ شیعوں کا ایمان [illegible] نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور کتب اہل سنت پر روایت تحریف قرآن کی افترا کا جواب۔	۴ر
۲۴	الثانی من المائتین	تین نمبر اس امر کے ثبوت میں کہ مذہب شیعہ میں جھوٹ بولنا عبادت ہی۔	۴ر
۲۵	الثالث من المائتین	جسمیں بحوالہ کتب شیعہ عقیدۂ بدا کی تحقیق لکھکر یہ بات ظاہر کردی گئی ہے کہ مذہب شیعہ میں خدا کا جھوٹ بولنا نہایت ضروری ہے۔	۲ر
۲۶	ترجمۂ اسد الغابہ جلد اول	اسمیں اول حضور صلعم کی سیرۃ پھر ۴۹۶ صحابہ کرام کا تذکرہ ہے	عـار / ۴ر
۲۷	،، جلد دوم	اسمیں ۶۶۳ صحابہ کا ذکر ہے۔	عـار / ۴ر
۲۸	،، جلد سوم	اسمیں ۵۷۸ صحابہ رسول کے حالات ہیں۔	عـار / ۴ر
۲۹	،، جلد چہارم	اسمیں ۷۰۳ صحابہ کرام کے تذکرہ ہیں۔	عـار / ۴ر
۳۰	،، جلد پنجم	اسمیں ۶۲۱ صحابہ کرام کے تذکرہ درج ہیں۔	عـار / ۴ر
۳۱	،، جلد ششم	اسمیں ۶۴۸ صحابہ کرام کے تذکرہ درج ہیں	عـار / ۴ر
۳۲	،، جلد ہفتم	اسمیں ۷۰۶ صحابہ کا تذکرہ درج ہے۔	عـار / ۴ر
۳۳	،، جلد ہشتم	زیر طبع	
۳۴	،، جلد نہم	زیر طبع	
۳۵	ترجمۂ ازالۃ الخفا جلد اول	یہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی نادر زمن تصنیف ہے خوش میں ترجمہ حاشیہ پر متن [illegible] کاغذ	[illegible] / للعہ
۳۶	ترجمۂ تاریخ طبری جلد اول	عربی کی قدیم اور مستند تاریخ کا ترجمہ جلد اول تیار ہے۔	عہ
۳۷	ترجمۂ انصاف	حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے رسالہ انصاف کا ترجمہ ائمہ مجتہدین میں فروعی اختلاف کے اسباب کا بیان۔	۶ر
۳۸	ترجمۂ چہل حدیث امام ربانی	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی جمع کیے ہوئے نماز روزہ کے متعلق چالیس حدیثوں کا ترجمہ	ار
		سیر	
۳۹	نغمۂ عنبریہ بذکر میلاد خیر البریہ	یہ علم نظم سیرۃ بیحد مقبول ہوئی یہ عورتوں اور بچوں کو پڑھانے کے قابل ہے	۴ر
		(اردو نیچریہ)	
۴۰	پردۂ مروجہ کا شرعی ثبوت	یہ انعامی رسالہ ہے۔	ار

نمبر شمار	نام کتاب	مختصر کیفیت	قیمت
	فتح مبین	ایڈیٹر اصلاح سے مناظرہ کے لیے سیوان کا دوسرا سفر ... پر خط و کتابت اور زبانی گفتگو	
۴۱	تحفہ امامیہ	اس کتاب کے جواب سے شیعوں ... در مجتہدین عاجز ہیں۔	۳/
۴۲	ارتداد شیعہ	اس کتاب کو دیکھ کر شیعہ مبہوت ... ین۔	۱/
۴۳	قاتلان حسین	اس کتاب کی شہرت ا... ار رشک ہے۔	۲/
۴۴	دشمنان حسین	ایک شیعہ نے قاتلان ح... لکھا تھا یہ اسکا شافی جواب ہے	۶/
۴۵	مطالبہ حق	سو آریہ ... یہ آریہ ...	۸/
۴۶	تحفہ آریہ	اس کے جواب سے ...	۳/
۴۷	تحریف وید	... بجواب	
۴۸	ساہو کار لالٹین پر رشنی	اپنے موضوع میں سب سے پہلی یہ بے مثل اور مکمل کتاب ہے۔	۴/
۴۹	مفید المفتی و المستفتی	نواب شیخ احمد حسین صاحب رئیس پریانواں کے رفض فوائد رسالہ چراغ لالٹین کا جواب۔ ترجمہ اردو فتاوی عزیزی۔	
۵۰	احسن التعلیم فارسی	برائے تعلیم مبتدیان۔	عار
۵۱	تعلیم الدین	قابل دید ہے	۵/
۵۲	جمال القرآن	″ ″ ″	۴/
۵۳	ابن سبا	قابل دید ہے۔	۲/
۵۴	تحفہ اثنا عشریہ	فارسی	۲/
۵۵	احسن الوصایا	قابل دید ہے	[illegible]
۵۶	الفلسفہ اردو	فلسفہ کے بیان میں قابل دید ہے	۸/
۵۷	مولوی اعجاز حسین کا جواب	اعجاز حسین شیعہ بدایونی کا جواب	۳/
۵۸	تنقید حدیث کسا	نہایت عالمانہ تنقید ہے۔ قابل دید ہے	۲/
۵۹	مقدس بشارات	قابل دید ہے	۲/
۶۰	آیات بینات کامل	″	۲/
۶۱	تحقیق البیان	″ ″ ″ در رد شرک و بدعت۔	[illegible]
۶۲	تقدیر و تدبیر	قابل دید ہے	۶/
۶۳	شفائے روحانی	″ ″ ″	۴/
۶۴	واقعات نانپارہ	″ ″ ″	۲/
۶۵	نبوت کی ضرورت	″ ″ ″	۴
۶۶	حقیقۃ التشیع	″ ″ ″	۴
۶۷	علم الفقہ حصہ اول در بیان طہارت حصہ دوم در بیان نماز حصہ سوم در بیان روزہ حصہ چہارم در بیان زکوٰۃ حصہ پنجم در بیان حج حصہ ششم		

المشتہر ناظم دفتر رسالہ ”النجم“ لکھنؤ